بسلسلۂ جشنِ دوصد سالہ حضور شمس مارہرہ

بزرگانِ مارہرہ شریف کے مختصر حالاتِ طیّبات

# برکاتِ مارہرہ


تالیف

مولوی طفیل احمد متولی صدیقی بدایونی


ترتیب وتصحیح

عبد العلیم قادری مجیدی

**بسلسلۂ جشن دو صد سالہ حضور شمس مارہرہ**

جامع حالات بزرگان مارہرہ مقدسہ
مع تصرفات واوراد واشغال متولیان درگاہ
موسوم بہ

# برکاتِ مارہرہ

**مؤلفہ**

مولوی طفیل احمد صدیقی بدایونی

ترتیب وتصحیح

عبدالعلیم قادری مجیدی

# انتساب

شمس مارہرہ حضرت آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ

کے برادر اصغر

قدوۃ الواصلین حضرت سیدنا شاہ **آل برکات عرف ستھرے میاں** قدس سرہٗ

(ولادت: ۱۱۶۳ھ- وصال ۱۲۵۱ھ)

کے نام

جو حضرت شمس مارہرہ کے خلیفہ، دست راست، جانشین

اور آپ کے بعد

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے

زیب سجادہ تھے

# جشن دو سو سالہ حضور شمس مارہرہ

رواں سال ۱۴۳۵ھ میں شمس مارہرہ غوث زماں حضرت شمس الدین آل احمد حضور اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ کے وصال کو دوسو سال مکمل ہورہے ہیں۔خانقاہ قادریہ بدایوں کا قیام اور یہاں سے فیضان قادریت کا اجرا حضور شمس مارہرہ کی نظر عنایت اور کرم فرمائی ہی کا نتیجہ ہے، اس لیے حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ نے فرمایا کہ ''اِس موقع پر خانقاہ قادریہ کو حضور شمس مارہرہ کی بارگاہ میں شایان شان انداز میں خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے''۔تاج الفحول اکیڈمی نے حضرت اقدس کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس سلسلے میں تین کتابوں کی اشاعت کا منصوبہ ترتیب دیا:

**(۱) آداب السالکین**: تصنیف حضور شمس مارہرہ۔ترجمہ وتقدیم: **امین ملت** حضرت سید شاہ امین میاں قادری مدظلہ (زیب سجادہ خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف)

**(۲) برکات مارہرہ**: تصنیف مولوی طفیل احمد متولی بدایونی

**(۳) تذکرۂ شمس مارہرہ**: ترتیب صاحبزادۂ گرامی مولانا اسید الحق قادری

ان شاء اللہ ان تینوں کتابوں کا اجرا درگاہ قادریہ مجیدیہ (بدایوں شریف) میں **عرس قادری** کے موقع پر ۱۷/محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقدہ 'شمس مارہرہ کانفرنس' میں علما و مشائخ کے ہاتھوں عمل میں آئے گا۔یہ کتابیں شمس مارہرہ کی بارگاہ میں بہترین خراج عقیدت بھی ہیں اور کانفرنس میں شرکت کرنے والے اہل عقیدت ومحبت کے لیے بہترین تحفہ بھی۔

زیرنظر کتاب 'برکات مارہرہ' اسی اشاعتی منصوبے کی دوسری کتاب ہے جو اکابر خانوادۂ برکاتیہ کا اجمالی تذکرہ ہے۔ایک صدی پرانی اس نایاب کتاب کو تاج الفحول اکیڈمی جدید آب وتاب کے ساتھ منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کررہی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

# فہرست مشمولات

| عنوان | صفحہ |
|---|---|

☆☆☆

# ابتدائیہ

ابھی صرف پانچ ماہ پہلے مئی ۲۰۱۳ء میں خانوادۂ برکاتیہ کی ایک مبسوط اور مستند تاریخ 'تذکرۂ نوری' تاج الفحول اکیڈمی نے جدید آب وتاب کے ساتھ شائع کر کے اہل ذوق کی خدمت میں پیش کی تھی، جس کی امید سے زیادہ پذیرائی ہوئی اور عموماً اہل محبت واہل نظر نے اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ اب قند مکرر کے طور پر اسی سلسلے کی ایک اور نایاب، اہم اور ایک صدی پرانی کتاب 'برکات مارہرہ' اہل ذوق اور اہل عقیدت ومحبت کی خدمت پیش کرتے ہوئے تاج الفحول اکیڈمی فخر ومسرت محسوس کر رہی ہے۔

زیر نظر کتاب 'برکات مارہرہ' اکابر ومشائخ خانوادۂ برکاتیہ کا ایک اجمالی تذکرہ ہے، یہ کتاب ۱۳۳۱ھ/۱۳۳۲ھ (۱۹۱۳ء) میں تالیف کی گئی اور ۱۹۱۳ء میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ یہ اشاعت متوسط سائز کے ۲۱۲ر صفحات پر مشتمل ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک یہ کتاب کی پہلی اور آخری اشاعت تھی، اب مکمل ایک صدی بعد تاج الفحول اکیڈمی اس کی اشاعت جدید کا شرف حاصل کر رہی ہے۔

کتاب میں بطور مقدمہ پہلے اجمالی طور پر خانوادۂ برکاتیہ کے اجداد کرام حضرت میر عبدالواحد بلگرامی، حضرت میر عبدالجلیل بلگرامی اور حضرت میر اویس بلگرامی قدست اسرارہم کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد امام سلسلۂ برکاتیہ صاحب البرکات حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی قدس سرہٗ سے لے کر سلسلہ بسلسلہ نور العارفین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ اور زمانہ تصنیف میں موجود سجادگان تک کسی کا تفصیلی اور کسی کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں خانقاہ برکاتیہ میں موجود آثار وتبرکات، خانقاہ میں ہونے والے اعراس کی کیفیت، حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی کے سجادگان کے مختصر حالات اور سرکار خرد مارہرہ مطہرہ کے سجادگان کی فہرست وغیرہ جس تفصیل سے درج کی گئی ہے اِس کتاب کے علاوہ یہ معلومات اِس تفصیل کے ساتھ یکجا کسی اور کتاب میں

نہیں ملتی۔

مؤلف کتاب اباً عن جدٍ برکاتی تھے، خانوادۂ برکاتیہ سے عقیدت ومحبت ان کو ورثے میں ملی تھی، لہٰذا یہ کتاب بھی انہوں نے عقیدت ومحبت میں سرشار ہوکر تالیف کی ہے۔ کتاب پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ خانوادۂ برکاتیہ سے متعلق قدیم کتب مثلاً ' کاشف الاستار' ' آثار احمدی' ' ریاض احمدی' ' گلشن ابرار' اور ' ہدایت الخلوق' وغیرہ ان کے پیش نظر تھیں، بہت سے واقعات انہوں نے انہیں مذکورہ کتابوں سے اخذ کیے ہیں۔ بعض روایتیں سماعی ہیں، جن میں کچھ حضرت سید شاہ ابو القاسم حاجی اسماعیل حسن مارہروی اور حضرت سید شاہ مہدی میاں قدس سرہما کی زبانی مؤلف نے خود سنی ہیں، ایسی روایتوں کے ساتھ اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ ممکن ہے بعض روایتیں ایسی بھی ہوں جو محض شہرت کی بنیاد پر نقل کر دی گئی ہوں۔

درمیان میں بزرگوں کی شان میں فارسی واردو مناقب بھی شامل کر دیئے ہیں، جو اہل محبت و عقیدت کے لیے تسکین قلب کا سامان ہیں۔ کتاب کی زبان سادہ، بے تکلف اور رواں ہے، جس سے ایک عام قاری بھی لطف اٹھا سکتا ہے۔

**مؤلف کتاب:**

مؤلف کتاب مولوی طفیل الدین احمد متولی صدیقی بدایونی عرف ' طُفّا شاہ' بدایوں کے ایک معزز علمی گھرانے ' خاندان متولیان' کے فرد تھے۔ تیرہویں اور چودہویں صدی کے تناظر میں اگر اس گھرانے کا جائزہ لیں تو اس کی دو نمایاں خصوصیات پر ضرور نگاہ رکتی ہے، ایک تو یہ کہ اس گھرانے کا کم وبیش ہر صغیر وکبیر شاعر نظر آتا ہے، دوسری یہ کہ اس خاندان کے اکثر افراد خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے نسبت بیعت وارادت رکھتے تھے۔

مؤلف کتاب کے پردادا شیخ عبدالصمد متولی حضور شمس مارہرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ان کے بیٹے حکیم نیاز احمد متولی مجیدی حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید کے مرید اور جاں نثار خدام میں تھے۔ آپ کو فن کتابت میں دسترس حاصل تھی، انہوں نے اپنے ہاتھ سے مکمل قرآن کریم کی کتابت کی اور تیس الگ الگ پاروں کی جلد بنوا کر درگاہ قادری میں قرآن خوانی کے لیے نذر کیا۔ اس کتابت میں آپ نے یہ اہتمام کیا تھا کہ جہاں جہاں اسم جلالت ' مجید' آیا تھا اس کو نمایاں طور پر سرخ روشنائی سے کتابت کیا تھا۔ اس کے کچھ پارے اب بھی بطور یادگار کتب خانہ قادریہ میں

محفوظ ہیں۔

حکیم نیاز احمد متولی کی اپنے شیخ سے عقیدت ومحبت یہ رنگ لائی کہ ان کو درگاہ قادری میں حضرت شاہ عین الحق کے پائینتی اس چبوترے پر دفن کے لیے جگہ ملی جو حضرت شاہ عین الحق کے مخصوص مریدین وخدام کے لیے خاص کیا گیا تھا۔ حکیم صاحب پر ان کے پیر بھائی شیخ علی بخش خاں شرر مجیدی بدایونی کا یہ شعر کیسا صادق آ رہا ہے کہ:

مرتے ہیں اس پر مجیدی دفن ہوں در کے قریب
بعد مردن بھی نہ چھوٹے اتصال عین حق

حکیم نیاز احمد کے دو صاحبزادے تھے رضا احمد متولی اور اعجاز احمد متولی۔ یہ دونوں حضرات حضرت خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی کے مرید تھے۔ قاضی غلام شبر قادری کے بیان کے مطابق شیخ اعجاز احمد کو سرکار نور حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ سے عام اشغال واعمال ومراقبات خاندانی کی اجازت حاصل تھی (تذکرۂ نوری جدید ص ۲۵۸)

شیخ اعجاز احمد کے تین صاحبزادے مولوی طفیل الدین احمد طفیل متولی مؤلف کتاب ہٰذا، شیخ حسنین احمد مؤرخ اور شیخ اکرام احمد شاد تھے۔ یہ تینوں بھائی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نور العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ سے رشتہ بیعت رکھتے تھے اور اپنے پیر و مرشد کے جاں نثار اور شیدائی تھے۔

ثانی الذکر شیخ حسنین احمد مؤرخ شاعر ہونے کے ساتھ فن تاریخ گوئی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ان کے دو صاحبزادے ثقلین احمد منور بدایونی اور فاروق احمد محشر بدایونی تھے۔ اول الذکر مشہور نعت گو شاعر ہیں جن کا مجموعہ نعت 'منور نعتیں' خاصا مشہور ہے۔

شیخ اکرام احمد شاد کے بیٹے سلمان احمد ہلالی تھے، جو بہترین نعت گو شاعر تھے اور حضرت سید شاہ مہدی میاں (زیب سجادۂ مسند برکاتیہ نوریہ مارہرہ شریف) کے مرید تھے۔ ان کے دو بیٹے نیاز احمد نیاز بدایونی اور عرفان صدیقی تھے، ثانی الذکر عرفان صدیقی کا نام شعری اور ادبی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے، ان کا شمار دور جدید کے صف اول کے شعرا میں ہوتا ہے۔

مؤلف کتاب مولوی طفیل الدین احمد متولی لاولد رہے، ۱۹۴۴ء میں وفات ہوئی۔ اپنی خاندانی روایت کے مطابق شاعر بھی تھے اور طفیل تخلص کرتے تھے۔ ان کی شاعری کے چند

نمونے زیرِنظر کتاب میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔نظم کے ساتھ ساتھ کچھ نثری سرمایہ بھی چھوڑا، سید شہید حسین شہید بدایونی نے ' تذکرۂ شعرائے بدایوں' میں 'برکات مارہرہ' کے علاوہ ان کی تصانیف میں 'باقیات الصالحات'، 'ہدیۂ طفیل'، 'خلیفہ ثانی' اور 'تاریخ نبی خانہ' کا ذکر کیا ہے ☆ ۔ 'باقیات الصالحات' اور 'تاریخ نبی خانہ' مطبوعہ ہیں، باقی دو کے بارے میں راقم کو علم نہیں۔ان کے علاوہ اُن کا ایک اور رسالہ ' کارروائی عرس اول ' کتب خانہ قادریہ میں موجود ہے۔یہ نورالعارفین حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ کے پہلے عرس منعقدہ رجب ۱۳۲۵ھ کی روداد ہے، ۲۰/ صفحات کا یہ رسالہ نظامی پریس بدایوں سے ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا ہے۔

**کچھ ترتیب جدید کے بارے میں:**

کتاب کی ترتیب جدید کے سلسلے میں چند امور قابل ذکر ہیں۔

☆ کتاب کے ساتھ کوئی صحت نامہ نہیں تھا، اس لیے جہاں کتابت کی غلطی محسوس ہوئی اس کو ذوق سلیم کی بنیاد پر درست کرلیا گیا ہے۔

☆ کتاب کے صفحہ ۱۶۴/ سے صفحہ ۱۹۷/ تک تقریباً ۳۳/ صفحات میں عملیات وتعویذات اور ادویہ کے نسخہ جات درج کیے گئے تھے، یہ عموماً وہی عملیات، تعویذات اور نسخہ جات ہیں جو عام طور پر کتب تعویذات بالخصوص 'شمع شبستان رضا' وغیرہ میں شائع ہورہے ہیں اور عوام وخواص ان سے واقف ہیں، اس لیے ان ۳۳/ صفحات کو اشاعت جدید سے حذف کیا جارہا ہے۔

☆ کتاب کے آخر میں مؤلف کی نظم کردہ ۵۹/ اشعار پر مشتمل ایک روایت اور مولوی عبدالقدیر آل رسولی بدایونی مرحوم کا ۴۹/ اشعار پر مشتمل ایک قطعہ تاریخ عرس نوری تھا، ان دونوں کو بھی طوالت کے باعث حذف کیا جارہا ہے۔ثانی الذکر الگ کتابچہ کی شکل میں شائع ہوا تھا اور سالنامہ اہل سنت کی آواز مارہرہ شریف (شمارہ اکتوبر ۲۰۰۳ء) میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

☆ پرانے طرز کے مطابق بعض جگہ عبارت کے درمیان کوئی وضاحتی فقرہ یا جملہ معترضہ آ گیا ہے، ایسے جملوں کو مرتب نے ایک بریکٹ (......) میں کردیا ہے، ایسا بریکٹ جہاں بھی ہے وہاں عبارت مؤلف ہی کی ہے، صرف بریکٹ مرتب نے لگایا ہے۔

☆ اشاعت اول میں چند مقامات کے علاوہ عناوین اور ذیلی سرخیاں نہیں تھیں، لہٰذا حسب

---

☆ تذکرۂ شعرائے بدایوں: سید شہید حسین شہید بدایونی، ج ۲/ص ۱۵۱، کراچی، ۱۹۸۷ء۔

موقع وضرورت عناوین اور ذیلی سرخیوں کا اضافہ کیا گیا ہے، مگر ایسے اضافے کو ایک مخصوص بریکٹ [......] میں رکھا گیا ہے۔ اگر کہیں کسی وضاحتی لفظ یا جملے کا اضافہ کیا گیا ہے تو اس کو بھی ایسے ہی بریکٹ میں رکھا گیا ہے۔ کتاب کی پیراگرافنگ نئے سرے سے کی گئی ہے، ساتھ ہی ابتدا میں فہرست مشمولات کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ رموز کتابت (کامہ، فل اسٹاپ، سوالیہ نشان وغیرہ) اور قواعد املا کے سلسلے میں قدیم طرز کو ترک کر کے موجودہ رائج طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

☆ کتاب میں جہاں بھی سنہ ہجری تھا وہاں بریکٹ [......] میں اس کے مطابق سنہ عیسوی درج کر دیا گیا ہے۔

کتاب کی ترتیب جدید و تصحیح میں عزیزم عبدالعلیم قادری مجیدی (متعلم مدرسہ قادریہ) نے بڑی محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

کتاب کی اشاعت کے لیے برادر طریقت الحاج عبدالمناف قادری (لاکھل گاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر) نے مخلصانہ تعاون کیا ہے، رب قدیر ان کی یہ خدمت قبول فرمائے اور دارین میں برکات سے نوازے۔

رب قدیر و مقتدر تاج الفحول اکیڈمی کی یہ دینی خدمات قبول فرمائے، اکیڈمی کے رفقا اور معاونین کو مزید دینی خدمات کا حوصلہ اور توانائی عطا فرمائے اور اکیڈمی کے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین

۲۶ر ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ/ ۱ر نومبر ۲۰۱۳ء — اسید الحق قادری بدایونی
جمعہ مبارکہ — خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

☆☆☆

## [مقدمہ از مؤلف]

### بسم الله الرحمن الرحیم

### خدا کو سجود، نبی کو درود

اللّٰھم صل علی أحمد و علی آل أحمد و أولیاء أمة أحمد أجمعین

ارادہ تو یہی تھا کہ اِس کتاب کی ابتدا مسلمانوں کے دستور کے موافق حمد و نعت سے کی جائے، لیکن افسوس ہے کہ غریب متوکّل بدایونی کو اِس ارادے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ناچار بسم اللہ ہی کو اپنی کتاب کی حمد اور درود ہی کو اپنے رسالے کی نعت سمجھا اور اپنے ایک بدایونی مخدوم حاجی شیخ محمد عبدالقدیر صاحب مرحوم مغفور کے پاکیزہ اشعار سے اپنے مطلب کی ابتدا کر دی:

روز ازل ہر اک کو جو رتبے عطا ہوئے — سارے شرف حبیب خدا پر فدا ہوئے
ختم الرسل جناب شفیع الورا ہوئے — اصحاب اُن کے خلق کے حاجت روا ہوئے

بیڑا لگے کنارے پہ تا کائنات کا
آل رسول ٹھہرے سفینہ نجات کا

کس سے بیاں ہوں آل محمد کے مرتبے — اللہ کے پیارے ہیں زہرا کے لاڈلے
جبریل لا کے دیتے تھے میوے بہشت سے — بچپن سے ہیں جنابِ محمد کے سر چڑھے

اِک نور خاص ہیں یہ ازل کے چراغ کے
ہیں تازہ گل شفیع دو عالم کے باغ کے

روز مباہلہ تھے یہ خیرالورا کے ساتھ — ہر کارِ خیر میں رہے خیرالنسا کے ساتھ
خیبر کے دن تھے حضرت خیبر کشا کے ساتھ — سبطین کے بھی رہتے تھے سب سر جھکا کے ساتھ

ہرگز نہ پنجتن سے کبھی وہ جدا رہے
فرصت ملی تو سجدے میں پیش خدا رہے

سادات سب بزرگ ہیں اس میں نہیں کلام　　　تعظیم سب کی فرض ہے اپنے ہیں وہ امام
جاری ہے جن کا ہند میں اب فیض خاص وعام　　　مارہرۂ شریف میں ہیں وہ فلک مقام

واقف نہیں ہیں کچھ بھی زمانے کے کید سے
ایسے بزرگوار ہیں اولادِ زید سے

جواولیاء اللہ مارہرہ ضلع ایٹہ میں مدفون ہیں اُن میں زیادہ حصہ زیدی سادات کا ہے، جن کے مزارات بڑی درگاہ اور درگاہِ برکاتیہ میں ہیں۔ اِن حضرات کے فیوض و برکات بے شمار اور تصرفات اَن گنتی ہیں۔

[خانوادۂ برکات کا شرف]

سب سے بڑا اشرف اِن بزرگوں کو یہ حاصل ہے کہ حضرت سیدنا شیخ ابومحمد عبدالقادر جیلانی قدس سرۂ العزیز نے خود بہ نفس نفیس حضرت سیدنا شاہ محمد برکت اللہ صاحب قادری قدس سرۂ العزیز سے بڑا مستحکم وعدہ فرمایا ہے کہ:

مَیں قیامت کے دن تمہارے خاندان کے مریدوں اور متوسلوں کی شفاعت کا ذمہ دار ہوں اور تمہارے خاندان کے مریدوں اور متوسلوں کو چاہیے کہ حشر کے خوف سے بے خوف رہیں، مَیں جنت میں ہرگز ہرگز قدم نہ رکھوں گا جب تک تمہارے خاندانی مریدوں اور متوسلوں کو جنت میں داخل نہ کرالوں گا۔

اگر چہ حضرت پیر دستگیر نے اپنے سلسلے کے تمام مریدوں کے لیے لا تـخف [مت ڈر] ارشاد فرمایا ہے لیکن یہ مخصوص وعدہ ہے جس کو' آئین احمدی' میں حضرت سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی قدس سرۂ العزیز نے تحریر فرمایا ہے بڑی مضبوطی کے ساتھ نہایت زوردار الفاظ میں کیا گیا ہے۔ شعر:

ہے ہماری مغفرت کا تم نے جب وعدہ کیا
پھر ہمیں کھٹکا ہے کیا یا غوثِ اعظم دستگیر

بعض بعض تصرفات اِن بزرگانِ مارہرہ مقدسہ کے ایسے ہیں جن کو ہم اِس وقت تک روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

[خانوادۂ برکات کے تصرفات]

منجملہ اُن تصرفات کے ایک یہ ہے (جس کا تجربہ ہم کو آئے دن ہوتا رہتا ہے) کہ اِس خاندان کے مریدوں اور متوسلوں کا خاتمہ ہمیشہ خیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اکثر تجربے میں آیا ہے کہ اِس گھر کا مرید اپنی حالت حیات میں کیسا ہی بے خبر اور غافل کیوں نہ ہو، لیکن مرنے سے کچھ دنوں پہلے سے اُسے بجائے غفلت کے ضرور بالضرور بیداری حاصل ہو جاتی ہے۔

اکثر خوش عقیدہ مسلمانوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اپنے خاندانی مریدوں اور متوسلوں کی حالتِ نزع میں بزرگانِ مارہرہ مقدسہ بڑی شان وشوکت سے تشریف لائے اور اپنے اُس مرید ومتوسل کو اپنے ساتھ لے گئے اور خلد بریں میں پہنچا دیا۔

اِس کے متعلق ایک واقعہ مولوی رضا احمد صاحب قادری وکیل بدایونی کی وفات کا ہے۔ جناب موصوف حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قادری برکاتی مارہروی کے مرید تھے اور اپنے پیران سلسلہ کے ساتھ نہایت عقیدت اور ارادت رکھتے تھے، اُن کا انتقال ۲۲رذی الحجہ ۱۳۲۷ھ [۱۹۱۰ء] کو قریب تین بجے رات کے ہوا۔ اُن کی وفات سے کچھ گھنٹوں پہلے مولوی محمد خواجہ بخش صاحب کی بی بی نے (جو ایک نہایت پاک دامن خاتون ہیں) حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرۂ العزیز کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت بڑی شان وشوکت کے ساتھ مولوی رضا احمد مرحوم کے مکان کی جانب کو جا رہے ہیں، وہ بی بی کہتی ہیں کہ ''مَیں نے اُس مجمع کے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں اور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں؟ تو بعض صاحبوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرۂ العزیز ہیں اور مولوی رضا احمد کو (جو اُن کے گھر کے مخصوص مرید ہیں) لینے کو جاتے ہیں، آج اُن کا سفر آخرت ہے، حضرت اُن کی امداد کے لیے تشریف لائے ہیں''۔

غرض کہ ایسی ہی صدہا روایتیں ہیں۔ ایک روایت ایسی ہی امداد کی منشی ذوالفقار الدین صاحب مرحوم بدایونی کے متعلق کتاب 'تنبیہ الخلوق' میں درج ہے اور وہ یہ ہے کہ منشی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اُن کی ہمشیر نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ ''اے بھائی! اب کہاں ہو؟ فرمایا کہ ہمارے پیر حضرت اچھے میاں صاحب نے ہم کو ایک پُر فضا چمن میں پہنچا دیا ہے، ہم اُس باغ میں نہایت آرام وآسائش سے رہتے ہیں''۔

**[خانوادۂ برکات کا دوسرا شرف]**

دوسرا شرف جو اِس گھرانے کے مریدوں اور متوسلوں کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ امروہہ کا مشہور خبیث شیخ سدو اُن لوگوں کو کبھی نہیں ستاتا جنھوں نے اِس خاندانِ مارہرہ مقدسہ سے بیعت کی ہے اور اِن بزرگانِ دین کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ آسیب اِس خاندانِ برکاتیہ مارہرہ سے اس قدر خائف ہے کہ اگر اُس کے دخل کی جگہ ان حضرات کے خاندان کا کوئی بوڑھا، بچہ چلا جائے تو وہ آسیب اُس جگہ سے فوراً اپنا دخل اُٹھا لیتا ہے اور وہاں سے مفرور ہو جاتا ہے۔

کتاب 'بیاضِ اسماعیلیہ' (مصنفہ حضرت [شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن] حاجی میاں صاحب مارہروی) میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اس مشہور خبیث شیخ سدو نے مارہرہ کے حضرت پیر برکات صاحب قدس سرہٗ العزیز سے یہ مضبوط عہد کیا ہے کہ ''مَیں آپ کے مریدوں اور متوسلوں کو کبھی نہیں ستاؤں گا اور جہاں کہیں آپ یا آپ کی اولاد ہوگی وہاں بھول کر بھی قدم نہ رکھوں گا اور اگر میرے دخل کی جگہ آپ یا آپ کے خاندان کا کوئی صاحبزادہ تشریف لے جائے گا تو مَیں وہاں سے فوراً اپنا عمل دخل اُٹھا لوں گا''۔ چنانچہ اُس معاہدے پر وہ آسیب اِس وقت تک قائم ہے۔

اِس معاہدے کا مفصل تذکرہ تو حضرت پیر برکات صاحب کے ذکر میں آئے گا اِس کے متعلق یہاں پر صرف اتنا لکھنا اور ہے کہ مارہرہ میں ایک خاندان معلموں کا ہے، یہ لوگ حضرت پیر برکات صاحب کے مخصوص مرید میاں جی عبدالرحیم صاحب کی اولاد میں ہیں اور بزرگانِ مارہرہ مقدسہ کے بچوں کو ابتدائی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ اِس خاندان کے ایک میاں جی (جن کا نام مراد روشن صاحب ہے اور جو حضرت ستھرے میاں صاحب کے مرید تھے) کسی ضرورت سے امروہہ گئے تھے، سرائے میں مقیم ہوئے وہاں مزاحاً کسی تذکرے پر اُن میاں جی صاحب نے کہہ دیا کہ ''اے شیخ سدو! ہم تو جب جانیں کہ تم ہمارے حضرت پیر برکات مارہروی کے متبع ہو جو ہم کو اس وقت گرم گرم جلیبیاں کھلواؤ''۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر کے بعد سو گئے، پھر ایک حلوائی کی آواز پر جاگے جو سرائے کے صحن میں چیخ چیخ کر پکارتا پھرتا تھا کہ یہاں مارہرہ کے کوئی میاں جی صاحب ٹھہرے ہیں؟ اُنھوں نے آواز دی کہ یہاں آؤ ہم ہیں۔ وہ بے چارہ روتا ہوا ایک خوانچہ گرم جلیبیوں کا لیے ہوئے ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ ''آپ یہ جلیبیاں کھالیں، میاں میری لڑکی کو مارے ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امروہہ کے سرائے میں مارہرہ کے ایک میاں جی ٹھہرے ہیں اُن کو گرم گرم جلیبیاں کھلا دے ورنہ تیری لڑکی کو زندہ نہ چھوڑوں گا''۔ غرض کہ اِدھر میاں جی مراد روشن

صاحب نے وہ گرما گرم جلیبیاں کھائیں اُدھر شیخ سدو نے اُس حلوائی بے چارے کی بچی کو چھوڑ دیا۔

### [حضرت میر سید عبدالجلیل بلگرامی قدس سرہٗ]

ہندوستان میں اِس خاندان کا قدیمی وطن بلگرام ہے جو اودھ میں ضلع ہردوئی کا ایک حصہ ہے۔ اِن بزرگوں کے مورث اعلیٰ واسط سے تشریف لاکر بلگرام میں آباد ہوئے تھے۔ مارہرہ کو بلگرام سے سب سے پہلے حضرت سید شاہ خواجہ محمد عبدالجلیل صاحب قادری چشتی بلگرامی واسطی تشریف لے گئے۔ یہ سال ۱۰۱۷ھ [۰۹-۱۶۰۸ء] کا جہانگیر کے دورِ حکومت کا تھا۔ 'مجمع البرکات' میں لکھا ہے کہ آپ کے مارہرہ تشریف لانے کی وجہ صرف آپ کی تنہائی پسند طبیعت اور آپ کی مجذوبانہ حالت تھی، صحرانوردی کو پسند فرماتے تھے۔ قریب قریب اپنی عمر کا نصف حصہ آپ نے اسی حالت میں گزارا۔ عرصے تک اِسی ذوق وشوق میں اپنے وطن بلگرام اور اپنے عزیزوں سے کنارہ کش رہے اور جنگلوں جنگلوں پھرتے رہے۔ اِسی حالت میں ایک مرتبہ پھرتے پھراتے بلگرام کے اُس محلے سے ہوکر گزرے جس کو سلہڑہ بولتے ہیں، اِس محلے میں لب راستہ آپ کی حقیقی بہن کا مکان تھا۔ آپ مجذوبانہ حالت میں کچھ اشعار پڑھتے جارہے تھے اور ایسے عالم بے خودی میں تھے کہ اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ یہ جگہ بلگرام ہے اور مَیں اپنی بہن کے دروازے سے گزرا ہوا جارہا ہوں، آپ کی بہن نے مکان کے اندر سے آواز اپنے بھائی کی پہچانی اور لوگوں سے کہا کہ ''میرے بھائی راستے سے جارہے ہیں'' لوگوں نے جاکر دیکھا تو حقیقت میں حضرت شاہ صاحب ہی کو پایا، پھر لوگ حضرت کو اُن کی بہن کے پاس لے گئے۔ وہ سیدانی صاحبہ اپنے بھائی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ غرض کہ حضرت اپنے اعزا واقربا کے مجبور کرنے سے اُس دن اور آنے والی رات کو اُس مکان میں رہے اور آخر رات میں سب عزیزوں کو سوتا چھوڑ کر حالت جذب میں وہاں سے پھر چل دیے اور چلتے چلاتے اترنجی کھیڑہ تک پہنچے۔

یہ جگہ مارہرہ سے تخمیناً پانچ چھ میل پر جانب مشرق واقع ہے، یہ جگہ راجگانِ ہند کے زمانے میں راجہ بین کی راجدھانی تھی، جو اُس وقت میں بشکل ایک قلعے کے تھی۔ ۵۸۲ھ [۸۷-۱۱۸۶ء] میں سلطان شہاب الدین محمد غوری نے بذاتِ خاص راجہ بین پر لشکر کشی کر کے اس قلعے کو فتح کیا اور بذریعہ سرنگ اُس کی عمارت کو نیست ونابود کر دیا۔ اسی حادثے میں راجہ بین بھی اس قلعے میں دب کر مر گیا۔ جب سے یہ جگہ بصورت ایک کھیڑہ کے ہے اور اُس پر ایک بااثر بزرگ حضرت حسین

شہید کا مزار واقع ہے۔

غرض کہ جب حضرت خواجہ سید شاہ محمد عبدالجلیل صاحب بلگرامی قدس سرہٗ العزیز کا قیام شہید موصوف کے مزار پر ہوا تو شدہ شدہ یہ خبر مارہرہ تک پہنچی، اُس زمانے میں چودھری محمد وزیر خان صاحب مارہرہ کے عامل اور قانون گو تھے، اُن کو زیارت حضور سرورِ کائنات علیہ التحیات کی ہوئی اور چودھری صاحب سے ارشاد ہوا کہ:

مَیں نے تجھے اپنی نسل سے ایک پیر دیا، جا اور اُن کو اترنجی کھیڑے سے مارہرہ لے آ۔

صبح ہوتے ہی چودھری صاحب اترنجی کھیڑے کو روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر ان حضرت کو پایا اور اُن کی خدمت بابرکت میں خواب کا تمام واقعہ بیان کیا اور استدعا کی کہ حضور مارہرہ تشریف لے چلیں اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے مارہرہ کی زمین کو برکت اور عزت دیں۔ حضرت نے استدعا اُن کی منظور کی اور اُن کے ہمراہ مارہرہ تشریف لائے۔ چودھری صاحب نے اپنے دیوان خانۂ مارہرہ محلّہ کمبوہ میں حضرت کو اپنا مہمان بنایا اور حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ کے سلسلۂ غلامی میں داخل ہوئے۔

**[حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ]**

آپ [میر سید عبدالجلیل بلگرامی] کے والدِ ماجد کا اسم گرامی حضرت سیدنا شاہ محمد عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ العزیز ہے، یہ بزرگ بھی اپنے زمانے کے عالم اور صاحبِ تصرف تھے، بیسیوں کتابیں آپ کی تصنیف سے ہیں، سبع سنابل اور کافیہ کی شرح تصوف میں آپ ہی کی تصنیف کا نمونہ ہیں۔ وصال اِن حضرت کا تیسری رمضان ۱۰۱۷ھ [۱۶۰۸ء] کو بمقام بلگرام ہوا، محلّہ سلہڑہ میں اپنی خانقاہ کے اندر دفن کیے گئے۔ اُس خانقاہ کے اندر ایک مسجد اور مکان زنانہ بھی ہے جو کسی قدر تغیر وتبدل کے ساتھ اِس وقت تک موجود ہے مزار پُر انوار ایک احاطے کے اندر واقع ہے جو پختہ ہے، لیکن اُس پر گنبد وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ روزانہ حاضرین آستانہ بعد نماز عشا اور تاریخ وصال پر بعد نماز تراویح حاضرین مزار مقدس پر حاضر ہو کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور اُس کا ثواب حضرت کی روح پُر فتوح کو بخشتے ہیں۔

آپ کے وصال کی جو تاریخ فارسی بندگی میاں مفتی قنوجی نے لکھی تھی وہ حسب ذیل ہے:

سحر غنودم و دیدم کہ مے سرودِ فلک     گزیدہ نیل روا ما تمینہ بر فاقم

| | |
|---|---|
| ز سالکاں رہِ ارشاد کس بسر نبرد | کہ شد بہ تیر فنا ہادیٔ طریقت گم |
| موحدے کہ بہ شہر وجود واحد بود | بغار گشت چو صدیق یا رسول دوم |
| شکست باصرۂ مردمے اجل کو بود | بہ فیض خانۂ چشم وجود را مردم |
| ازیں ترانۂ بزم آمد و بگفت خرد | کہ اے لب تو موا لید فیض را شدہ ام |
| کہ سال فوت و شب وصل روز عرش گو | کہ مے برم بر کروبیاں چرخ نہم |
| برفت واحد[۲۰] صوری و معنوی گفتم | ہزار ہفدہ شب جمعہ ماہ صوم و سیوم |

حضرت کی حیات میں کچھ جائداد حضرت کو اکبر کی طرف سے بطور نذر پیش کی جاتی تھی، لیکن آپ نے اُس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اُس کے بعد آپ کے آستانے کے مصارف کے لیے شاہانِ دہلی میں سے کسی بادشاہ کی جانب سے کچھ املاک وقف کی گئی، لیکن نواب سعادت علی خاں حاکم اودھ کے زمانے میں جہاں اور معافیاں ضبط ہوئیں وہاں یہ املاک بھی ضبط کر لی گئی۔ اصل تو یہ ہے کہ حضرت کو جائداد کی طرف نہ حیات میں توجہ تھی نہ ممات میں توجہ ہوئی۔ اب اس آستانے کے متعلق نہ کوئی وقف ہے نہ کوئی معافی۔

**[اولادِ امجاد حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ]**

آپ کی دو شادیاں بلگرام میں ہوئیں پہلی بی بی سے حضرت سیدنا خواجہ شاہ محمد عبدالجلیل صاحب قادری چشتی بلگرامی مارہروی قدس سرہٗ العزیز بیسویں رجب ۹۷۲ھ [۱۵۶۵ء] کو پنجشنبہ کے دن عین ظہر کی نماز کے وقت پیدا ہوئے۔ جن کا کچھ حال میں اوپر تحریر کر چکا ہوں۔ ان حضرت کی پہلی شادی بلگرام میں ہوئی تھی، دوسری شادی آپ کی مارہرہ میں حضرت بدیع الدین صاحب ولایت مارہروی کی دُختر سے ہوئی۔ بلگرام کی بی بی سے جو اولاد ہے اُس کا مفصل تذکرہ مَیں اِس کتاب میں کروں گا، کیوں کہ اُنہیں بی بی کی اولاد سے بزرگان مارہرہ ہیں۔

حضرت بدیع الدین صاحب ولایت مارہروی قدس سرہٗ العزیز کی دختر سے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے، لیکن وہ دونوں ہوشیار ہو کر نیپال کی جانب چلے گئے، پھر اُن کا کچھ پتہ معلوم نہ ہوا۔ جب حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالجلیل صاحب قدس سرہٗ مارہرہ میں تشریف رکھنے لگے تب چودھری وزیر خان صاحب نے حضرت کے لیے اُس جگہ جہاں اب شاہ صاحب کا مزار ہے ایک

خانقاہ تعمیر کرادی، حضرت اُس میں قیام فرما ہوئے۔ حضرت کے دست حق پرست پر مارہرہ کی اکثر مخلوق نے بیعت کی اور غلامی کا شرف حاصل کیا۔

کتاب 'آئین احمدی' میں حضرت اچھے میاں صاحب نے درج کیا ہے کہ شاہ صاحب موصوف کو حضرت بدیع الدین صاحب ولایت مارہروی کے ساتھ نہایت اُنس تھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

> جو مجھ سے محبت رکھے اُس کا فرض ہے کہ حضرت صاحب ولایت سے بھی محبت رکھے اور جو میرے وصال کے بعد میرے مزار پر حاضر ہو اُس کا فرض ہے کہ وہ حضرت صاحب ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دے، ایسا نہ کرنے والا مجھ سے کسی قسم کے فیض کی امید نہ رکھے۔

چنانچہ اب تک واقف کار لوگوں کا دستور ہے کہ جب حضرت شاہ صاحب موصوف کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں تو حضرت صاحب ولایت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی ضرور حاضری دیتے ہیں۔ مزار حضرت صاحب ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت شاہ صاحب موصوف کے مزار کے قریب مارہرہ میں ایک دوسرے چھوٹے سے احاطے میں میاں غفور اللہ شاہ کے دروازے پر واقع ہے۔

حضرت سید شاہ محمد عبدالواحد صاحب قدس سرہٗ کی دوسری بی بی سے تین صاحبزادے تھے جن کے اسما حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت سید شاہ محمد یحییٰ صاحب قدس سرہٗ، یہ حضرت لاولد فوت ہوئے۔

(۲) حضرت سید شاہ محمد فیروز صاحب قدس سرہٗ، جن کی اولاد اِس وقت تک ہے۔

(۳) حضرت سید شاہ محمد طیب صاحب قدس سرہٗ، جن کا سجادہ اِس وقت تک بلگرام میں ہے اور جس کے سجادہ نشینوں کی مفصل فہرست اِس کتاب کے آخر حصے میں درج کی جائے گی۔

حضرت سید محمد عبدالواحد قدس سرہٗ کو اپنے والد اور سید شاہ حسین صاحب سکندر آبادی سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔

**[تذکرہ حضرت سید شاہ حسین سکندر آبادی]**

'بیاض احمدی' اور 'فص الکلمات' (مرتبہ حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قادری) میں درج

ہے کہ سید شاہ حسین صاحب اوائل میں بڑے مال دار اور بڑے فیاض تھے اور فن سپہ گری اور بہادری میں بے مثل اور یکتائے زمانہ سمجھے جاتے تھے، ناگاہ بہ جذبہ الٰہی مجذوب ہو گئے اور اپنا سب مال و متاع اللہ تعالیٰ کی راہ میں فقرا و مساکین کو دے دیا اور مجذوبانہ حالت میں پھرتے پھراتے دہلی پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز کے مزار منور پر حاضر ہوئے، وہاں سے اُن کو حکم ملا کہ ''ہم نے تجھ کو چشتیوں کے سپرد کیا، تیرا حصہ حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی کے سلسلے میں ہے، جا اور شیخ صفی ساٹھپوری کی خدمت سے فیض حاصل کر''۔ تب یہ بزرگ حضرت شیخ صفی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سالہا سال اُن کی خدمت کر کے شرف بیعت و خلافت حاصل کیا۔

حضرت شیخ صفی صاحب ایک باکمال بزرگ حضرت شیخ بڈھن سعد صاحب کے مرید و خلیفہ اور حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی قدس سرہٗ العزیز کے پوتہ مرید تھے۔ تیرہ سال کی عمر سے اپنے شیخ کی خدمت کی تھی اور تمام علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم اپنے شیخ سے پائی تھی۔

**[شجرۂ پدری حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ]**

شجرۂ پدری حضرت سیدنا شاہ محمد عبدالواحد صاحب قدس سرہٗ العزیز کا یوں ہے کہ:

حضرت **میر محمد عبدالواحد** صاحب واسطی بلگرامی

اُن کے والد بزرگوار حضرت **سید محمد ابراہیم**

اُن کے والد حضرت **سید قطب الدین**

اُن کے والد **سید ماہرو**

اُن کے والد **سید بڈھ**

اُن کے والد **سید کمال**

اُن کے والد **سید قاسم**

اُن کے والد **سید حسین** [ان کے والد **شاہ نصیر الدین**، ان کے والد **سید شاہ حسین**]

اُن کے والد **سید عمر**

اُن کے والد **سید محمد صغریٰ** (خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ)

اُن کے والد **سید حسین**

اُن کے والد سید **ابوالفرح ثانی**

اُن کے والد سید **ابوالفراش**

اُن کے والد سید **ابوالفرح چشتی**

اُن کے **والد** سید **داؤد**

اُن کے **والد** سید **حسین**

اُن کے والد سید **یحییٰ**

اُن کے والد سید **زید سوم**

اُن کے والد سید **عمر**

اُن کے والد سید **زید دوم**

اُن کے والد سید **علی** [ان کے والد سید **حسن**، ان کے والد سید **علی**]

اُن کے والد سید **محمد**

اُن کے والد سید **عیسیٰ موتم الاشبال**

اُن کے والد حضرت **زید شہید** قدس سرہما

اُن کے والد حضرت **امام زین العابدین**

اُن کے والد حضرت **امام حسین شہید کربلا** علیہ الصلوٰۃ والسلام

اُن کے والد حضرت **مولا علی مرتضیٰ** مشکل کشا کرم اللہ وجہہ

زوج حضرت بتول خلیفۂ چہارم وخویش حضرت رسول مقبول ﷺ

اِس کتاب کے ابتدائی اوراق کے دیکھنے سے آپ حضرات اِس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ حضرت سیدنا خواجہ شاہ محمد عبدالجلیل صاحب بلگرامی مارہروی قدس سرہٗ العزیز از بطن زوجۂ اولیٰ خلف اکبر حضرت میر محمد عبدالواحد صاحب بلگرامی کے تھے، اب اُس سے آگے چلئے۔

**[حضرت میر عبدالجلیل بلگرامی کا جنات سے مقابلہ]**

حضرت خواجہ صاحب موصوف [میر عبدالجلیل بلگرامی] نے شرف بیعت و خلافت بھی اپنے پدرِ بزرگوار سے حاصل کیا تھا۔ جس زمانے میں آپ مارہرہ میں تشریف فرما تھے اُس زمانے کا ایک واقعہ حضرت اچھے میاں صاحب مارہروی نے اپنی کتاب ’آئین احمدی‘ میں درج کیا ہے

جو حضرت کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت اچھے میاں صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کے کسی مرید نے کسی آسیب زدہ کا ایک مرتبہ علاج کیا اور اُس آسیب کو جلا دیا، وہ آسیب جنوں کے کسی معزز فرقے کا تھا، اس وجہ سے جنوں نے اُس مرید پر یورش کی، تب اُس نے اپنے مرشد برحق کے سایۂ عاطفت میں پناہ لی، تب جنوں نے حضرت خواجہ صاحب موصوف [ میر عبدالجلیل بلگرامی ] سے عرض کیا کہ ''ہم اس شخص سے اپنے عزیز بھائی کا بدلہ لینا چاہتے ہیں، آپ اس شخص کو ہمارے حوالے کر دیں''۔ آپ نے فرمایا کہ ''اس نے کوئی کام ایسا نہیں کیا ہے جو قابل تعزیر ہو، لہٰذا اِس ارادے سے درگزر کرو''، لیکن جنوں نے اصرار کیا کہ ''ہم تو ضرور بالضرور بدلہ لیں گے''، تب حضرت نے فرمایا کہ ''جب تم بیجا ئیت پر ایک بے قصور سے اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتے ہو تو فقیر اپنے ایک متوسل اور مرید کی باوجود بے قصور ہونے کے حمایت کیوں نہ کرے؟ لیکن بہتر یہی ہے کہ اس ارادے سے باز آؤ، فقیروں سے اُلجھنا ٹھیک نہیں''۔ جن کس کے ماننے والے تھے؟ غرض کہ آپس میں گفتگو بڑھ گئی اور مقابلے کی ٹھہری۔ حضرت خواجہ صاحب [ میر عبدالجلیل بلگرامی ] قدس سرہٗ نے تمام مارہرہ میں منادی کرادی کہ ''کل فقیر اور جنوں کا مقابلہ ہے، قصبے کے باشندگان کو چاہیے کہ کل صبح سے آدھی رات تک اپنے اپنے دروازے بند رکھیں اور اپنے اپنے مویشی اپنے مکانوں کے اندر رکھیں، کوئی آدمی یا جانور مکان سے باہر نہ نکلے، جو شخص یا جانور وقت مقررہ میں مکان سے باہر آئے وہ نقصان پائے گا''۔ مارہرہ کے رہنے والوں نے حضرت کے ارشاد کی تعمیل کی۔

غرض کہ صبح سے مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت شاہ صاحب موصوف نے سیف دعائے حرز یمانی اور موکلات حرز یمانی کو اپنی جانب سے جنوں کے مقابلے کے لیے مامور کیا، بعد قتال کثیر کے نتیجہ اس مقابلے کا یہ ہوا کہ حضرت قدس سرہٗ نے جنوں کے شرقی شہزادہ جلنبوش کو مع اُس کے سولہ ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا۔ جنوں نے طرح طرح کی تدابیر اپنے اِن بھائیوں کی رہائی کے لیے کیں، لیکن ناکامیاب رہے۔ آخر الامر جب کچھ بن نہ پڑا تب پشیمان ہو کر جنوں کی قوم کے چند معزز سردار حضرت قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور اپنے قصور کی معافی چاہی اور اُن قیدیوں کی رہائی کے لیے نہایت لجاجت کے ساتھ حضرت سے عرض معروض کی۔ قصہ کوتاہ باہم طول طویل گفتگو ہو کر اُس دن جنوں نے حضرت قدس سرہٗ سے یہ معاہدہ کر لیا کہ ''آج سے

ہم اور ہمارے متوسل آپ کے مریدوں اور متوسلوں کو ہرگز ہرگز نہ ستائیں گے اور آپ اور آپ کے متوسل اور عزیز ہم کو اور ہمارے عزیزوں اور متوسلوں کو نہ ستائیں اور جس جگہ ہمارا دخل ہو وہاں اگر آپ یا آپ کا کوئی متوسل یا عزیز جائے تو اُس کو چاہیے کہ وہ معاہدہ پہلے یاددلا دے، اگر ہم یا ہمارے عزیز اُس یاددہانی پر بھی باز نہ آئیں اور وہاں سے اپنا دخل نہ اُٹھائیں تب اُن کی بیخ کنی کے لیے دوسری تدابیر اختیار کی جائیں، ورنہ بے وجہ ہم اور ہماری قوم والے پریشان نہ کیے جائیں''۔

غرض کہ اس مصالحت کے ساتھ یہ معاملہ طے ہوا اور حضرت قدس سرہٗ نے اُن قیدیوں کو رہا کردیا۔ اُس وقت سے برابر اِس خاندان میں یہ دستور چلا آتا ہے کہ اِس خاندان کے حضرات یا اُن کے خلفا اور متوسل جب کبھی کسی آسیب زدہ کا علاج کرنے جاتے ہیں تو اول اول وہ معاہدہ اُس آسیب کو یاددلاتے ہیں، اعمال احضار و حبس وغیرہ نہیں کرتے۔ اکثر ہوتا ہے کہ وہ آسیب اُس معاہدے کی یاددہانی کے ساتھ ہی فوراً اپنا دخل اُٹھالیتا ہے، لیکن بعض آسیب ایسے بھی ہیں کہ جن کو اُس معاہدے سے کچھ تعلق نہیں ہے، وہ البتہ اُس یاددہانی کی کچھ پروا نہیں کرتے، تب اُن کے دفعیے کے لیے اعمال احضار و اعمال حبس وغیرہ کی ضرورت پیش آجاتی ہے، ورنہ اکثر تو یہی دیکھا گیا ہے کہ اِدھر وہ معاہدہ اُس آسیب کو یاددلایا گیا اور اُدھر وہ آسیب چلتا پھرتا نظر آیا۔

**[وصال اور مزارِ مبارک]**

وصال حضرت خواجہ صاحب موصوف [میر عبدالجلیل بلگرامی] آٹھویں صفر ۱۰۵۷ھ [۱۶۴۷ء] کو بمقام مارہرہ ہوا، اُسی خانقاہ میں دفن ہوئے۔ بعد وصال چودھری وزیرخان صاحب نے اُس جگہ درگاہ تعمیر کرادی، بالفعل جو عمارت درگاہ کی ہے یہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کی اولاد میں سے کسی بزرگ کی بنائی ہوئی ہے۔ بالیں مزار ایک درخت پیلو کا ہے جو مزار مبارک پر سایہ کیے ہوئے ہے۔

کتاب 'کاشف الاستار' اور 'بیاض احمدی' میں درج ہے کہ اُس جگہ حضرت خواجہ محمد عبدالجلیل صاحب قدس سرہٗ نے اپنی مسواک کو (جب وہ نہایت مختصر رہ گئی تھی) گاڑ دیا تھا اور حضرت اُس میں روزانہ آب وضوڈالا کرتے تھے۔ حضرت کی حیات شریف تک وہ مسواک ویسی ہی خشک رہی بعد وفات ظاہری جب حضرت وہاں دفن ہوئے تو اُس میں کونپل پھوٹی اور تھوڑے

ہی دنوں میں اُس مسواک کا ایک خاصہ درخت ہو گیا، اُس درخت کے پتوں کو لوگ تبرک کر کے لے جاتے ہیں اور وہ پتیاں استقرارِ حمل کے لیے اور دفعیہ آسیب کے لیے بہت استعمال کی جاتی ہیں۔ اس مخصوص درخت کی پتی کے فوائد 'فص الکلمات' وغیرہ میں بہت لکھے ہیں۔

درحقیقت یہ پتی نہایت مؤثر ہے لیکن اعتقاد شرط ہے اور بڑی شرط جو اس پتی کے متعلق 'کاشف الاستار' میں اور 'بیاض احمدی' میں درج ہے وہ یہ ہے کہ اس کی پتیاں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کی اولاد کے ہاتھ سے درخت سے حاصل کی جائیں لیکن مولوی محمد افضل صاحب بدایونی (مرید حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ) اپنی کتاب 'ہدایت الخلوق' میں تحریر فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مرشد اعلیٰ سے اس درخت کی پتی کے فوائد اور اُس کے استعمال کا طریقہ دریافت کیا، حضرت نے فرمایا کہ "پتی خادم درگاہ کی اجازت سے درخت سے حاصل کی جائے اور چند پتی مَل کر آسیب زدہ کو سنگھا دینا چاہیے فوراً آسیب کا خلل دور ہو جائے گا، لیکن چاہیے کہ سنگھاتے وقت اتنا کہہ دے کہ:

اے آسیب سید عبدالجلیل ترا دعا گفتہ وفرمودہ کہ اگر دانی دانی وگرندانی بہ سزائے خود خواہی رسی۔

فوائد اس پتی کے مولوی عطا احمد صاحب فرشوری بدایونی نے اپنے رسالے میں لکھے ہیں، اس لیے ہم نے یہاں مختصراً لکھ دیے۔

**[اولادِ امجاد حضرت میر عبدالجلیل بلگرامی قدس سرہٗ]**

حضرت شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ نے بلگرام والی بی بی کے بطن سے چار صاحبزادے چھوڑے۔ بڑے سید ابوالفتح، منجھلے سید اویس، اُن سے چھوٹے سید محمد اور سب سے چھوٹے سید ابوالخیر قدس سرہم۔

**[ذکر حضرت سید شاہ محمد اویس مارہروی قدس سرہٗ]**

حضرت سید شاہ محمد اویس صاحب قادری چشتی قدس سرہٗ نے اپنے والدِ بزرگوار کے آغوش تربیت میں تعلیم علوم ظاہری و باطنی کی حاصل کی اور والد ماجد ہی سے شرف بیعت حاصل کر کے مثال خلافت پائی۔ آپ کا قیام اپنے وطن بلگرام میں تھا، والد ماجد کی حیات میں مارہرہ میں حضرت کی خدمت میں رہتے تھے، بعد وصال پدرِ بزرگوار کے پھر بلگرام کو واپس چلے گئے۔ کبھی

کبھی حضرت ابوی کی فاتحہ خوانی کی غرض سے مارہرہ آیا کرتے تھے،لیکن مستقل سکونت بلگرام میں تھی۔آپ کے مزاج پرشان رحیمی بہت غالب تھی،کبھی کسی کی تکلیف کے روادار نہ تھے،گمنامی اور گوشہ نشینی کو بہت پسند فرماتے تھے،اظہار حال کومکروہ سمجھتے تھے۔

'فص الکلمات' میں حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری برکاتی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کے کسی مرید نے بلگرامی عامل کی (جو بادشاہِ وقت کی طرف سے مقرر تھا) حضرت کے حضور میں شکایت کی اور کہا ''وہ خدا کے بندوں پر بے حد ظلم کرتا ہے''،آپ نے فرمایا ''تم جا کر اُس سے ہماری جانب سے کہہ دو کہ ظلم وستم سے باز آئے ورنہ اُس پر خدا کا قہر نازل ہوگا''۔اُن مرید صاحب نے اُس عامل کے پاس حضرت کا وہ فرمان پہنچا دیا،لیکن اُس نے اس پر کچھ خیال نہ کیا۔جب دوسری مرتبہ حضرت کو اُس کے ظلم وستم کی اطلاع ہوئی،پھر آپ نے اُنہیں مرید صاحب سے فرمایا کہ ''اُس سے جا کر کہہ دو کہ بندگانِ خدا کو ایذا نہ دے،ورنہ خدا کا قہر نازل ہوگا''۔وہ مرید پھر اُس عامل کے پاس گئے اور حضرت کا مقولہ اُس سے بیان کیا،تب اُس نے گستاخی سے کہا کہ ''مَیں فقیروں کی ایسی اٹکل پچو باتوں کی کچھ پروانہیں کرتا ہوں،فقیر کاہے کو ہیں خدا کی خدائی کے مالک ہیں،اُنہوں نے کہہ دیا کہ خدا کا قہر نازل ہوگا اور ہو گیا؟ میاں صاحب سے کہہ دینا ایسے ڈرانے اور دھمکانے کی باتیں مریدوں کو سنایا کریں،ہم لوگ ایسے دموں میں آنے والے نہیں''۔

جس وقت یہ خبر حضرت کے گوش گزار ہوئی بس جلال آ گیا،چوب دستی دست اقدس میں تھی،وہ اُن مرید صاحب کو عنایت کی اور فرمایا ''پھر واپس جاؤ اور اس چوب کی تین ضرب اُس کے تخت کے پایے میں مار کر چلے آؤ''۔وہ مرید صاحب حضرت کے اس ارشاد کو بجا لائے۔خدا کی قدرت یہ عامل اُسی دن اپنے عہدے سے حسب فرمان شاہی برخاست کر دیا گیا اور سخت ذلت اور پریشانی کے ساتھ بلگرام سے نکالا گیا،تمام مال اور املاک ضبط کر لیا گیا۔یہ چوب دستی اِس وقت تک مارہرہ مقدسہ میں تبرکات غیر مشترکہ میں بہ قبضۂ حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مارہروی موجود ہے اور نہایت مؤثر ہے۔اِس چوب دستی میں چونکہ اس وقت تک شان جلالی ہے اس وجہ سے اُس کی زیارت بھی عام لوگوں کو نہیں کرائی جاتی،صرف مخصوص صاحبان کبھی کبھی اُس عصائے متبرکہ کی زیارت سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔خدا کا لاکھ

لاکھ احسان ہے کہ یہ غریب متوّلی بھی اپنے کو اُن حضرات میں شمار کرسکتا ہے جنھوں نے اُس پُراثر چوب دستی کی زیارت کی ہے۔

**[وصال اور مزارِ مبارک]**

وصال حضرت سید صاحب [میر سید اویس بلگرامی] قدس سرہٗ کا بیسویں رجب ۱۰۹۷ھ [۱۶۸۶ء] میں ہوا۔ جائے آسائش بلگرام محلّہ سلہڑہ ہے، لیکن افسوس ہے کہ اب نشان مزار مبارک بےنشان ہے کیوں کہ اب وہ جگہ ایک غیر مذہب والے صاحب کے مکان میں آگئی ہے، ان وجوہات سے اب مزار مطہر کے تعویذ کا بھی پتہ نہیں۔ حضرت قدس سرہٗ جس طرح اپنی حالت حیات میں گمنامی کو پسند فرماتے تھے اسی طرح حالت ممات میں قبر مبارک کا نام و نشان بھی پسند نہ فرمایا۔

**[اولادِ امجاد حضرت سید شاہ محمد اویس بلگرامی قدس سرہٗ]**

حضرت سید صاحب [میر سید اویس بلگرامی] قدس سرہٗ نے تین صاحبزادے چھوڑے:

**بڑے:** حضرت سیدنا شاہ محمد برکت اللہ صاحب عشقیؔ قادری چشتی مارہروی قدس سرہٗ العزیز جو ۱۰۷۰ھ [۶۰-۱۶۵۹ء] میں بمقام بلگرام پیدا ہوئے۔

**منجھلے:** حضرت سیدنا شاہ محمد عظمت اللہ صاحب قادری قدس سرہٗ العزیز۔

**چھوٹے:** حضرت سیدنا شاہ محمد رحمت اللہ صاحب قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز

منجھلے اور چھوٹے صاحبزادے کے مزارات کی نسبت حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن قادری برکاتی مارہروی تحریر فرماتے ہیں کہ ''اِن دونوں حضرات کے مزارات درگاہ برکاتیہ مارہرہ میں ہیں لیکن اب وہ بےنشان ہیں'' اور حضرت حافظ حاجی علی احسن صاحب سجادہ نشین سرکار خرد مارہرہ اور سید محمد زاہد صاحب سجادہ نشین آستانۂ بلگرام تحریر فرماتے ہیں کہ ''ان دونوں صاحبوں کے مزارات بلگرام میں ہیں لیکن اب لاپتہ ہیں''۔

☆☆☆

## [صاحب البرکات حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی]

اب حضرت صاحب البرکات یعنی حضرت سیدنا شاہ محمد برکت اللہ صاحب قادری چشتی بلگرامی مارہروی قدس سرہٗ العزیز کے حالات ملاحظہ ہوں۔

حضرت قدس سرہٗ اپنی ولادت کی تاریخ خود ہی اپنی زبان سے ارشاد فرماتے ہیں:

سال تولدم ہمہ تقویم دان ہند　　　　روئے حساب شائق خوباں نوشتہ اند

۱۰۷۰ھ

[۱۶۵۹-۶۰ء]

## [شرف بیعت اور اجازت وخلافت]

'مآثر الکرام' تاریخ بلگرام میں درج ہے کہ حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ نے اپنے والد بزرگوار سے تمام علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی اور شرف بیعت بھی والدِ بزرگوار سے حاصل کیا اور مثال خلافت پائی۔ حضرت کے والد ماجد نے آپ کو تمام سلاسل خاندانی میں بیعت لینے کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ اُس کے بعد حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ نے حضرت سید مزمل بن سید عبدالنبی بن سید طیب بن حضرت سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ سے بھی مثال خلافت حاصل کی۔ اس کے بعد کچھ تعلیم روحانی سید غلام مصطفیٰ فیروز رحمۃ اللہ علیہ سے پائی اور بعدہٗ حضرت سید العارفین میر شاہ لطف اللہ عرف شاہ لدھا صاحب احمدی قادری بلگرامی قدس سرہٗ سے خاندان قادریہ کی خلافت حاصل کی اور اِن بزرگوں کی سالہا سال خدمت کر کے تمام مقاماتِ سلوک کو طے کیا، لیکن اِس قدر فیوض و برکات دینی و دنیاوی حاصل کرنے پر بھی آپ کی سیری نہ ہوئی اور دارالولایت کالپی میں پہنچ کر مخدوم زادہ عالی جناب حضرت سید شاہ محمد فضل اللہ صاحب بن حضرت سید احمد صاحب قادری کالپوی کی قدم بوسی حاصل کی اور اُن کی خدمت مقدس میں التماس کیا کہ حضور بھی تبرکاً مثال خلافت اور اجازت بیعت سلاسل خمسہ کی مرحمت فرماویں۔ اُس وقت حضرت مخدوم زادہ صاحب نے کمال مہربانی و شفقت اور عنایت کے ساتھ مثال خلافت

سلاسل خمسہ کی عطا فرمائی۔

'آئین احمدی' میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت پیر برکات صاحب قدس سرۂ کالپی شریف پہنچے، حضرت مخدوم زادہ سیدنا شاہ فضل اللہ صاحب قادری قدس سرۂ نے اُٹھ کر معانقہ کیا اور اپنے کلیجے سے لپٹا کر تین مرتبہ فرمایا ''دریا بہ دریا پیوست'' حضرت کے اِس ایک کلمے نے جس قدر مقامات حضرت صاحب البرکات قدس سرۂ کو طے کرا دیے اُس کی نسبت حضرت صاحب البرکات صاحب کا خود مقولہ ہے کہ ''مَیں اُس کا بیان نہیں کر سکتا''۔ پھر حضرت مخدوم زادہ والا تبار [حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی] نے حضرت پیر برکات صاحب کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

**[درگاہِ کالپی شریف]**

حضرت مخدوم زادہ شاہ فضل اللہ صاحب بیٹے حضرت سید احمد کے اور حضرت سید محمد کالپوی قدس سرۂ العزیز کے پوتے ہیں۔ مزار ہر سہ حضرات کے کالپی شریف میں ہیں، جو ضلع جالون کا ایک حصہ ہے۔ اول اول اِن مزارات پر بلگرام کی ایک سیدانی صاحبہ نے (جو حضرت پیر برکات صاحب قدس سرۂ کے رشتے کی بہن ہوتی تھیں) قبہ بنوایا۔ بعدۂ بزمانۂ سلطان ابوسعید صاحب قدس سرۂ والیٔ فرخ آباد نے مزارات مقدسہ پر قبہ بنوا دیا جو بارہ دری کے نام سے اِس وقت تک موجود ہے۔ افسوس ہے کہ اب یہ تمام عمارت شکستہ اور مرمت طلب ہو رہی ہے، اکثر جگہ سے گر بھی گئی ہے، خاص کر حضرت سیدنا شاہ فضل اللہ صاحب کے مزار کی غلام گردش جانب جنوب و شمال بالکل گر گئی ہے اور بجانب مشرق و مغرب قریب گرنے کے ہے، جس سے قبہ شریف کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس کے علاوہ سجادہ نشینی کی حویلی بھی بالکل شکستہ حالت میں ہو رہی ہے۔ افسوس ہے کہ کسی باہمت مسلمان کو اس یادگار کی طرف اِس وقت تک مطلق توجہ نہیں ہوئی ورنہ اس کا درست کرا دینا عالی حوصلہ خوش عقیدہ بھائیوں کے نزدیک کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ اب خدا کرے ہماری آواز رائیگاں نہ جائے اور جلد سے جلد ہمارا کوئی عالی ہمت بھائی اس کارِ خیر کی انجام دہی کو کھڑا ہو جائے۔

درگاہ کے متعلق کچھ زیادہ وقف بھی نہیں ہے، صرف ۴؍ بیگھہ زمین لگانی ۸۵؍ روپے کی موضع منڈس پور پرگنہ کالپی کی اس آستانے کے چراغ افروزی کے لیے وقف ہے۔ اگر کچھ زیادہ

سرمایے کی جائداد وقف ہوتی تو مَیں اس عمارت کی درستی کی طرف اُس جائداد کے متولی صاحب کو توجہ دلاتا، لیکن حالت موجودہ پر غور کر کے مجھے اُن سے عرض کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے، پس اپنی قوم کے دولت مندوں کی خدمت میں عرض کیا گیا ہے۔ شعر:

سمجھانے سے ہے ہمیں سروکار　　　اب مانیں نہ مانیں وہ ہیں مختار

**[ساداتِ کالپی شریف]**

یہ بزرگان سادات حسینی ترمذی ہیں، اِن کے بزرگوں نے ترمذ سے آکر قصبہ سیانہ پنجاب کے ایک حصے میں سکونت اختیار کی تھی، وہاں سے حضرت قطب الاقطاب میر سید محمد صاحب نے قصبہ جالندھر کو مراجعت فرمائی اور توطن اختیار کیا۔ حضرت میر صاحب قبلہ کے ماموں کالپی کے قاضی تھے، اس وجہ سے آپ نے جالندھر سے بھی ترک سکونت کی اور آخرالامر کالپی شریف کو اپنا مسکن بنایا۔ کالپی میں اِس وقت حضرت کے کئی سجادہ خدا کے فضل و کرم سے موجود ہیں اور سلسلۂ بیعت جاری ہے۔ ایک سجادہ نشین سید شاہ برکت حسین صاحب خلف سید شاہ باقر علی صاحب ہیں جو مدرسۂ میاں صاحبان موضع چوڑہ اوری محلّہ راجی پورہ ڈاک خانہ کالپی ضلع جالون میں قیام رکھتے ہیں۔ منجانب اِن سجادہ نشین صاحب کے ان حضرات کا عرس بھی ہر ایک کی تاریخ وصال پر بطریق سلسلۂ قادریہ ہوتا ہے۔ بڑے سید صاحب کا عرس بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے اور بقیہ ہر دو بزرگوں کے عرس معمولی پیمانے پر ہوتے ہیں۔ سماع وغیرہ اس آستانے پر کچھ نہیں ہوتا، صرف قرآن خوانی و نعت خوانی و منقبت خوانی ہوتی ہے۔

حضرت پیر برکات صاحب قدس سرہٗ کو حضرات کالپی کے ساتھ سچا عشق اور سچی محبت تھی اور اپنے پیر و مرشد مخدوم زادہ سید شاہ فضل اللہ صاحب قدس سرہٗ کے ساتھ حضرت قدس سرہٗ خاص ارادت و عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع میں ارشاد فرماتے ہیں۔ شعر:

روز ازل نصیبۂ عشقیؔ ز راہ عشق　　　باشاہ کالپی ہمہ پیماں نوشتہ اند

دوسری غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں:

اندراں صحرا کہ شیر آنزا گزرگاہ است بس　　　عشقیاؔ را ہش ز شاہ کالپی پرسید نیست

**[اولادِ امجاد]**

'مجمع البرکات' میں حضرت سید شاہ محمد علی احسن صاحب (سجادہ نشین سرکار خرد مارہرہ) نے

تحریر کیا ہے کہ حضرت صاحب البرکات کی شادی بلگرام میں سید مودود بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بلگرامی کی دختر کے ساتھ ہوئی، جو بہن حضرت سید شاہ لدھا صاحب کی تھیں۔ اُن بی بی سے دو صاحبزادے ایک حضرت سید شاہ آل محمد صاحب اور دوسرے حضرت شاہ نجات اللہ صاحب شاہ میاں پیدا ہوئے۔

**[صاحب البرکات کی مارہرہ تشریف آوری]**

حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ تمام مقامات فقر کو طے فرمانے کے بعد ۱۱۱۱ھ [۱۷۰۰-۱۶۹۹ء] اور ۱۱۱۷ھ [۰۶-۱۷۰۵ء] کے درمیان بعہد حکومت حضرت محی الدین اورنگ زیب بادشاہ دہلی (جس کا دورِ حکومت ۴؍ ذی الحجہ ۱۰۵۷ھ [۱۶۴۷ء] سے شروع ہو کر ۸؍ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ [۱۷۰۷ء] کو ختم ہوتا ہے) مارہرہ مقدسہ تشریف لائے اور جدِ بزرگوار کی درگاہ میں مقیم ہوئے۔ اُس جگہ کچھ افغانیوں کے مکان تھے اُن کو حضرت کا وہاں رہنا شاق گزرتا تھا، پس وہ لوگ آئے دن حضرت کو ایذائیں پہنچانے لگے۔ حضرت نے تنگ آ کر اُن کے لیے بددعا کی اور فرمایا کہ ''تم سب جوان مرو''۔ 'گلشن ابرار' میں لکھا ہے کہ حضرت کی اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑے ہی عرصے میں وہ ساری قوم غارت ہوگئی۔

غرض کہ حضرت نے ان وجوہات سے مارہرہ سے بلگرام واپس جانے کا قصد کیا، اُس وقت چودھری فرید صاحب عامل مارہرہ خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور بعد حصول شرف قدم بوسی عرض کیا کہ حضرت مارہرہ میں تشریف رکھیں اور ہمارے جھونپڑوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے برکت اور عزت بخشیں۔ غرض کہ چودھری صاحب موصوف کے زیادہ اصرار پر حضرت قدس سرہٗ نے مارہرہ میں رہنا منظور فرمالیا اور حضرت مارہرہ میں مقیم ہوگئے۔

ایک دن حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ نے چشم سر سے زیارت حضور رسول مقبول ﷺ اور حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی کی۔ اُنہوں نے حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ کو وہ جگہ دکھلائی جہاں اب درگاہِ برکاتیہ موجود ہے اور ارشاد فرمایا کہ ''تم اِس جگہ مستقل سکونت اختیار کرو''۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت اُس جگہ ایک عمیق تالاب تھا اور اُس کے اردگرد دھانوں کی کاشت ہوتی تھی۔ حضرت نے اِس واقعے کا تذکرہ چودھری صاحب سے کیا، تب چودھری موصوف نے اُس جگہ حضرت کے لیے ایک مختصر سا خس پوش مکان بنوا دیا اور حضرت اُس مکان میں رہنے لگے۔ پھر رفتہ رفتہ حضرت نے اپنے اہل وعیال کو بھی بلگرام سے مارہرہ بلالیا۔ حضرت کو وہاں مقیم

دیکھ کر اور حضرت کے جوار کو موجب برکت خیال کر کے پھر دوسرے عقیدت مندوں نے بھی اُس جگہ مکان بنانا اور سکونت اختیار کرنا شروع کی۔ ۱۱۱۸ھ [۷-۱۷۰۶ء] میں حضرت کی خانقاہ کے اردگرد ایک خاصی بستی نظر آنے لگی۔

**[صاحب البرکات اور حضرت سید شاہ جلال قدس سرہما]**

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ حضرت سید شاہ جلال صاحب قدس سرہٗ مارہرہ کے قطب تھے۔ یہ حضرت اپنے زمانے کے مشہور درویشوں میں سے تھے۔ علم باطنی کے سوا علم ظاہری میں بھی اچھی دستگاہ رکھتے تھے، اشعار بھی فرماتے تھے، خِرَدؔ تخلص تھا۔ 'بوستانِ خرد' آپ کی تصنیف سے ایک مشہور مثنوی ہے۔ اِن سے اور حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ سے اکثر مکالمات بھی ہو جاتے تھے۔

'فص الکلمات' میں درج ہے کہ ایک رات حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ کو چشمِ سر سے حضور غوث پاک کی زیارت نصیب ہوئی، اُس وقت حضور محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے حضرت پیر برکات صاحب کو بشارت دی کہ تم پشتہا پشت کے لیے مارہرہ کے قطب کیے گئے، جلد اپنے کسی مرید کو کلیر شریف کو روانہ کرو تا کہ تم کو اس ولایت اور قطبیت کی سند مع خلعت سرفرازی کے دی جائے۔ صبح کو سب سے پہلے آپ نے اس واقعے کی اطلاع بذریعہ ایک تحریر کے حضرت سید جلال صاحب کو دی جس میں لکھا تھا:

ہر جا کہ جمال ہست حاجت جلال چیست چوں عشق آمد خرد کے ماند

[جس جگہ جمال ہو وہاں جلال کی کیا ضرورت ہے؟ جب عشق آئے تو عقل کیسے باقی رہے۔]

اِس پیام کے پہنچنے کے ساتھ ہی حضرت شاہ جلال صاحب نے انتقال فرمایا۔ ان بزرگ کا مزار مارہرہ میں آبادی سے باہر قریب محلّہ قاضی کے ہے۔ سادات مارہرہ کی طرف سے وہاں ایک فقیر آباد ہے، وہ اور اس کے چیلے جاروب کشی اور چراغ افروزی مزار پر کرتے ہیں۔

**[سات اقطاب کی بشارت]**

اس واقعے کے بعد حضرت پیر برکات صاحب قدس سرہٗ نے شاہ محمد واصل یا شاہ محمد رہبر کو یا دونوں حضرات کو بہ ایمائے حضرت غوث پاک کلیر شریف کو روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ "اگر اِس

سفر میں تم کو کوئی صاحب کوئی تحفہ دیں تو لیتے آنا‘‘۔غرض کہ وہ صاحب جو مامور کیے گئے تھے کلیر شریف کو روانہ ہوئے، اثنائے راہ واپسی میں ایک بزرگ درویش ایک کھیت میں سے نمودار ہوئے اور اُن سے ملاقی ہو کر دریافت کیا کہ’’ کیا تم پیر برکات مارہروی کے مرید ہو اور مارہرہ جاتے ہو؟‘‘ اُنھوں نے کہا ہاں، تب اُن درویش صاحب نے سات دانے جن میں بعض عقیق کے، بعض شیشے کے، بعض لکڑی کے تھے اور ایک دستار گزی کی اُن کو عنایت فرمائی اور فرمایا’’ اپنے پیر کو ہمارا سلام پہنچا کر یہ تحائف اُن کی خدمت میں پیش کر دینا اور کہہ دینا برکات مارہرہ والا یہی پیام یہی رسالہ‘‘، یہ فرما کر غائب ہو گئے۔

جب وہ درویش مارہرہ پہنچے اور یہ پیام اور وہ تحائف حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیے، آپ نے اِس نعمت ملنے کی بیحد خوشی فرمائی اور فرمایا کہ جن بزرگ کی معرفت حضرت غوث پاک قدس سرہٗ نے یہ تحائف مجھ کو عطا فرمائے وہ حضرت بوعلی شاہ قلندر تھے اور یہ بھی فرمایا کہ’’ یہ سات دانے جو عنایت ہوئے ہیں یہ رمز ہے اس کا کہ میری اولاد میں سات پشت تک ولایت رہے گی اور میری اولاد میں سات پشت تک بڑے بڑے صاحب نسبت اور صاحب تصرف اور صاحب باطن پیدا ہوں گے‘‘۔ سو بفضلہٖ تعالیٰ حضرت کے فرمانے کے بموجب ہوا اور آئندہ ہوگا۔ اِن میں سے پانچ دانے اِس وقت تک مارہرہ کے تبرکات مشترکہ میں موجود ہیں چھٹا دانہ حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ کے پاس ہے، ساتویں دانے کی نسبت معلوم نہیں کہ وہ حضرت سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ (سجادہ نشین آستانہ برکاتیہ) کے گھر میں ہے یا کہاں اور وہ دستار مبارک بھی حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن کے پاس تبرکات غیر مشترکہ میں ہے۔

**[تصانیف وشاعری]**

ان بزرگ [حضرت صاحب البرکات] کی تصنیف سے ایک دیوان ’مجمع البرکات‘ اور مثنوی ’ریاضِ عشق‘ اور ’رسالہ سوال و جواب‘ ’عوارف ہندی‘ ورسالہ ’چہار انواع‘ وغیرہ مشہور کتب ہیں۔ فارسی میں عشقی اور ہندی میں پیمی تخلص فرماتے تھے۔ اِس موقعے پر ناظرین کی دلچسپی کے لیے حضرت قدس سرہٗ کے کلام کا کچھ انتخاب درج کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا

بذکر خیر تو داریم آرزو یا غوث      زِ یادِ تو دگرم نیست مو بمو یا غوث

منم مرید غلام کمینہ درِ تو — زخاک کوئے تو ماراست آبرو یا غوث
توئی کہ نام تو باشد محمد ثانی — توئی کہ یاد تو گویند چار سو یا غوث
فضیلتے کہ ترا ہست تا کجا گویم — جہانیاں ہمہ خوانند کو بکو یا غوث
مراست فخر کہ دارم وسیلہ ہیچو شہی — کہ غیر تو دگرم نیست جستجو یا غوث
زباغِ قرب ہمہ اولیا گل اند ولے — تو آں گلے کہ ہویداست رنگ وبو یا غوث
طمع زفیض تو عشقیؔ ہمیں کند ہر دم — خیال غیر زجان و دلم بشو یا غوث

## انتخاب ترجیع بند

سالہا بر در دل نالہ و افغاں کردم — دیدہ را بہر تمنائے تو گریاں کردم
خواب و آرام زسر زود نمودم یکسو — آنچہ از دست برآمد بہ گریباں کردم
رو بہ محراب بسا شب چو بروز آوردم — روزہا در تگ و دو شامِ غریباں کردم
چند در بت کدہ ہم رمز نہاں پرسیدم — آفتے بر سر دین و دل ایماں کردم
بے تکلف بہ زدم درصف دل نیزۂ آہ — بر سر کشور جاں کارِ جواناں کردم
حاصل الامر کزیں شورش و بیتابئ دل — سیر خود را چو نثارِ رہِ جیلاں کردم

حالتے رفت کہ پنہاں ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور زِ ہر پردہ ہویدا گشتہ

دیدم از دیدۂ جاں جلوۂ برکات آلہ — یافتم در دو جہاں جلوۂ برکات اِلہٰ
طرفہ جائیست در میکدہ کانجا دیدم — بر صبوحی زدگاں جلوۂ برکات اِلہٰ
آنچہ معقول بہ محسوس رسیدست کنوں — یافتم یافتہ ہاں جلوۂ برکات اِلہٰ
در صنم خانہ و مسجد نگر از دیدۂ دل — عشقیاؔ ہست عیاں جلوۂ برکات اِلہٰ
تو کجا میروی اے جاں کہ ہمہ اوست بہ بیں — آشکارا و نہاں جلوۂ برکات اِلہٰ
دل سیاح کہ از خویش سفر کرد و بدید — بے نشاں تا زنشاں جلوۂ برکات اِلہٰ

حالتے رفت کہ پنہاں ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور زِ ہر پردہ ہویدا گشتہ

☆☆☆

## غزل حالیہ حضرت مصنف ممدوح قدس روحہ

بسوئے دلبر رعنا نگاہے کردہ ام پیدا
زبازوئے گدائے وصل شاہے کردہ ام پیدا

کجا باد صبا گل می کند دلہائے پُر خوں را
نسیمِ غنچۂ دل راز آہے کردہ ام پیدا

سراغ منزل جاناں ندیدم ہر طرف گشتم
بہ چاک سینہ اکنوں طرفہ راہے کردہ ام پیدا

گہے گریم گہے غلطم گہے در کوچہا گردم
بساماںِ محبت دستگاہے کردہ ام پیدا

نجات من بہ محشر می شود آخر بحمد اللہ
کہ چشمِ اشکباری عذر خواہے کردہ ام پیدا

شکستے می دہم برکشور دل ہمچو جانبازاں
زاشک و نالہ وافغاں سپاہے کردہ ام پیدا

شدم مستغنی از کون و مکاں ہر لحظہ اے عشقی
براہش سر نہادم سر براہے کردہ ام پیدا

## مثنوی ریاض عشق کے چند اشعار

خداوندا نمایاں کن بہارش
بحق مصطفیٰ ہم چار یارش

بحق مصطفیٰ جاں را اماں دہ
خدا یا بادۂ عرفاں بجاں دہ

بحق چار یارانش الٰہی
دمے بزدائے از جانم سیاہی

بحق فاطمہ واں شاہ حسنین
کہ بودند آں نبی را قرۃ العین

بحق شاہ جیلاں غوث اعظم
بدستم جام عرفاں بخش ہردم

بحق نقشبند خواجہ احرار
ز سوز و ساز خود سازی خبردار

بحق خواجۂ سلطان اجمیر
کنی بر نفس کافر جان من چیر

بحق سہروردی شاہِ ملتاں
بجانم جان ایماں بخش اے جاں

بحق اہل دل زیں این و آنم
امانم دہ امانم دہ امانم

## [نصیحت نامہ برائے صاحبزادگان]

حضرت قدس سرہٗ نے اپنے فرزندوں کی خاطر سے ایک نصیحت نامہ تحریر کیا ہے جو 'رسالہ چہار انواع' کے آخر میں درج ہے، اُس کی نقل اس موقعے پر کی جاتی ہے۔

بندہ ہائے خدا آل محمد و نجات اللہ سلمہما اللہ تعالیٰ و أبقاهما سلامت باشد ایں چند نصیحت نوشتہ شدہ برآں عمل نمایند و ایں رسالہ را ہموارہ با خود دارند۔ باید کہ مشغول بیاد الٰہی باشند و

بہ کتب فقہ وسلوک اُلفت نمایند واز مقام خود ہا جنبش نہ کنند و بخانہ مخلوق ومردم دنیا نہ روند و بہ زیارت قبور و بدیدن عالمے کہ دلے داشتہ باشد ویا آنکہ ظاہراو بدین و دیانت آراستہ البتہ البتہ روندو دیدنِ اورا سعادت کونین دانند و بہ ہیچ کارے ومطلبے بحاکم و بہ کسے رجوع نہ کنند کہ سازندۂ کارہا کارساز ست و بہ حسبتاً للہ برائے کارخلق یا برکس تملق ولجاجت نمایند کہ ثواب ست روزے حاکم بایں عاجز برائے کارے مخالفت کرددرگزر کردہ شدہ اکثر عزیزاں باو ملتجی شدند قبول نکردو گفت اگر فلانے مرا رقعہ نویسد ازیں کارواز آں کار بگذرم آں ہمہ عزیزاں بہ ایں محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نوشتن بکد وجہد پیش کردند لاچار شدہ ایں بیت نوشتہ فرستادم۔

آنکہ رخسارترا رنگ گل ونسریں داد — صبر و آرام تواند بمن مسکیں داد

خواندو بازآمد وموافقت نمود بہرحال دریادِاو باشندو بہرآں فـفـروا الـى الـلّـه و لا تقنطوا من رحـمة الـلّٰه و توكل على الله بردل وجاں وزباں دارند وطریقہ ظاہررا با اسلوب لارد و لاکد پیش سازند وشعار دین را تقید وتکلف ہر چہ کہ کردہ آید دریغ نہ کنند جـاهـدوا فـى سبيـل الـلّٰـه آرے جہاد اکبر ہمیں ست کہ خودرا آرام نہ دہد تا کہ آرام نہ یابد محاربہ بالنفس کنند و بہ محکمہ رجوع نشوند و برخلق ہرگز ہرگز اعتماد نہ کنند وبدینہا محتاج نشوند۔ اشعار:

باغ مراچہ حاجت سرو وصنوبر ست — شمشادِ خانہ پرورِ ما از کہ کمتر ست
نصیحتے کنمت یاد گیر و درعمل آر — کہ ایں حدیث ز پیر طریقتم یادست
مجو درستی عہد از زمانہ سُست نہاد — کہ ایں عجوزہ عروس ہزار دامادست

المقصود علم وعمل پیش گیرند و برآں مغرورنشوند وآرزوآں کنند کہ چشم گریاں ودل بریاں وعمل خالص واجابت دعا ورفاقت درویشان ومسکن مسجد وآہِ دردناک واخفائے حال از مددِالٰہی واز فیض عالم پناہی میسر شود آمین۔

ہم دریں بودم کہ دل بامن عتاب کرد و جانم پیچ وتاب نمود مطابق قول مشہور کہ ''خودرا فضیحت و دیگراں رانصیحت'' اے ناہموار! مویت سفید شدہ و دِلت ہمچناں سیاہ است ظاہرت آراستہ وباطن تو تباہ پس کارخود بہ نشیں وبرحال خود غم والم نمائی کدام حسنہ ازتو سرزدہ کہ دیگراں رابہ نصیحت پیش می آئی ؟ وکدام حمیدہ راسرانجام دادہ کہ ارشاد می فرمائی ؟ بس کن ووقت از دست مدہ۔

بہ نشین پس کار و دیدہ بر دوز — از دردِ فراق خود ہمیں سوز

ایں گندم نمائی و جوفروشی تا چند؟ آنچناں باش کہ می نمائی وآنچناں نما کہ می باشی چوں نیک نگریستم ازاں ہم تیرم کہ دل گفتہ آہ صد آہ۔

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم　　عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت

اے دل شباب رفت نچیدی گلے زعشق　　پیرانہ سر بکن ہنر ننگ و نام را

بس کردم وتوبہ نمودم وخموش گشتم وبجوش وخروش آمدم باز بہ ہوش رسیدم بمنہ و کرمہ۔ یخرج الحي من المیت۔ من فھم فھم تمام شد۔

☆☆☆

## [صاحب البرکات اور شیخ سدو]

صاحب 'آئین احمدی' تحریر فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں حضرت پیر برکات قدس روحہ مارہرہ میں تشریف لائے، اُس زمانے میں اس جگہ شیخ سدو کی پرستش کا بازار گرم تھا، گھر گھر اس مردود کی کڑھائی ہوتی تھی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ مارہرہ میں کمبوہ صاحبان کی آبادی تھی اور ان لوگوں کی زیادہ تر رشتہ داریاں امروہہ میں تھیں اور امروہہ اس خبیث شیخ سدو کا دارالسلطنت ہے۔ پس امروہہ سے جو خراب ہوا چلنا شروع ہوئی تھی اُس کا اثر مارہرہ کی آبادی تک پایا جاتا تھا۔

جب حضرت پیر برکات صاحب مارہرہ وارد ہوئے تو حضرت نے لوگوں سے اس کی کڑھائی کرنے کو منع فرمایا، اُس خبیث کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی، تب ایک دن یہ مردود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ''تم نے میرے معتقدین کو مجھ سے برگشتہ کر دیا ہے اور میری پرستش کرنے سے اُن کو روک دیا ہے اور میری نذر دینے کو تم لوگوں کو منع کرتے ہو، مَیں کسی نہ کسی دن تم سے اس کا بدلہ لوں گا''۔ حضرت قدس سرہٗ نے اُس کو للکار بتائی اور فرمایا ''اے مردود خبیث! تو ہم سے کیا بدلہ لے سکتا ہے؟'' حضرت قدس روحہ کا معمول تھا کہ سال میں دو بار اترنجہ کھیڑے پر جا کر اربعین [چلہ] فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت قدس سرہٗ حسب معمول اُس کھیڑے پر اربعین [چلہ] میں تھے کہ حاجت غسل کرنے کی پیش آئی۔ حضرت دریا کی طرف کو اُس کھیڑے سے اُتر کر جاتے تھے، اثنائے راہ میں اس خبیث شیخ سدو نامی نے حضرت کو گھیرا اور کہنے لگا'' آپ نے مجھے بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں اور انتہا کی اذیتیں دی ہیں پس آپ سے بدلہ لینے کا یہ اچھا موقعہ ہے، اس وقت مَیں آپ کو جلا

دوں گا''۔ اُس وقت حضرت قدس روحہ نے پھر اُس کو ڈانٹا اور فرمایا کہ ''فقیروں سے بہت سا اُلجھنا ٹھیک نہیں ہوتا، اب تو نہیں مانتا اور ہمارے جلانے کی فکر میں ہے تو خیر تو تو جب جلاوے گا جلاوے گا اب ہمارا جلانا بھی دیکھ لے''۔ یہ کہہ کر حضرت نے غسل فرمایا اور پھر میاں شیخ سدو کو بذریعہ مضبوط حصار کے گھیر لیا اور حصار کو تنگ فرماتے فرماتے بالکل اپنے متصل کر لیا اور فرمایا کہ ''دیکھ اب تجھے آن کی آن میں جلا کر نیست و نابود کرتا ہوں''۔ اُس وقت مردود نے کوئی چارہ نہ دیکھا، آخر رونے اور گڑ گڑانے لگا اور حضرت سے عہد کیا کہ ''آج سے آپ کے خاندانی مریدوں اور متوسلوں کو ہرگز ہرگز نہ ستاؤں گا، بلکہ جہاں کہیں آپ یا آپ کی اولاد کا کوئی صاحبزادہ ہوگا وہاں بھول کر قدم نہ رکھوں گا اور اگر میرے دخل کی جگہ آپ یا آپ کے صاحبزادوں اور متوسلوں اور مریدوں میں سے کوئی صاحب تشریف لے جائیں گے تو مَیں وہاں سے فوراً علیحدہ ہو جاؤں گا، آپ مجھ کو رہا کر دیں''۔ حضرت قدس روحہ نے اُس کو اِس عہد کے ساتھ چھوڑ دیا۔

شیخ سدو اس معاہدے پر اب تک قائم ہے اور تجربے کی بات ہے کہ یہ خبیث اس گھرانے کے مریدوں کو کبھی نہیں ستاتا نہ ستا سکتا ہے بلکہ جہاں کہیں یہ خبیث ہوتا ہے وہاں اگر برکاتی خاندان کا کوئی صاحبزادہ یا مرید و متوسل جا پہنچے تو اُسی وقت میاں شیخ سدو اُس جگہ سے مفرور ہو جاتے ہیں، اس کے متعلق مجھے اس موقع پر ایک واقعہ یاد آ گیا۔

میرے مخدوم و محسن حضرت حافظ حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی احمدی (سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ مارہرہ مقدسہ) فرماتے تھے کہ وہ نیک بخت عفیفہ جو میری کھلائی اور حضرت اچھے میاں صاحب قدس روحہ کی چھوکری کی صاحبزادی اور حضرت شاہ باز گل صاحب (خلیفہ حضرت اچھے میاں صاحب قدس روحہ) کی مریدہ تھیں اور جن کا انتقال ۱۳۰۱ھ [۸۴-۱۸۸۳ء] میں ہوا ہے وہ بیان کرتی تھیں کہ جب مَیں ایک سال کا بچہ تھا وہ مجھے گود میں لیے ہوئے ایک پٹھان کے گھر میں (جن کی بی بی سے اُن عفیفہ سے بہناپا تھا) چلی گئیں۔

خان صاحب کے یہاں اُس دن شیخ سدو کی کڑھائی تھی، بکرا ہو چکا تھا، پوریاں ہو رہی تھیں اور یہ مردود شیخ سدو اُن پٹھان کے بیٹے کی جوان بہو کے سر پر چڑھا ہوا تھا۔ وہ بیچاری بدحواس بیہوش پڑی تھی، گلا پھولتا چلا آتا تھا۔ جیسے ہی میری اماں مجھے گود میں لیے ہوئے اُس گھر میں پہنچیں وہ جوان عورت ہوش میں آ گئی اور گلا بھی حالت اصلی پر آ گیا۔ گھر والے کیا چھوٹے کیا

بڑے سب کے سب خوش ہو گئے اور کہنے لگے میاں نے کڑھائی قبول کر لی۔غرض جب تک مَیں وہاں رہا اُس عورت کو کچھ بھی خلش نہ ہوئی۔ جب میری کھلائی مجھے لے کر وہاں سے اُٹھ آئیں پھر وہی حالت شروع ہو گئی تب گھر والوں نے میاں سے پوچھا کہ جب آپ کڑھائی قبول کر چکے پھر ستانا کیا؟ جواب دیا کہ اس وقت تک ہمیں نہ تمہاری کڑھائی پہنچی نہ بکرا، بات یہ تھی کہ تمہارے گھر میں پیر برکات صاحب کا پوتہ آ گیا تھا اس وجہ سے مَیں چلا گیا تھا اب دوبارہ کڑھائی اور بکرا دو تب اس لڑکی کو چھوڑوں گا۔تب مجبوراً اُن ناعقلوں نے دوبارہ کڑھائی کر کے نذر نیاز کی اس طرح اُس عورت بیچاری کی گلوخلاصی ہوئی۔

اِس واقعے کے کئی دن کے بعد جب میری اماں مجھ کو لے کر پھر وہاں گئیں تو پٹھانی میری اماں پر بہت خفا ہوئیں اور کہنے لگیں کہ ''تمہاری وجہ سے ہمارا بہت نقصان ہوا، نہ یہ بچہ یہاں آتا نہ اُس دن دوبارہ کڑھائی کا صرف ہمیں برداشت کرنا پڑتا''۔میری گودکھلائی ماں نے جواب دیا کہ ''اُس گھر والوں کی مرید کیوں نہیں ہوتیں جو ایک مرتبہ کی کڑھائی کا بھی صرف برداشت کرنا نہ پڑے اور ہمیشہ ہمیشہ کو میاں شیخ سدو سے چھٹکارا ہو جائے، اگر تم لوگ مرید ہو جاؤ تو پھر بھول کر بھی شیخ سدو تمہاری طرف نہیں آوے گا''۔غرض کہ وہ تمام گھر کا گھر اِس خاندان کا مرید ہوا، اُس دن سے پھر شیخ سدو نے کبھی اُن پٹھانوں کو نہ ستایا۔

[شیخ سدو کی حقیقت]

اِس موقعے پر کچھ تھوڑی حقیقت میاں شیخ سدو کی بھی سُن لیجیے۔حضرت اچھے میاں صاحب (مؤلف 'آئین احمدی') تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ سدو انسانی طبقے سے ہے۔ وسط گیارھویں صدی ہجری کے آخری حصے میں بادشاہ عادل محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے دورِ حکومت میں (جس کا سال جلوس ۴ر ذی الحجہ ۱۰۵۷ھ [۱۶۴۷ء] ہے) یہ شخص نواح کلکتہ میں (جہاں کا وہ باشندہ تھا) معلّمی پیشہ کرتا تھا، اس کے علاوہ وہ ایک نہایت قوی اور پُر اثر عمل کا عامل بھی تھا جو اونٹ کے کوہان کے بالوں پر پڑھا جاتا ہے۔اس عمل کا عامل ہر شخص کو اس کے قوی اثر کے ذریعے سے اپنی طرف کھینچ سکتا ہے اور اچھی خصلت والا عامل اچھا اور بری خصلت والا عامل برا اور ناپاک نفع اُس سے اُٹھا سکتا ہے۔

شیخ سدو چونکہ عادتاً ایک گندی خصلت کا انسان تھا اور اُس کی ناپاک طبیعت کو زنا کی طرف

بیحد رُجحان تھا، پس وہ اس قوی الاثر عمل کے ذریعے سے اچھی اچھی خوبصورت اور جوان عورات کو رات کے وقت اپنی جانب کھینچ لیتا تھا اور اُن بیچاریوں کی عفت اور عصمت میں رخنہ انداز ہوتا تھا اور اس کام کے لیے معمولاً یہ شعبدے کیے جاتے تھے کہ حصار کا مضبوط قلعہ کھینچ کر غسل کے لیے پانی اُس حصار کے اندر رکھ لیا جاتا تھا۔ غرض یہ کہ اپنی ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کے بعد اُسی حصار کے اندر نہا دھو کر پھر حصار سے باہر آجاتا تھا۔ شیخ سدو کی یہ حرکت اِس باا ثر عمل کے مؤکلات کو ناپسند تھی، لیکن وہ کر ہی کیا سکتے تھے، بندگی بیچارگی کا مضمون تھا اور اصل تو یہ ہے کہ جب تک اُس کی موت نہ تھی تب تک اُس کو مارنے والا ہی کون تھا؟ جس وقت خدا کے حکم سے موت کے فرشتے نے آکر میاں شیخ سدو کے دروازے پر دستک دی تو اُس کی موت کے یہ اسباب ہوئے کہ اپنی ناپاک اور نجس عادت کے موافق اپنی خواہشوں کا ناجائز طریقے پر پورا کرنے میں مصروف ہوا اور حصار کی آہنی دیواروں کے اندر پانی برائے غسل رکھنا بھول گیا۔ افعال قبیحہ کے ارتکاب کے بعد پانی کی تلاش میں حصار سے باہر آنا تھا کہ مؤکلات نے اُس کو پکڑ لیا اور حالت جنب میں اُس کو ایک پہاڑ کی چوٹی سے مار دیا کہ وہ مردود جس کا نام میاں جی سعد الدین ہے اور عرفاً شیخ سدو کہا جاتا ہے لقمۂ اجل ہوا۔

غرض یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی شیخ سدو نے خوب نام اُچھالا اور لوگوں کو ایذائیں دے دے کر اور کڑھائیاں لے لے کر اپنی قوت کو خوب بڑھایا، اب یہ ایک مشہور و معروف آسیب ہے، امروہہ اس کا دار السلطنت ہے اور وہاں ایک مخصوص جگہ اِس کے چڑھاوا چڑھنے کے لیے مقرر ہے۔ چھوٹے طبقے کے لوگ کثرت سے امروہہ جاتے ہیں اور میاں شیخ سدو کے نہایت درجہ معتقدین ہیں، دل کھول کھول کر خوب چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور بکرے اور کڑھائیاں دیتے ہیں۔ سنتا ہوں کہ امروہہ میں شیخ سدو کے خادموں کو بڑی آمدنی ہے اور میاں کے خادم نہایت متمول اور دولت مند ہیں۔

لیکن شیخ سدو حضرت پیر برکات صاحب قدس روحہ کا لوہا مانے ہوئے ہے، تمام دنیا کے لوگوں کو ستاتا ہے مگر اِس خاندان کے مریدوں اور متوسلوں سے کبھی تعرض نہیں کرتا اور ایک شیخ سدو ہی پر کیا منحصر ہے میرا تو خیال ہے کہ کوئی آسیب، کوئی جن، کوئی خبیث، کوئی بھوت، کوئی پرید اِس گھرانے کے مریدوں اور متوسلوں کو کبھی ایذا نہیں پہنچا سکتا نہ آئندہ پہنچا سکے گا۔

[حضور نور العارفین کا جنات سے مقابلہ]

اِس کے متعلق ایک دوسرا واقعہ سنیے۔ پیر و مرشد سلطان العارفین سید العالمین حضرت سید شاہ محمد ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب برکاتی قدس سرہٗ العزیز بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مَیں بریلی میں تھا، مجھ سے کہا گیا تھا کہ مفتی محمد حسن خاں رئیس بریلی کی ایک عزیزہ کو ایک عجیب مرض ہے، اُس کی شادی ابھی حال میں ہوئی ہے، جس وقت اُس کا شوہر اُس کے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اُس وقت اُس عفیفہ کی حالت نہایت خطرناک ہو جاتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی آسیب کا خلل ہے، آپ تشریف لے جائیں اور دیکھ لیں۔

مَیں اُن صاحبزادی کے دیکھنے کو گیا، وہ لڑکی مجھ کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور سلام علیک کی، مَیں نے اُس کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ ''آپ کون ہیں؟'' اُس نے کہا ''میرا نام عظمت علی ہے، مَیں اجنہ کی قوم سے ہوں اور آپ کے بڑے دادا حضرت سیدنا شاہ محمد برکت اللہ صاحب قادری مارہروی کا دیکھنے والا ہوں۔ آپ میرے دفعیے کے لیے کوئی کوشش نہ کریں، اس لیے کہ مَیں اِس لڑکی کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا اور نہ آئندہ پہنچانا چاہتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ میری ایک بہن تھی جس سے مجھ کو بہت زیادہ محبت تھی، اُس کا انتقال ہو گیا وہ جب صورت انسانی پکڑتی تھی تو اس لڑکی کی ہم شکل ہوتی تھی، پس چونکہ یہ لڑکی میری بہن کی ہم صورت ہے اِس وجہ سے مَیں نے اس کو اپنی بہن بنایا ہے اور یہی وجہ اِس سے محبت کرنے کی ہے۔ مَیں صرف دو باتیں اِس عورت کو کبھی نہ کرنے دوں گا ایک تو اِس کے خاوند کو اس کے پاس نہ آنے دوں گا، کیوں کہ وہ امامیہ مذہب کا ہے اور مَیں اور میری یہ بہن حنفی المذہب ہیں اور دوسرے یہ کہ آپ کے گھر مارہرہ کبھی نہ جانے دوں گا کیوں کہ وہاں پہنچ کر یقیناً مَیں اپنی اس بہن سے علیحدہ کر دیا جاؤں گا''۔

حضرت فرماتے تھے کہ مَیں نے پوچھا، ''بھائی! مارہرہ سے اس قدر کیوں بھاگتے ہو؟'' جواب ملا کہ ''یہ قصہ آپ کی پیدائش سے کہیں پہلے کا ہے، آپ کے دادا حضرت سید شاہ محمد برکت اللہ صاحب قادری قدس سرہٗ العزیز نے مجھ کو سالہا سال مقید رکھا ہے، مَیں ہی سا جن تھا جو آپ کے گھر سے چھٹکارا ہوا، ورنہ دوسرا تو قیامت تک بھی نہ چھوٹتا''۔ حضرت فرماتے تھے کہ مَیں نے اُس جن سے ہر چند کہا کہ اس لڑکی بیچاری کو چھوڑ دو لیکن وہ برابر وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہتے رہے، تب مَیں نے مجبور ہو کر وہ عہد یاد دلایا جو حضرت سیدنا خواجہ شاہ محمد عبد الجلیل صاحب قدس

روحہ سے ہوا ہے، مگر اُنہوں نے اُس کی بھی پروانہ کی، تب لاچار ہوکر مَیں نے کچھ اعمال احضار و حبس وغیرہ کرنے کا ارادہ کیا، تب اُس جن نے مجھ سے کہا کہ ''حضرت اس کی تکلیف نہ کیجیے اس فن میں آپ مجھ سے بازی نہ لے سکیں گے، مَیں بھی اپنی قوم کا بڑا عامل ہوں اور اس فن میں ید طولیٰ رکھتا ہوں، آپ کے دادا صاحب اور مجھ سے سالہا سال مقابلے رہے ہیں پس آپ جیسے صاحبزادوں کو ایسی تکلیف کرنا فضول ہے''۔

غرض قصہ مختصر بڑی گفت وشنید رہی۔ آخر حضرت کا فرمان ہے کہ مَیں نے دادا برکات صاحب قدس روحہ کو یاد کیا اور عرض کیا کہ حضرت تشریف لایئے اور میاں عظمت علی سے اِس بیچاری کی گلوخلاصی کرایئے۔ اُس کے تھوڑی دیر کے بعد وہ جن مجھ سے کہنے لگے کہ ''حضرت اب رخصت ہوتا ہوں پھر کبھی ملاقات ہوگی، میرا سلام لیجیے''۔ اُس دن سے رخصت ہوئے میاں عظمت علی اُس لڑکی کے پاس پھر نہ آئے، اُس کا شوہر بھی اُس کے نزدیک ہوا، مارہرہ کی حاضری بھی اُس نے دی لیکن میاں عظمت علی نہ معلوم کیسی نیند سوئے کہ پھر خبر ہی نہ لی۔ یا تو یہ دعوے تھے یا ایسی غفلت کہ عظمت کے خلاف طبیعت اُس بی بی نے سب ہی کچھ کیا لیکن عظمت علی کے کان پر جوں بھی نہ رینگی۔ اس موقعے پر مَیں تو یہی کہوں گا کہ حضرت پیر برکات صاحب قدس روحہ کی طرف سے عظمت علی کو کوئی سخت سے سخت تادیب ہوئی کہ اُنہوں نے پھر اُس طرف کو بھول کر بھی رُخ نہ کیا۔

**[صاحب البرکات اور بادشاہ محمد شاہ]**

'کاشف الاستار شریف' (مرتبہ حضرت سیدنا شاہ محمد حمزہ صاحب قادری برکاتی قدس سرہٗ العزیز) میں تحریر ہے کہ حضرت صاحب البرکات قدس روحہ کے ایک مرید وخلیفہ شاہ عبداللہ صاحب بڑے باکمال بزرگ تھے، انہوں نے دکن کو اپنا مسکن بنالیا تھا، حضور نظام دکن اُن کے معتقد تھے۔ اکثر شاہ صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور بغرض حصول برکت شاہ صاحب کو اپنے قلعے میں بھی لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ جب حضور نظام دکن بزمانۂ عہد حکومت روشن احمد محمد شاہ بادشاہ خلف معز الدین جہاندار شاہ ۱۱۳۱ھ [۱۹-۱۷۱۸ء] اور ۱۱۴۲ھ [۳۰-۱۷۲۹ء] کے درمیان دہلی تشریف لائے، شاہ صاحب کو بھی اپنے ساتھ دہلی لائے۔ محمد شاہ کو شاہ صاحب موصوف کے کشف وکرامات دیکھ کر شاہ صاحب کے ساتھ عقیدت پیدا ہوگئی، اُس

نے شاہ صاحب کو دہلی میں ٹھہرالیا اور باغ انگوری میں اُن کے قیام کے لیے جگہ دی۔

غرض کہ شاہ صاحب موصوف دہلی میں رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ جب محمد شاہ کو معلوم ہوا کہ اِن بزرگ کو جو کچھ فیض پہنچا ہے وہ حضرت صاحب البرکات مارہروی قدس سرہٗ العزیز سے پہنچا ہے تو وہ حضرت صاحب البرکات قدس روحہ کا معتقد ہوا اور اُس نے شاہ صاحب کے ذریعے سے حضرت پیر برکات قدس سرہٗ تک رسائی پیدا کرنا چاہی۔ جب حضرت کو معلوم ہوا کہ میاں عبداللہ شاہ نے بادشاہ دہلی سے میری تعریفیں کی ہیں اور میرے حالات کشف و کرامات اُس پر منکشف کر دیے ہیں تو حضرت قدس سرہٗ عبداللہ شاہ پر بہت ناراض ہوئے، کیوں کہ آپ اپنے کشف و کمالات کو اپنے والد قدس سرہٗ کی طرح چھپایا کرتے تھے، لیکن بات جو کھل گئی کھل گئی۔ محمد شاہ کوئی مصنوعی معتقد نہ تھا کہ وہ بیٹھ رہتا اُس نے حضرت قدس سرہٗ کے قدم جو پکڑے تو مرتے دم تک نہ چھوڑے۔ آخر الامر حضرت کے مخصوص مریدوں میں داخل ہو گیا اور اُسی کے ساتھ میاں عبداللہ شاہ کا قصور بھی معاف ہو گیا۔ یہ بادشاہ اہم اہم معاملات میں حضرت سے استمداد چاہتا تھا اور حضرت کی ادنیٰ توجہ سے تمام مشکلات اُس کے آسان ہو جاتے تھے۔

آخر الامر محمد شاہ بادشاہ دہلی نے ضلع ایٹہ کے دو موضع برکات نگر اور دادنپور حضرت کی نذر کرنا چاہے، حضرت نے اُن کے لینے سے بہت انکار کیا لیکن بادشاہ کے اصرار سے حضرت کو اُس کی یہ نذر قبول کرنا پڑی جو آج تک مصارف خانقاہ و مسجد کے لیے وقف ہیں۔ یہ وہ مسجد ہے جس کو حضرت نے ۱۱۳۴ھ [۲۲-۱۷۲۱ء] میں متصل خانقاہ تعمیر کیا تھا، یہ مسجد اب تک موجود ہے، لیکن موجودہ عمارت اس مسجد کی حضرت ستھرے صاحب کی بنائی ہوئی ہے، جو ۱۲۱۷ھ [۰۳-۱۸۰۲ء] میں بنی ہے۔ یہ وہی مسجد ہے جس میں تبرکات رہتے ہیں اور موجودہ خانقاہ کی عمارت کے متعلق مَیں آئندہ بیان کروں گا۔

**[صاحب البرکات کا وصالِ مبارک]**

حضرت صاحب البرکات کا وصال دسویں محرم ۱۱۴۲ھ [۱۷۲۹ء] کو بمقام مارہرہ ہوا اپنی خانقاہ کے اندر دفن ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے 'مآثر الکرام' میں حضرت کے وصال کی چند تاریخیں لکھی ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے:

| | |
|---|---|
| بیدار و دلی رفت سوئے منزل قدس | بربست زصحرائے جہاں محمل قدس |
| تاریخ وصال او خرد کرد رقم | صاحب برکات واصل منزل قدس |

۱۱۴۲ھ

اسی سال میں نواب محمد خاں بنگش والیٔ فرخ آباد نے حضرت کے مزار پُرانوار پر روضۂ مقدسہ باہتمام اپنے عامل شجاعت خاں کے تعمیر کرادیا جو آج تک موجود ہے۔ مقبرۂ عالیشان کے اِردگرد بہت سے کمرے اور کوٹھریاں مہمانوں کے آرام و آسائش کو بنی ہوئی ہیں اور یہ کل عمارت چھوٹے اور بڑے سرکار کی مشترکہ ہے۔ حضرت کا وصال چونکہ دسویں محرم ۱۱۴۲ھ [۱۷۲۹ء] کو ہوا ہے اور یہ عاشورے کا دن ہے، اس لیے عرس مبارک پندرہ محرم کو منجانب کمیٹی درگاہ زیر اہتمام حضرت حافظ حاجی سید شاہ محمد احسن صاحب سجادہ نشین سرکار خرد اور حضرت حاجی سید شاہ محمد حامد حسن صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں ممبران درگاہ کے ہوتا ہے اور چند سالوں سے اس عرس کے علاوہ سترہ محرم کو حضرت حافظ حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی بھی اس عرس کو کیا کرتے ہیں۔

**[معمولاتِ روزانہ]**

حضرت پیر برکات صاحب کے روزمرہ کے سب اوقات منضبط تھے، دن بھر آپ وظیفے میں رہتے تھے، بعد عصر ملاقات کا وقت مقرر تھا۔ آپ کی عبادت مثل عام لوگوں کی عبادت کے نہ تھی بلکہ جو خاص اولیاء اللہ کی صفت ہونا چاہیے وہ آپ میں تھی۔ حد سے زیادہ خشوع اور خضوع نماز میں فرماتے تھے۔ حضرت سیدنا شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہٗ اپنے ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں:

ازاں وقتے کہ شعور یافتم وحضرت صاحب را دیدم تا وقت وفات خمیازہ و آروغ گاہے ندیدم روزے در جائے نشستہ دیدم کہ انبیا را آروغ وخمیازہ نبود ازاں وقت گویا بہ تخصیص مدتے دریں تفحص بودم ہرگز گاہے ندیدم وگاہے خندہ وقہقہہ ہم ندیدم بعض وقت کہ نہایت خوش می شوند رومال بردہن مبارک می نہادند وچہرۂ مبارک قدرے سرخ می شد طاقت جسم بہ سبب ریاضت شاقہ ہرگز نبود بسیار ضعیف ونحیف بودند نماز اکثر نشستہ می خواندند ودر وقت خواندن نماز چناں متوجہ و مستغرق می شدند کہ بجز ارکان نماز اصلاً دیگر خبر نمی داشتند روزے وقت نماز عصر مار سیاہ از سقف مسجد

بروں افتاد اول پیش حضرت صاحب آمد بعد ازاں پیش امام آمدہ در جائے کہ امام سجدہ می کنند پیچ خوردہ بفراغت نشست باز روانہ شدہ پیش حضرت صاحب وازاں جا باز پیش تمام مقتدیان آمدہ باز گردیدہ پیش حضرت صاحب آمد سہ بار چنیں گردش کرد۔ مقتدیان وامام ترسان و ہراساں بہ سبب آنکہ حضرت صاحب نگرند استادہ ماندند نوبت سیوم محمد افضل کنبوہ برخاست واز پاپوش سرش کوفت و باز داخل نماز شد بعد نماز ہر ایک آہستہ آہستہ شکر گزاری محمد افضل می نمودند کہ ہمہ را ازاں موذی خلاص کردی ورہانیدی حضرت صاحب فرمودند کہ چیست ہمہ ہا قصۂ مار سیاہ تمام عرض نمودند فرمودند کہ مارا اصلاً ازیں خبر نیست شعر:

نہ ہمیں شستن و برخاستن ہست نماز　　　　دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چہ سود

'کاشف الاستار' میں لکھا ہے کہ تین سال تک متواتر حضرت قدس سرہٗ کی یہ غذا رہی کہ تین چار پیسہ بھر برنج پانی میں اُبال کر بلا نمک ڈالے کھاتے تھے، اُس کے بعد چپاتی اور دال ہمیشہ آخر عمر تک کھاتے رہے، کبھی کبھی روغن ڈال لیتے تھے ورنہ معمولاً بلا روغن کی دال ہوتی تھی۔

**[صاحب البرکات کے صاحبزادگان]**

حضرت نے وصال کے وقت دو صاحبزادے چھوڑے۔

**بڑے:** حضرت ابوالبرکات سیدنا شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ ،جن کی اولاد مارہرہ میں بڑی سرکار کے نام سے مشہور ہے اور جن کے اخلاف کے مفصل حالات اِس کتاب میں بیان کیے جائیں گے۔

**چھوٹے:** حضرت صاحب النجات سیدنا شاہ نجات اللہ صاحب قادری جو ۱۱۱۷ھ [۰۶-۱۷۰۵ء] میں بمقام مارہرہ پیدا ہوئے اور جن کی اولاد مارہرہ میں چھوٹی سرکار کہلاتی ہے اور جن کے اخلاف کے سجادہ نشینوں کی ایک مفصل فہرست اس کتاب کے آخر میں درج کی گئی ہے۔

☆☆☆

## [حضرت سیدنا شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہٗ]

### [ولادت، بیعت وخلافت اور گوشہ نشینی]

حضرت سید العارفین ابوالبرکات سیدنا شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ العزیز ۱۱۱۱ھ [۱۷۰۰-۱۶۹۹ء] میں بمقام بلگرام پیدا ہوئے۔ بڑے صاحب تصرف اور صاحب باطن اور صاحب ریاضت تھے۔ حضرت نے اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے بیعت اور سند خلافت حاصل کی اور اُنہیں کے حکم سے بارہ برس کے لیے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اس گوشہ نشینی کے زمانے میں صرف جو کی ٹکیاں روزانہ حضرت کی غذا تھی۔ اس گوشہ نشینی کو قریب تین سال کے ہوئے تھے کہ ایک شب حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے حضرت بوعلی شاہ قلندر کو عالم واقعہ میں دیکھا کہ کھڑے فرماتے ہیں ''آل محمد! مانگو کیا مانگتے ہو؟'' اُس کے جواب میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ ''مَیں کچھ بھی نہیں مانگتا، مَیں جو کچھ مانگوں گا اور جو کچھ لوں گا وہ اپنے والدِ بزرگوار سے لوں گا، کیوں کہ اُنہیں کے ہاتھ میں مَیں نے ہاتھ دیا ہے، اب اُن کے سوا دوسرے کا ہاتھ پکڑنا نہیں چاہتا''۔ اِس واقعے کی صبح کو حضرت پیر برکات صاحب قدس سرہٗ نے اپنے ہونہار بیٹے کو اپنے سامنے طلب کیا اور فرمایا ''حضرت بوعلی شاہ قلندر جو کچھ دیتے تھے کیوں نہیں لیا؟'' جواب دیا کہ ''جو کچھ لوں گا وہ آپ سے لوں گا، آپ کے سوا دوسرے کا دست نگر کیوں ہوؤں''۔ حضرت اِس جواب سے بہت خوش ہوئے اور اپنے سعادت مند بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا اور ارشاد فرمایا کہ ''ایسا ہی چاہیے، اپنے شیخ کے سوا کبھی دوسرے سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے، مَیں تمہارے اِس جواب سے بہت خوش ہوا اور جو کچھ بارہ سال کی گوشہ نشینی کے بعد مَیں تم کو دینے والا تھا وہ مَیں تم کو آج ہی دیے دیتا ہوں، اس گوشہ نشینی سے باہر آؤ اور خلق اللہ کی ہدایت کی طرف متوجہ ہو''۔ حضرت کے ان فقرات نے جو کچھ مقامات سلوک شاہ آل محمد صاحب کو طے کرا دیے اُس کی نسبت خود شاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ''میرا دل ہی جانتا ہے''۔

### [شاہی طبیب حکیم علوی خان کی عقیدت]

پس حضرت گوشہ نشینی سے باہر آئے، اس ۳رسال گوشہ نشینی میں حضرت کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا اور ضعف ونقاہت حد سے متجاوز ہوگئی تھی۔ اِس کے سوا حضرت کے سر مبارک میں ایک عمیق غار ہوگیا تھا جس میں ایک چھوٹا دُکھنی گولا خاصے طور پر آ جاتا تھا، ہر چند اطبائے مشہور کا علاج کیا

گیا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اُس زمانے میں دہلی کے شاہی طبیب حکیم علوی خاں کا تمام ہندوستان میں شہرہ ہو رہا تھا، پس حضرت کے والدِ ماجد نے حضرت کو دہلی بغرض معالجہ روانہ کیا، جب حکیم علوی خان کو آپ کی آمد آمد کی خبر معلوم ہوئی وہ کئی کوس تک آپ کے استقبال کو آیا۔ بادشاہِ دہلی نے بھی حضرت کا خیر مقدم نہایت حسنِ عقیدت سے کیا۔ شاہی محلوں میں آپ کو مقیم کرا کے اپنا مہمان بنایا، شاہی طبیب نے جب حضرت کو غور سے دیکھا ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ''اس بیماری کا علاج مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گا، اس کا علاج تو خود حضرت پیر برکات قدس سرہٗ العزیز ہی کریں گے، کیوں کہ یہ بیماری خدا کے عشق کی ہے''۔ دہلی سے رخصت ہوتے وقت بادشاہِ دہلی کی طرف سے حضرت کو ایک معتد بہ رقم بطور نذر دی گئی۔ حکیم علوی خان نے اُس وقت ایک قلمی بیاض نذر گذرانی اور عرض کیا کہ ''یہ میری تمام عمر کی کائنات ہے جو حضرت کی نذر کرتا ہوں، اس میں ہر ایک مرض کے ایسے ایسے نسخے لکھے ہیں جو تیر بہدف ہیں''۔

یہ بیاض اب تک کتب خانۂ مارہرہ میں ہے اور 'کاشف الاستار شریف' میں حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری نے جو نسخے درج کیے ہیں وہ اسی بیاض کا انتخاب ہے۔ بعض نسخے اِس بیاض کے ایسے بھی ہیں جو حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قادری کی وصیت کے موافق کسی کو بتائے نہیں جاتے صرف مخصوص حضرات کو تعلیم کر دیے جاتے ہیں۔ منجملہ ایسے نسخہ جات کے ایک نسخہ 'برکاتی تیل' کا ہے جس کے بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ نسخہ حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مارہروی نے اپنی مہربانی سے غریب متوّلی کو بھی تعلیم کر دیا ہے جو ہر وقت تیار رہتا ہے اور ہر صاحب ضرورت کو مل سکتا ہے۔

مَیں اِس کتاب میں 'کاشف الاستار' کے وہ نسخے جن کے بتانے کی عام طور پر اجازت ہے خلق اللہ کے نفع کے لیے کسی موقع مناسب سے درج کروں گا، اس جگہ مجھے صرف حضرت سیدنا شاہ آل محمد صاحب کے حالات کشف و کرامات تحریر کرنا ہیں۔

**[شادی اور پوتے کی بشارت]**

حضرت شاہ صاحب موصوف کی شادی اپنے حقیقی چچا سید شاہ عظمت اللہ صاحب کی دختر نیک اختر کے ساتھ ہوئی۔ یہ بی بی حضرت اچھے صاحب کی ولادت کے وقت تک بقید حیات تھیں۔ 'آثار احمدی' میں شیخ عنایت حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت پیر برکات صاحب

نے اپنی اِن بھتیجی کو (جو اُن کے بڑے صاحبزادے کی بہوتھیں) ایک خرقۂ غوثیہ مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ:

**جب تمہارے پوتا ہوگا اُس وقت ہم قبر میں ہوں گے، آل احمد اچھے میاں اُس کا نام رکھنا اور یہ غوثیہ خرقہ امانتاً اپنے پاس رکھو، اُس کو پہنچا دینا وہ ہمارا مخصوص فرزند ہے۔**

چنانچہ اچھے صاحب کی ولادت کے بعد وہ خرقہ اُن سیدانی صاحبہ نے اُن کو پہنچا دیا۔

اچھے صاحب قدس سرہٗ کے حالات تو آگے چل کر بیان ہوں گے، ابھی مجھے حضرت سیدنا شاہ آل محمد کے حالات بہت کچھ بیان کرنا ہیں۔

**[نواب صفدر جنگ کے لیے بددعا]**

آپ کے زمانۂ ولایت میں نواب منصور علی خان صفدر جنگ نے (جو ۱۱۵۰ھ [۳۸-۱۷۳۷ء] میں اَوَدھ کی وزارت پر مامور ہوئے تھے) نواب فرخ آباد پر چڑھائی کی، اسی فوج کشی میں والیٔ لکھنؤ کے کچھ فیل بان فیل لے کر مارہرہ میں آئے اور ایک درخت بیری کو جو قریب محلّہ کنبوہ کے تھا کاٹنا چاہا، اُس پر کنبوہ صاحبان نے منع کیا، وہ نہ مانے آخر تکرار ہوئی اور نوبت مار پیٹ کی پہنچی۔ جب نواب صفدر جنگ کو اس واقعے کی اطلاع پہنچی وہ آگ بگولہ ہوگیا اور اُس نے اپنی فوج کو مارہرہ لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ اس لوٹ کا اثر پیرزادوں کی بستی تک بھی پہنچا۔ حضرت قدس سرہٗ کو نواب لکھنؤ کی اِس حرکت پر جلال آگیا۔ آپ نے نواب موصوف کے لیے بددعا کی۔

نواب نصرت علی خان والی لکھنؤ کے ایک مصاحب خاص تھے اور یہ نواب حضرت سید شاہ حمزہ صاحب کے سسرالیوں کے رشتہ دار تھے، اُنہوں نے اِس واقعے سے مطلع ہو کر نواب صفدر جنگ سے عرض کیا کہ ''آپ نے یہ کیا غضب کیا جو ایسے اولیائے کاملین کی بستی کو لٹوا دیا؟'' پھر نواب صفدر جنگ کی ایما سے یہ حضرت مارہرہ آئے اور سید شاہ حمزہ صاحب کے توسل سے حضرت قدس سرہٗ تک رسائی حاصل کی یہاں تک کہ خود حضرت شاہ حمزہ صاحب سے نواب صفدر جنگ کے قصور کی معافی کے لیے حضرت قدس سرہٗ سے سفارش کرائی گئی مگر حضرت کا جلال کسی طرح فرو نہ ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''فقیر کا تیر کمان سے چھوٹ چکا ہے وہ ضرور نشانے پر پہنچے گا''۔ آخری نتیجہ اس بددعا کا یہ ہے کہ نواب صفدر جنگ بزمانۂ ولایت حضرت سید شاہ حمزہ صاحب

قدس سرہٗ ۱۱۷۰ھ [۵۷-۱۷۵۶ء] میں فیض آباد کے قریب دریا کنارے ایک سپاہی کے گولے سے مارا گیا، اُس کی نعش کو مرزا بھچو پدر حکیم مرزا علی خان نے کربلائے معلیٰ لے جا کر پشت روضۂ مقدسہ دفن کیا۔

چودھری ریاض الدین احمد صاحب 'ریاض احمدی' میں لکھتے ہیں کہ زمانۂ ولایت حضرت شاہ حمزہ صاحب میں بھی نواب نصرت علی خان موصوف نے نواب صفدر جنگ کے معافی قصور کی کوشش کی، اُس وقت حضرت شاہ صاحب نے ارشاد کیا کہ ''وہ دوسرا موقع تھا کہ مَیں نے حضرت ابوی قدس سرہٗ سے سفارش کر دی تھی، لیکن اُنہوں نے قصور معاف نہ کیا تو پھر مَیں اب کس طرح اُس کے قصور کی معافی کر سکتا ہوں''۔

**[نواب احمد خان کے حق میں دعائے خیر]**

خیر یہ واقعہ تو حضرت کی بددعا کا تھا، اب حضرت کی دعا کا ایک واقعہ سنیے جو' کاشف الاستار' شریف میں لکھا ہے:

نواب محمد خان بنگش والیٔ فرخ آباد کے چھوٹے صاحبزادے احمد خاں صاحب جو نہایت حقیر الجثۃ [کمزور] تھے اور جن کی علمی لیاقت بھی معمولی تھی، اُن کی جاگیر میں کاسگنج تھا، اُس جاگیر کا انتظام اُنہوں نے اپنے ایک مصاحب خاص منشی اسرار اللہ کے سپرد کر رکھا تھا، صاحبزادہ صاحب کبھی کبھی خود بھی فرخ آباد سے اپنی جاگیر کو آتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت کا شہرہ سن کر مع اپنے مصاحب کے مارہرہ آئے اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ حضرت نے نہایت مہربانی فرمائی کیوں کہ اُن کے باپ نواب محمد خان بنگش بھی حضرت کے گھر سے سچی ارادت اور عقیدت رکھتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب تو قدم بوسی کے بعد رخصت ہو گئے، لیکن منشی اسرار اللہ صاحب حضرت کے کمالات دیکھ کر فریفتہ ہو گئے اور ترک دنیا کر کے درویشی اختیار کی اور خانقاہِ عالم پناہ کے خادموں میں داخل ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب بھی کبھی کبھی باریاب خدمت حضور اقدس ہوتے رہتے تھے۔

ایک بار نواب احمد خان نے حضرت اقدس سے اپنی ترقیٔ جاہ کے واسطے دعا چاہی۔ حضرت نے فرمایا ''تم تو ایک دن نواب کی مسند پر بیٹھو گے، اِس سے زیادہ اور کیا جاہ وحشم چاہتے ہو''۔ یہ آداب بجالائے لیکن دل ہی دل میں متعجب تھے کہ مَیں سب بھائیوں میں چھوٹا اور کم لیاقت ہوں

اور والد ماجد بھی مجھ پر کم مہربان ہیں، بھلامَیں کیوں کر نواب ہوسکوں گا؟ حضرت اقدس اس خطرے پر مطلع ہوگئے اور فرمایا"انسان کچھ خیال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کچھ کرتا ہے"، یہ فرما کر شاہ اسراراللہ صاحب کو حکم دیا کہ تم اِن کے ساتھ رہو اور اِن کے حق میں دعا کیا کرو۔

اِس واقعے کے تھوڑے دنوں کے بعد نواب محمد خان بنگش والیٔ فرخ آباد کا انتقال ہوگیا اور دستور خاندانی کے مطابق اُن کے بڑے صاحبزادے قائم خان صاحب نواب فرخ آباد بنائے گئے۔تب احمد خان نے حضور سے پھر عرض کیا، جواب ملا کہ"یہ تمہاری نوابی کا پیش خیمہ ہے"، اِسی زمانے میں نواب قائم خان اور نواب صفدر جنگ کے باہم اُس لڑائی کی چھیڑ چھاڑ ہوگئی جس کا تذکرہ مَیں اوپر کر آیا ہوں۔ اِس لڑائی میں نواب قائم خان زخمی ہوئے اور نواب احمد خان دہلی میں نظر بند کیے گئے، وہاں سے کچھ عرصے کے بعد رہائی ہوئی مگر اُس وقت عارضہ فالج میں مبتلا تھے۔ اسی حالت میں حاضر حضور ہوئے اور شرف قدم بوسی حاصل کیا،آپ نے فرمایا"اب وقت تمہارے نواب ہونے کا بہت قریب آچکا ہے"۔

اسی دوران میں نواب احمد خان بنگش نے برکات نگر قصبۂ مارہرہ میں حضرت اقدس کے لیے ایک محل سرا اور ایک وسیع خانقاہ تعمیر کرائی، یہ خانقاہ وہی ہے جو اب سجادہ نشینی کا مکان کہلاتا ہے البتہ حضرت سیدنا شاہ آل برکات ستھرے صاحب قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اُس کی پہلی صورت و حالت میں کچھ تغیر و تبدل ہوگیا ہے۔ستھرے میاں کے وصال کے بعد اُن کے ہر سہ صاحبزادگان میں یہ مکان تین مساوی حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ جانب صدر کے دو حصے حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول صاحب اور حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہما کے حصے میں گئے ۔ یہ دونوں حصص اس وقت تک یکجائی ہیں اور اس میں حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری کی نشست ہے اور جانب پائیں کا ایک حصہ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کے حصے میں آیا جو اس وقت تک حضرت سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب مدظلہ قادری چشتی برکاتی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ) کے قبضے میں موجود ہے۔قدیمی دروازہ اس خانقاہ کا پتھر کا ہے جو اب تک مہدی میاں صاحب مدظلہ کے حصے میں موجود ہے۔

حضرت ابوالبرکات سید شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ کا وصال ۱۶/رمضان ۱۱۶۴ھ [۱۷۵۱ء ] کو بمقام مارہرہ ہوا۔مزار پرانوار درگاہِ عالیہ برکاتیہ میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔آپ کے وصال

کے بعد نواب قائم خان اور نواب شجاع الدولہ جلال الدین بہادر سے (جو ۱۱۷۰ھ [۱۷۵۶-۵۷ء] میں عہدۂ وزارت پر منجانب محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی شاہ دہلی مامور ہوا تھا) دوبارہ جنگ کی چھیڑ چھاڑ ہوگئی اور اس لڑائی میں کل اہل خاندان نواب بنگش شہید ہو گئے۔ صرف نواب احمد خان باقی رہے، تب شاہ دہلی نے انہیں کو خلعت نوابیت سے سرفراز فرمایا اور یہ نواب فرخ آباد تسلیم کیے گئے۔

**[والیٔ فرخ آباد کی جانب سے وقف اور نذر]**

چوتھی جمادی الاول ۱۱۷۳ھ [۱۷۵۹ء] کے بعد جب کہ علی گوہر شاہ عالم بادشاہِ دہلی کی تخت حکومت پر قابض ہو چکا اُس وقت نواب احمد خان بنگش والیٔ فرخ آباد نے بادشاہِ دہلی کے حضور میں مؤدبانہ درخواست کی کہ ''مَیں اپنی قدیمی جاگیر کے بارہ مواضعات مندرجۂ ذیل کو بعرض نیاز درگاہِ عالیہ برکاتیہ وقف کرنا چاہتا ہوں''، شاہ عالم بادشاہ نے (جو محمد شاہ کے قدم بہ قدم تھے اور اس گھر سے کمال عقیدت اور ارادت رکھتے تھے اور اپنے شہزادوں کو مع اپنے وزیر عماد الملک غازی الدین خاں کے مارہرہ بھیجا کرتے تھے) منظوری ان مواضعات کے وقف کی دے دی، تب یہ بارہ مواضعات ضلع ایٹہ کے حسب فرمان شاہ عالم بادشاہ دہلی ۱۱۷۵ھ [۱۷۶۱-۶۲ء] میں بذریعہ نواب احمد خان بنگش والیٔ فرخ آباد کے نیاز درگاہ کے لیے وقف ہوئے اور حضرت شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ کے چھوٹے بھائی حضرت صاحب النجات قدس سرہٗ اور حضرت شاہ آل محمد صاحب کے فرزند اکبر حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ متولی وقف مقرر ہوئے۔

نام مواضعات کے یہ ہیں:

(۱) کوتینہ (۲) حیات پور (۳) فتح پور (۴) سند باولی (۵) رتن پور (۶) قاسم پور (۷) عبداللہ پور (۸) رشید پور (۹) عمر پور بھوڑیا (۱۰) بنی نگر (۱۱) قاضی کھیڑہ (۱۲) لعل پور۔

اس کے علاوہ نواب احمد خان بنگش نے فرخ آباد کا نواب ہونے کے بعد اپنی سچی ارادت اور عقیدت کا ایک اور ثبوت بھی پیش کیا اور وہ یہ کہ نواب موصوف نے ایک نقد نذرانہ سوا روپے روزانہ کے حساب سے ہمیشہ کے لیے اِس آستانے کے سجادہ نشین سرکار کلاں کے لیے مقرر کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ رقم نواب موصوف کے زمانے سے اِس وقت تک برابر سجادہ نشین سرکار کلاں کو وصول ہوتی رہی۔ جب فرخ آبادی سکہ رائج تھا تو سوا روپے روزانہ کے حساب سے چار سو پچاس

روپے سالانہ وصول ہوتے تھے۔ اب گورنمنٹ انگریزی کے سکے میں چار سو بیس روپے چار آنے سالانہ خزانہ ایٹہ سے وصول ہوتے ہیں۔

سنتا ہوں کہ حضرت ستھرے میاں صاحب کے زمانے کے بعد اُن کے ہر سہ صاحبزادگان میں اِس عطیے کی بابت یہ تصفیہ ہوا تھا کہ نصف روپیہ اس نذرانے کا مزارات کی چراغ افروزی میں یکجائی صرف ہوتا تھا اور بقیہ نصف بحصہ مساوی تینوں صاحبزادوں میں تقسیم ہو جاتا تھا، اُس کا صرف اپنی اپنی رائے موافق تینوں صاحبزادے کرتے تھے۔ ۱۸۵۳ء [۷۰-۱۲۶۹ھ] میں جب کہ بحکم گورنمنٹ انتظام درگاہ کے لیے کمیٹی قائم ہوئی اس وقت سے سنا گیا ہے کہ یہ قرار پایا کہ عطیہ سرکارکلاں کے سجادہ نشینوں میں سے جس پر سرکارکلاں کے سب سجادہ نشین رضامند ہوں اُس کے نام سے خزانہ سرکاری سے وصول ہوا کرے اور بعد وصول کے جملہ سجادہ نشینانِ سرکار کلاں کی متفقہ رائے کے بموجب درگاہ کی چراغ افروزی میں صرف ہوا کرے۔ بالفعل سنا ہے کہ یہ رقم حضرت سیدنا شاہ محمد مہدی حسن صاحب مدظلہ سرکارکلاں کے ایک سجادہ نشین خزانے سے وصول کرتے ہیں۔ یہ دریافت نہ ہوسکا کہ اُس عطیے کا صرف وہ کس طریقے پر کرتے ہیں۔

[عرس کا شاہانہ لنگر]

مصنف 'کاشف الاستار' نے لکھا ہے کہ حضرت ابوی سیدنا شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ ہمیشہ جو کی روٹی تناول فرماتے تھے اکثر دال کے ساتھ اور کبھی کبھی قلیے کے ساتھ۔ لیکن حضرت اپنے والدِ ماجد حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب کے عرس میں قریب سو قسم کے کھانے تیار کرا کر حاضرین کو کھلاتے تھے۔

شاہ حمزہ صاحب 'کاشف الاستار' میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب مَیں نے حضرت ابوی قدس سرہٗ کا عرس کرنا شروع کیا تو کچھ سالوں تک مَیں نے بھی کھانے کا یہی التزام رکھا، اُس کے بعد مَیں نے اس قاعدے میں ترمیم کی اور صرف پچیس قسم کا کھانا تیار کرانا قائم رکھا۔ حضرت نے اس عرس کی کیفیت لکھتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اِس کثرت سے حاضرین ہوتے تھے کہ مارہرہ کے تمام مکانات اور باغات حاضرین سے بھر جاتے تھے۔ حضرت تحریر کرتے ہیں کہ جب کبھی اس عرس کے موقع پر انبہ [آم] یا انار کی فصل کا موقع ہوتا تھا تو عرس کے حاضرین کو یہ میوے بھی تقسیم کیے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کے عرس کی نسبت حضرت فرماتے ہیں کہ ایک لاکھ چونتیس ہزار انبہ [آم]

تقسیم ہوئے تھے، فی کس ایک انبہ [آم] اور ایک انار دیا گیا تھا۔

'کاشف الاستار' میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوی قدس سرہٗ کو مرکب ادویات کے تیار کرنے کا بہت شوق تھا، اِن میں اکثر وہ نسخے تھے جو حکیم علوی خان سے پہنچے تھے۔ حضرت ان ادویات کو مخلوق خدا کو مفت تقسیم کرتے تھے جو دعا اور دوا دونوں کا کام دیتی تھیں۔

**[ایک کرامت]**

ایک واقعہ 'کاشف الاستار' میں درج کیا ہے کہ ایک صاحب حضرت ابوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''محمد غوث کنبوہ مرید خوش عقیدت حضرت صاحب البرکات کی حالت اس وقت خراب ہے، نزع شروع ہوگئی ہے، مَیں اُن کے گھر والوں کو روتا چھوڑ آیا ہوں''، آپ نے ارشاد فرمایا ''ایک دم ہزار امید، اُن کے گھر والوں کو ایسا ناامید نہ ہونا چاہیے'' یہ کہہ کر تین گولیاں حضرت نے دیں اور کہا ''ان کو گلاب میں گھس کر بیمار کے حلق میں ڈالو''۔ چنانچہ اُنہوں نے واپس جا کر ایسا ہی کیا۔ گولیوں کا حلق سے اُترنا تھا کہ بیمار کے بدن میں روح آ گئی، آنکھیں کھول دیں، بھوک معلوم ہوئی، اُٹھ کر کھانا کھایا، تندرستی حاصل ہوئی اور پھر کئی سال تک زندہ رہے۔ اِن گولیوں کا نام 'حب جواہر' ہے، اس کا نسخہ مَیں آئندہ اِس کتاب میں کسی موقعے سے درج کروں گا۔

**[اولادِ امجاد]**

وصال کے وقت آپ نے دو صاحبزادے چھوڑے۔

**بڑے:** قطب الکاملین حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قادری برکاتی قدس سرہٗ، جن کی اولاد اِس وقت تک بفضلہٖ موجود ہے اور جن کے حالات اِس کتاب میں مفصل درج کیے گئے ہیں، ان کا عقد حضرت سید شاہ محمد محسن صاحب بلگرامی کی دختر سے ہوا۔

**چھوٹے:** حضرت سید شاہ حقانی صاحب قدس سرہٗ جو ۱۱۴۴ھ [۳۲-۱۷۳۱ء] میں پیدا ہوئے اور ۱۷ رذی الحجہ ۱۲۱۰ھ [۱۷۹۶ء] کو بمقام مارہرہ لاولد فوت ہوئے۔ آستانۂ برکاتیہ کے احاطے میں بجانب شمال و شرق کے گوشے پر ایک علیحدہ قبے میں مزار ہے۔ تمام عمر حضرت نے شادی نہیں کی۔

☆☆☆

## [اسد العارفین حضرت سید شاہ حمزہ عینی مارہروی]

حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری کے حالات و کشف و کرامات سے کئی ایک ضخیم کتابیں مملو ہیں۔ مَیں اس موقعے پر حضرت کے کچھ مختصر حالات 'گلشن ابرار' (مصنفہ شیخ ریاض الدین احمد صاحب) سے اخذ کرکے بیان کرتا ہوں۔

آپ چودہ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ [۱۷۱۹ء] کو بمقام مارہرہ پیدا ہوئے، تعلیم ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد سے پائی۔

### [تسخیر قلوب]

حضور اقدس کو اللہ تعالیٰ نے قلوب انسانی پر ایسا اختیار دیا تھا کہ کیسا ہی بدمذہب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ممکن نہ تھا کہ تائب نہ ہوتا۔ ہزار ہا انسان آپ کی ادنیٰ توجہ سے بلکہ آپ کے غلاموں کی ادنیٰ توجہ سے ہدایت کے راستے پر آ گئے۔ ماہیت کے بدل دینے کی قوت بھی اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حضرت کو عطا فرمائی تھی۔ صدہا واقعات 'گلشن ابرار' میں ایسے ہیں کہ حضرت نے کافر سے مسلمان، فاسق سے عابد، پیر سے جوان بنائے، مٹی کو سونا کر دیا۔

حضور اقدس کو بیروں سے بہت زیادہ رغبت تھی۔ مارہرہ میں اچھے اچھے نفیس نفیس بیروں کے درخت لگوائے تھے، آنے جانے والوں کو یہ بیر بطور تحفہ دیے جاتے تھے۔

### [عالم رؤیا میں زیارتِ نبوی]

ایک مرتبہ عالم رؤیا میں مشرف بہ زیارت نبوی ہوئے۔ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

> صاحبزادے! تم نے بیروں کے اچھے اچھے درخت لگائے ہیں اور ہر ایک کی تواضع کرتے ہو لیکن ہم کو کبھی ایک بیر بھی نہیں کھلاتے۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے صبح ہوتے ہی ایک محفل مولود شریف منعقد کی اور اُس میں حاضرین کو عمدہ عمدہ بیر تقسیم کرائے۔

### [عظیم الشان کتب خانہ اور تصنیف و تالیف]

کہتے ہیں کہ حضرت کے کتب خانے میں قریب قریب سولہ ہزار کتب متفرق علوم و فنون کی تھیں۔ حضرت نے بالاستیعاب اول سے آخر تک اُن سب کو دیکھا اور ہر ایک کی بابت جو نتیجہ اخذ فرمایا وہ اپنے دست و قلم سے اُس پر تحریر کیا۔ علاوہ اِس کے صدہا کتابیں ضخیم ضخیم اپنے دست و قلم

سے کتابت فرمائیں، خود بھی صدہا کتب تالیف اور تصنیف کیں اور اُن کے نسخے مکرر سہ کرر کتابت فرمائے اور معتقدین کو تقسیم کیے۔ 'کاشف الاستار'، 'فص الکلمات'، 'اسرار خاندانی' آپ ہی کی تصنیف اور تالیف ہیں۔

نثر کے علاوہ نظم سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کا منظومہ کلام موجود ہے۔ ایک قصیدہ گہربار اُردو زبان میں حضرت کا مصنفہ میری نظر سے بھی گذرا ہے جس میں مقامات تصوف کو بہ تشبیب باغ و بہار نظم کیا ہے۔

[**غوث اعظم بمنِ بے سروساماں مددے**]

اس موقعے پر حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کی ایک فارسی کی مشہور غزل بھی تبرکاً سن لیجئے:

## غزل

غوث اعظم بمنِ بے سروساماں مددے ۔۔۔ قبلۂ جاں مددے کعبۂ ایماں مددے
مظہرِ سر ازل گوشۂ چشمِ کرمے ۔۔۔ مہبط فیض ابد واقف پنہاں مددے
گشتہ ام برگ خزاں دیدۂ آشوب جہاں ۔۔۔ اے بہارِ کرم گلشن امکاں مددے
گر شکوہت بسر عجز نوازی آید ۔۔۔ لشکر مور فرستد بہ سلیماں مددے
نہ بود در دو جہاں جز تو مددگار مرا ۔۔۔ مددے اے سر و سرکردۂ پاکاں مددے
ذرہ ام چند طپد در شب ظلمت بے نور ۔۔۔ صبح رحمت کرمے مہر درخشاں مددے
آہ از قافلہ اہل دلاں بز دورم ۔۔۔ ناقہ ام را نبود جُز تو حدیخواں مددے
ما گدائیم تو سلطانِ دو عالم ہستی ۔۔۔ از تو داریم طمع یا شہ جیلاں مددے
خاک بغداد بود سُرمۂ بینائی من ۔۔۔ دیدہ ام راچہ کُند کحل صفاہاں مددے
ہمتے کن بمن اے بادہ کشِ بزم حضور ۔۔۔ ساقیِ میکدۂ عالم عرفاں مددے
وطن آوارۂ مقصود زِ بخت سیہم ۔۔۔ مشعل تیرگی شام غریباں مددے
بلبل مدح سرائے تو ام اے رشک بہار ۔۔۔ گل روئے سید عالم امکاں مددے

انتظارِ کرم تست من عینیؔ را
اے خدا جو و خدا بین و خداداں مددے

حضرت شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ عینیؔ تخلص فرماتے تھے۔ بارہا حضرت قدس سرہٗ کو چشم سر

سے زیارت حضرت غوث پاک قدس سرہٗ اور حضرت خواجہ ہندالولی کی ہوئی ہے اور یہ وہ غزل ہے جس کو حضرت مصنف قدس روحہ نے خود حضرت غوث پاک کے حضور میں اپنی زبان اقدس سے سنائی ہے اور حضرت بڑے پیر صاحب قدس سرہٗ العزیز نے اِس غزل کو نہایت پسند کر کے مکرر سہ کرر مصنف ممدوح سے پڑھوایا ہے۔ یہ غزل نہایت مشہور اور مقبول اور عام پسند ہے اور کیوں نہ ہو جب ایک ولی کامل اور خدا کے خاص اور برگزیدہ بندے کی تصنیف سے ہے اور خود حضرت غوث پاک کی حضوری میں پڑھی گئی ہے۔

**[مشہور منقبت اور اکرام اللہ محشؔر بدایونی]**

مگر واہ ری جرأت اور مردانگی اور دلیری کہ گیارھویں صدی کے ایک بدایونی شیخ صاحب میاں اکرام اللہ محشؔر ابن شیخ غلام مصطفیٰ صاحب نے اس غزل کو اپنی مؤلفہ اور مرتبہ کتاب 'روضۃ الصفا' میں (جو ۱۱۵۲ھ [۴۰-۱۷۳۹ء] کی تالیف ہے) لفظاً لفظاً نقل کر کے اپنے نام سے منسوب کر لیا اور مقطع کا شعر یوں درج کیا:

انتظار کرم تست بہ محشؔر مارا اے خدا جو و خدا بین و خداداں مددے

غالباً اُنہوں نے خیال کیا کہ اِس غزل کو اپنے نام سے منسوب کرنے سے اپنی شاعری کی خاص شہرت ہو جائے گی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی، چنانچہ اُن کے اِس خیال کو کسی قدر کامیابی بھی ہوئی کہ اُن سے مرتے دم تک کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ شیخ صاحب آپ کے منہ میں کَے دانت ہیں؟ اس پر طرہ یہ ہوا کہ مولوی علی بخش خاں صاحب مرحوم سب جج رئیس بدایوں متخلص بہ شرؔر اور مکرمی شیخ سلیم اللہ صاحب سلیؔم بدایونی نے اس غزل کی جو تضمین کی تو اُن صاحبوں نے بھی اس غزل کو میاں محشؔر مرحوم ہی سے منسوب کیا۔ اِس موقعے پر ہر دو حضرات کی تضمین بھی سُن لیجیے۔

**[اردو تضمین از شرؔر بدایونی]**

شرؔر فرماتے ہیں:

سخت مایوس ہوں مَیں یاشہ جیلاں مددے ابر نیسان کرم چشمۂ احساں مددے
زار و بیمار ہوں اے خاصۂ یزداں مددے غوث الاعظم بمن بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

تو وہ شاہنشہ کونین ہے مقبول احد     فیض سے تیرے ہو محتاج کو عیش سرمد
بخش دے ذرۂ ناچیز کو رتبہ بے حد     گر شکوہت بسر عجز نوازی آید
لشکرے مور فرستد بہ سلیماں مددے

دل پہ کیا شدت افکار ہے اور کثرت غم     کیا کہوں شامت اعمال کا اپنے عالم
چرخِ گرداں کی طرح رہتی ہے گردش ہر دم     وطن آوارۂ مقصود زِ بخت سیہم
مشعل تیرگی شام غریباں مددے

کوئی ثمرہ چمن دہر سے پایا نہ یہاں     غنچۂ دل نہ ہوا باغ جہاں میں خنداں
نذر ہے برق حوادث کی مرا خرمن جاں     گشتہ ام برگ خزاں دیدۂ آشوب جہاں
اے بہارِ کرم گلشن احساں مددے

ہم سفر منزل مقصود کو پہنچے باہم     خواب غفلت میں پڑے رہ گئے شامت زدہ ہم
اب صدا مثل جرس کرتا ہوں تنہا ہر دم     آہ از قافلہ اہل دلاں بس دورم
ناقہ ام را نبود جز تو حدیخواں مددے

کیا تری بزم میں ہے نشۂ عرفاں کا سرور     بادۂ ذوق میں ہر ایک ہے مست و مخمور
مَیں تنک ظرف رہا جاتا ہوں اس فیض سے دور     ہمتے کُن بمن اے بادہ کش بزم حضور
ساقی میکدۂ عالم عرفاں مددے

کیوں شؔرر کو ہو بھلا دغدغۂ روزِ جزا     غوث الاعظم مجھے کافی ہے وسیلہ تیرا
سلسلے میں ترے داخل ہوں مجھے فکر ہے کیا     انتظار کرم تست بہ محشؔر مارا
اے خدا جو و خدا بین و خداداں مددے

**[فارسی تضمین از سلیم اللہ سلیم بدایونی]**

سلیم صاحب (’’سبیل کوثر‘‘، مطبوعہ وکٹوریہ پریس، بدایوں میں) فرماتے ہیں:

جانم آشفتہ زغم یا شہ جیلاں مددے     راحت جان و دل شاہ شہیداں مددے
گشتہ ام از مرض جسم پریشاں مددے     غوث الاعظم بمن بےسروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

خاصۂ درگہ یزدانِ دو عالم ہستی     عیسی درد مریضان دو عالم ہستی

تاج بخش سر شاہان دو عالم ہستی ما گدائیم تو سلطان دو عالم ہستی
از تو داریم طمع یا شہ جیلاں مددے
ما مریضیم تو درمان دو عالم ہستی ما ذلیلیم تو ذیشان دو عالم ہستی
ما فقیریم تو خاقان دو عالم ہستی ما گدائیم تو سلطان دو عالم ہستی
از تو داریم طمع یا شہ جیلاں مددے
ہمہ شب من الم اندود زِ بخت سیہم گہ پریشان................. زِ بخت سیہم
راہ گم کردۂ بہبود زِ بخت سیہم وطن آوارۂ مقصود زِ بخت سیہم
مشعل تیرگی شام غریباں مددے
جلسۂ عیش کن حلقہ ماتم ہستی دافع کلفت و رنج و الم و غم ہستی
فخر اسکندر و دارا و کئے و جم ہستی ما گدائیم تو سلطان دو عالم ہستی
از تو داریم طمع یا شہ جیلاں مددے
قلب من آتش غم گشت برنگ گلنار سینۂ من شدہ از سوز دروں رشک چنار
خوردہ ام از ستم چرخ گل داغِ ہزار بلبل مدح سرائے توام اے رشک بہار
گل روئے سبد گلشن امکاں مددے
مخزنِ راز احد گوشۂ چشم کرمے نور عین اب و جد گوشۂ چشم کرمے
خازن گنج صمد گوشۂ چشم کرمے مہبط فیض ابد گوشۂ چشم کرمے
مظہر سر ازل واقف پنہاں مددے
می دہد صور سرافیل بمیدان جزا محو فریاد ہمہ خلق خدا پیش خدا
دم بدم مثل سلیمؔ جگر افگار شہا انتظار کرم تست بہ محشر مارا
اے خدا جو و خدا بین و خداداں مددے

**[اردو تضمین از سلیم اللہ سلیمؔ بدایونی]**

منشی سلیم اللہ صاحب سلیمؔ کی دوسری تضمین مندرجہ کتاب 'سبیل کوثر'۔

مَیں ہوں قلاش بہت یا شہ جیلاں مددے مفلس و زار ہوں اے خاصۂ یزداں مددے
دست افلاس سے ہوں سخت پریشاں مددے غوث الاعظم بمن بے سر و ساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

نہر کی طرح سے بہتی ہے یہ چشم گریاں — متحیر ہوں کھڑا میں صفت سروِ رواں
ناموافق ہے طبیعت کی ہوائے دوراں — گشتہ ام برگ خزاں دیدۂ آشوب جہاں

اے بہار کرم گلشن احساں مددے

وادیٔ حرص و ہوا میں جو ازل سے ہے قدم — جز ہوس کوئی نہ رہبر ہے نہ میرا ہمدم
جرس نالۂ شب گیر ہے نالاں پیہم — آہ از قافلۂ اہل دلاں بس دورم

ناقہ ام را نبود جز تو حدیخواں مددے

ہووے کہسار کو چھپنے میں پرِ کاہ میں کد — زیر فرماں رہیں انسان کے جن تا بہ ابد
پشّے اک دم میں کریں جا کے صف پیل کو رد — گر شکوہت بسر عجز نوازی آید

لشکر مور فرستد بہ سلیماں مددے

ہوں شراب الم و رنج و محن سے مخمور — قلت عیش مری بزم میں ہے غم کا وفور
سنگ اندوہ سے ہے شیشۂ دل چکنا چور — ہمتے کن بمن اے بادہ کش بزم حضور

ساقی میکدۂ عالم عرفاں مددے

اس کے صحرا میں تجلی نے کیا ہے مسکن — سر بسر نور سے پُرنور ہے اس کا دامن
کیوں نہ ہو اس سے مری چشم بصارت روشن — خاک بغداد بود سرمۂ بینائی من

دیدہ ام راچہ کند کحل صفاہاں مددے

عرض کرتا ہے سلیم جگر افگار شہا — کوئی بھی میرا زمانے میں نہیں تیرے سوا
ہر طرف کھول کے جب آنکھ کو میں نے دیکھا — نہ بود در دو جہاں جز تو مدد گار مرا

مددے اے سر و سرکردۂ پاکاں مددے

خوف عصیاں سے دلِ زار ہے پارا پارا — کچھ نہیں پیش خدا عذر گنہ کا یارا
چاہیے تاج سکندر کا نہ تخت دارا — انتظار کرم تست بہ محشر مارا

اے خدا جو و خدا بین و خداداں مددے

غرض کہ اس وقت تک محشؔر مرحوم کے زمانے کو خدا جھوٹ نہ بلوائے کچھ کم زیادہ ڈیڑھ سو برس ہوئے ہوں گے کہ شائقین کلام اس غزل کو محشؔر ہی کی تصنیف سمجھتے رہے، لیکن کسی نے سچ کہا ہے:

چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر
کھل جاتی ہے اخیر کو رنگت خضاب کی

آخر مارہرہ کے کتب خانے میں پہنچ کر یہ راز کھلا جس وقت نیاز متوّلی نے مارہرہ کے کتب خانے میں حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری برکاتی قدس روحہ کی تصنیفات میں خود انہیں کے دست وقلم کی لکھی ہوئی یہ غزل دیکھی اور اُس کے مقطع کو پڑھا جس میں فرماتے ہیں:

انتظار کرم تست من عینؔی را
اے خدا جو و خدا بین و خداداں مددے

اس وقت اپنے پیر و مرشد ہادیٔ برحق حضرت سیدنا شاہ محمد اسمٰعیل حسن صاحب قادری برکاتی (سجادہ نشین درگاہ عالیہ مارہرہ مقدسہ مدظلہ العالی) سے عرض کیا کہ ''یہ غزل میاں محشؔر بدایونی نے اپنے نام سے منسوب کر لی ہے''، اُنہوں نے فرمایا کہ ''جو شبہ اس وقت تم کو ہوا ہے یہی شبہ اس غزل کی نسبت میرے اُستاذ حضرت مولانا تاج الفحول مولوی محمد عبدالقادر صاحب فقیر قادری بدایونی نوراللہ مرقدۂ کو ہوا تھا، جس وقت مَیں نے اُن کو بڑے دادا صاحب قدس سرہٗ العزیز کی یہ تحریر دکھائی تب اُن کا شک رفع ہوا۔

اُس کے بعد مجھے اپنے دوست مولوی عطا احمد صاحب فرشوری بدایونی سے معلوم ہوا کہ حضرت بڑے میاں صاحب سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ العزیز کی مجلس میں بھی ایک مرتبہ اس غزل کا تذکرہ آ گیا تھا، اُس وقت حضرت صاحب موصوف نے بھی یہ فرمایا تھا کہ یہ غزل ہمارے بڑے دادا صاحب سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف سے ہے اور نہایت مقبول ہے۔ جب کسی کو کوئی سخت مشکل پیش آوے اِس غزل کو ورد کرے، ان شاء اللہ وہ مصیبت رفع ہو جائے''۔ اس عمل کا تجربہ نیاز متوّلی کو بھی ہوا ہے۔

**[حضرت سیدنا شاہ حمزہ کی ایک غزل کے دو شعر]**

اب حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری برکاتی مارہروی کی ایک دوسری غزل کے دو شعر اور یاد آ گئے ہیں وہ بھی سن لیجیے۔ یہ اشعار اُس غزل کے ہیں جس کو خود شاہ صاحب قدس روحہ نے اپنے وصیت نامے میں بھی درج کیا ہے اور یہ وصیت نامہ حضرت کے دست وقلم کا لکھا ہوا اس وقت مارہرہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ لیکن سوائے فرزندان امین کے کسی کو اُس کی زیارت

نہیں کرائی جاتی۔ اس غزل کی شرح بھی مولانا مولوی عبدالہادی صاحب خلیفہ حضرت سیدنا شاہ آلِ محمد صاحب قادری برکاتی مارہروی نے تصوف میں بڑی دھوم دھام کی لکھی ہے۔ اُس غزل کے دوشعر حسب ذیل ہیں:

وقت آں آمد کہ عزم لامکاں برپا کنم | ایں جہان وآں جہاں را درہم وشیدا کنم
وقت آں آمد کہ از یاران تن باشم جدا | با رفیقان علی آہنگ آں صحرا کنم

غرض کہ حضرت اقدس کی تصنیف وتالیف بے حد ہیں، سب سے قطع نظر کر کے جب مَیں حضرت کی اُس کتابت کو دیکھتا ہوں جو اِس وقت حضرت مرشدی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی حمزائی کے کتب خانے میں ہے تو وہ بھی اس قدر ہے کہ شاید دو کاتب تیز قلم اگر دن رات کتابت کریں تب بھی اس قدر کتابت نہ کرسکیں۔

[سیادت کی تصدیق]

اب ایک واقعہ حضرت کی سیادت کی صداقت کا سنیے:

ایک دن حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ علامہ دولت آبادی کی 'مناقب السادات' ملاحظہ فرما رہے تھے اُس میں تحریر ہے کہ سید جس کا نسب بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے واسطے سے حضور سرورِ عالم ﷺ تک پہنچتا ہے وہ ناجی ہے۔ اس وقت حضرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ نسب ظنی ہے، نہ معلوم میرا نسب وہاں تک پہنچا ہے یا نہیں؟ یہ خطرہ اس قدر محیط ہوا کہ باقی تمام دن بلکہ نصف رات تک رہا۔ بعد نماز تہجد عالم بیداری میں حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے دیکھا کہ جس حجرے میں مَیں ہوں اُس حجرے کی چوکھٹ پکڑے ایک مرد اور ایک بی بی کھڑی ہیں، شاہ صاحب قدس سرہٗ متعجب ہوئے تب اُن بزرگ نے فرمایا:

> کیوں متحیر ہوتے ہو؟ ہم تمہارے دادا علی مرتضٰی اور یہ تمہاری دادی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور تم ہمارے فرزند خاص ہو اور ہمارے ساتھ جنت میں ہوگے۔

یہ فرما کر وہ دونوں غائب ہوگئے اور شاہ صاحب قدس سرہٗ کا وہ خطرہ رفع ہوا۔

[علوِمرتبت]

اب دوسرا واقعہ حضرت کے علومراتب کا سنیے۔ 'گلشن ابرار' اور 'آثار احمدی' میں درج ہے کہ:

ایک پشاوری باکمال درویش نے حضرت قدس سرہٗ کوایک درود نذر کیا تھا،حضرت نے اُسے پسند فرما کر رکھ لیا۔اُسی شب کو عالم واقعہ میں مشرف بہ زیارت نبوی ﷺ ہوئے۔حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ''صاحبزادے! اُٹھواور درود شریف پڑھو''،حضرت قدس سرہٗ اُسی وقت بیدار ہوئے،غسل فرمایا عطر ملا،بخور وغیرہ روشن کر کے اُسی درود کو ورد کیا۔ہنوز درود شریف ختم نہ کیا تھا کہ جمال جہاں آرائے نبوی ﷺ نصیب ہوااور حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ نے چشم سر سے زیارت حضور رسالت مآب کی کی۔اُس وقت حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ استادہ ہوگئے اور بقیہ اعداد درود شریف کے تمام کیے۔بعد درود شریف تمام ہونے کے بھی حضرت ﷺ اس قدر وقت تک حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے پاس رہے کہ شاہ صاحب نے دس شعر بھی مناسب وقت تصنیف کر کے حضرت کو سنائے۔حضور ﷺ نے اُن اشعار کو بہت پسند کیا اور تمام دین ودنیا کی نعمتوں سے حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کو مالا مال کر کے حضرت نبی کریم علیہ التحیات والتسلیم تشریف لے گئے۔

[مخصوص اسرارِ خاندانی]

وہ مؤثر درود شریف مع اُن اشعار کے اُسی اثر کے ساتھ مارہرہ مقدسہ میں حضرت مرشدی سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب مدظلہ وحضرت مرشدی حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب مدظلہ سجادہ نشینان درگاہ عالیہ برکاتیہ کے دعا خانوں میں اِس وقت تک موجود ہےاور حضرت شاہ صاحب قدس روحہ کی وصیت کے بموجب سوائے فرزندان امین کے کسی کو تعلیم نہیں کیا جاتا ہے۔گویا درود شریف اسرار خاندانی میں ہےاس کے سوااور بھی بہت سے اسرار خاندانی ہیں جو کسی مرید یا متوسل کو تعلیم نہیں کیے جاتے ہیں،صرف فرزندانِ امین ہی اُس کے مستحق سمجھے گئے ہیں،ایسے تمام اسرار حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے ایک کتاب میں تحریر کر دیے ہیں جو'اسرار خاندانی' کے نام سے موسوم ہےاورنہایت محفوظ طریقے سے فرزندانِ امین کے پاس رہتی ہے۔

[حضرت شاہ مدار کا خصوصی عطیہ]

ایک مرتبہ حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ نے ۱۱۵۶ھ[۴۴-۱۷۴۳ء] میں اپنے وطن بلگرام کو جانے کا قصد کیا،حضرت کے والد ماجد سیدنا شاہ ابوالبرکات آل محمد صاحب قدس سرہٗ نے حکم دیا کہ''مکن پور میں حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ کی فاتحہ پڑھتے ہوئے جانا''۔

تب حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ والد ماجد کے ارشاد کے بموجب مکن پور میں حضرت مدار صاحب قدس سرہٗ کے مزار مقدس پر حاضر ہوئے، اُس وقت حضرت مدار صاحب مزار مقدس سے باہر تشریف لائے اور دعائے بشمخ اپنی زبان مبارک سے حضرت شاہ صاحب مارہروی کو تعلیم فرمائی۔

یہ دعا نہایت مؤثر ہے اور مارہرہ مقدسہ میں سجادہ نشینان صاحبان کے دعا خانوں میں اِس وقت تک موجود ہے۔

**[نواب آصف الدولہ کی مارہرہ شریف حاضری]**

۱۱۸۸ھ [۷۵-۱۷۷۴ء] میں جب بعہد عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ دہلی خلف عالمگیر ثانی نواب آصف الدولہ بہادر لکھنؤ کی وزارت پر مامور ہوئے تب اُنہوں نے اطراف لکھنؤ میں حضرت شاہ صاحب مارہروی قدس سرہٗ کے تصرفات اور کمالات سنے اور شاہ دہلی اور نواب فرخ آباد کو اس گھرانے کا معتقد دیکھا تو اُن کو بھی قدم بوسی کا شوق پیدا ہوا اور ابتداءً اُنہوں نے اپنے ایک مصاحب خاص خواجہ الماس علی خان کو مارہرہ بھیجا اور اجازت حاضری کی چاہی۔ شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اِس شعر کے ہم مضمون جواب دیا:

ہمارے خانۂ ویراں میں جب چاہو چلے آؤ
فقیروں کا سا تکیہ ہے نہ یاں در ہے نہ درباں ہے

حضرت قدس سرہٗ نے اپنی عادت کے موافق خواجہ صاحب کی بیروں سے مدارات کی اور قسم قسم کے بیر اُن کے تواضع کیے۔ ایک قسم کے بیروں کو اُنہوں نے پسند کر کے حضرت سے اُس کے تخم طلب کیے، حضرت نے وہ تخم بھی عنایت فرمائے۔ خواجہ صاحب کے وہ پسندیدہ بیر خواجہ صاحب کے نام کے ساتھ ایسے منسوب ہوئے کہ آج تک مارہرہ میں اُن کی نسل ''الماس پسند بیر'' کہلاتی ہے۔

قصہ مختصر خواجہ صاحب نے لکھنؤ پہنچ کر نواب صاحب سے حضرت کے کشف و کمالات کی تعریف کی، تب نواب آصف الدولہ بہادر مارہرہ حاضر ہوئے اور قدم بوس ہو کر دینی برکات حاصل کیں۔ حضور والا نے کمال مہربانی فرمائی اور نواب صاحب موصوف کو اُس مہرۂ سنگ کی زیارت کرائی جو حضرت مرتضوی کی ایک کرامت کا نمونہ ہے اور تبرکات مارہرہ میں اِس وقت تک

موجود ہے۔ نواب صاحب نے اُس وقت یہ آرزو ظاہر کی کہ ''اگر حضور مناسب خیال کریں تو اس مہرۂ سنگ کی خدمت اس خادم کے سپرد کی جاوے اور اِس کی بابت جو کچھ ارشاد عالی ہو غلام اُس کی بجا آوری کو حاضر ہے''۔ حضور نے فرمایا ''یہ ہمارے اسلاف کی یادگار ہے پھر بھلا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی ایک یادگار آپ کو دے دیں''۔ اس وقت نواب صاحب ممدوح کے ہاتھ میں ایک نہایت نفیس بٹوہ تھا، وہ بٹوہ اُنہوں نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کی نذر کیا اور عرض کیا کہ حضور میری خواہش ہے کہ یہ مہرۂ سنگ اس بٹوے میں رہا کرے اور اس طرح مَیں اس کی خدمت میں شریک کرلیا جاؤں۔ حضور اقدس نے یہ درخواست نواب صاحب کی منظور فرمائی چنانچہ اِس وقت تک وہ مہرۂ سنگ نواب آصف الدولہ بہادر کے اُسی بٹوے میں رہتا ہے۔

**[نواب آصف الدولہ کی جانب سے وقف]**

غرض کہ نواب موصوف اس قدم بوسی کے بعد مارہرہ سے لکھنؤ کو نہایت محظوظ واپس گئے، لکھنؤ واپس پہنچ کر نواب صاحب موصوف نے شاہ عالم بادشاہ دہلی کے حضور میں تحریک کی کہ:

(۱) حمزہ نگر بھسوڑہ پرگنہ بلرام (۲) رسول پور رحمت مور پرگنہ بلرام (۳) واحد پور پرگنہ بلرام (۴) صورت پور پرگنہ مارہرہ (۵) اسلام پور پیلی پرگنہ مارہرہ۔ یہ پانچ مواضعات درگاہ عالیہ برکاتیہ کے لیے وقف کر دیے جائیں۔ اس کی منظوری ۱۱۹۸ھ [۸۴-۱۷۸۳ء] میں بادشاہ کے حضور سے ہوگئی، پس یہ مواضعات بغرض آستانہ عالیہ برکاتیہ وقف کیے گئے اور حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کے خلف اکبر سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ اس جائداد کے متولی قرار پائے۔ اس کے بعد شاہ عالم بادشاہ کے حضور سے اس آستانے کے اوقاف میں پانچ مواضعات مندرجہ ذیل کا اور اضافہ کیا گیا:

(۱) سلح پور پرگنہ مارہرہ (۲) ترور پور پرگنہ مارہرہ (۳) تتار پور پرگنہ بلرام (۴) نگلہ کسیا پرگنہ مارہرہ (۵) تتار پور پرگنہ مارہرہ۔

ان مواضعات کی تولیت سرکار خرد مارہرہ کے صاحبزادگان کو اس طرح سپرد ہوئی کہ نمبر ۱، ۲، ۳ کے متولی حضرت شاہ سوندھا صاحب خلف اصغر حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ اور نمبر ۴ کے متولی حضرت شاہ بھکاری صاحب (نبیرۂ حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ) اور نمبر ۵ کے متولی صاحبزادہ سید علی رضا صاحب مقرر ہوئے۔ ان حضرات کے یکے بعد دیگرے ان کی اولاد متولی

ہوتی رہی۔اب سنتا ہوں کہ بعض صاحبزادگان سرکار خورد مارہرہ نے ان مواضعات میں سے بعض مواضعات کو نافہمی سے آل تمغائی وقف تصور کر کے اور خود کو اُس کا مالک مطلق خیال کر کے زائد از اختیار فروخت بھی کر لیا ہے۔ جہاں تک دریافت ہوا ہے آستانے کی کسی جائداد کی نسبت کسی متولی صاحب کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اُس کو فروخت کر سکیں۔اب خدا سے دعا ہے کہ آستانہ عالیہ کی بقیہ جائداد ہمیشہ ہمیشہ قائم اور برقرار رہے۔

**[وصال اور مزارِ مبارک]**

حضرت شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کا وصال چودھویں محرم ۱۱۹۸ھ [۱۷۸۳ء] کو ہوا۔ درگاہِ برکاتیہ مارہرہ کے اندر پتھر کی ایک خوشنما سہ دری کے نیچے مزار مبارک واقع ہے۔

**[اولادِ امجاد]**

وصال کے وقت حضرت قدس سرہٗ نے تین صاحبزادے چھوڑے۔

**بڑے:** شمس العارفین سراج السالکین حضرت سید شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ ۔جن کے ایک صاحبزادے سائیں میاں تھے جو صغیر سنی میں جنت المعلیٰ کو تشریف لے گئے۔اب حضرت قدس سرہٗ کی صلبی اولاد نہیں ہے، حضرت کے حقیقی بھائی کی اولاد ہے، سلسلۂ بیعت حضرت کے خلفا سے جاری ہے۔آپ کے خلیفہ اجل، آپ کے برادر زادے حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب مارہروی قدس سرہٗ العزیز ہیں جن کو حضرت نے اپنی حیات میں اپنا جانشین بنا دیا تھا، اُن سے اور دیگر خلفا سے حضرت کا سلسلۂ بیعت جاری ہے۔حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ کا حال اِس کتاب میں مفصل درج کیا جاوے گا۔

**منجھلے:** حضرت مجمع الحسنات سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ ۔جن کی اولاد اِس وقت تک بفضلہٖ مارہرہ میں موجود ہے اور سلسلۂ بیعت جاری ہے۔ان حضرت کا حال اور اُن کی اولاد کے حالات اس کتاب میں مفصل درج ہوں گے۔

**چھوٹے:** حضرت سید شاہ آل حسین صاحب سچے میاں۔ان حضرت کے گھر میں کوئی سجادہ نہیں ہے، اولاد اس وقت آرہ ضلع کوانٹہ میں موجود ہے، اِس وقت حضرت کی اولاد میں نواب محمد اکبر خان صاحب ایک مشہور رئیس اپنے علاقے آرہ میں ہیں۔

## [شمس مارہرہ حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ]

حضرت شمس العارفین سیدنا شاہ محمد شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کے حالات اور کشف وکرامات [ملاحظہ ہو۔]

غزل بمدح حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز جو نیاز مند متوّلی بدایونی نے بطور شکر یہ اُس وقت عرض کی تھی جس وقت حضرت پیرومرشد سیدنا شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ مارہرہ) نے اُس کو دستار متبرکہ غوثیہ سے سرفراز فرمایا تھا۔

### غزل

زمیں سے عرش اعظم تک ہے شہرت آلِ احمد کی
کلام اللہ میں آئی ہے مدحت آلِ احمد کی

خدائی میں خدا کی بادشاہی میں محمد کی
جدھر دیکھو اُدھر بجتی ہے نوبت آلِ احمد کی

خدا کے برگزیدہ پیشوا ساری خدائی کے
نہ ہو پھر کیوں خدائی بھر میں عزت آلِ احمد کی

ولی ابن ولی ابن ولی لاریب ہیں حضرت
مسلم ہے زمانے میں ولایت آلِ احمد کی

خوشا قسمت کہ جس دن سے مرقع ہاتھ آیا ہے
مجھے حاصل ہے گھر بیٹھے زیارت آلِ احمد کی

شبیہ شبر و شبیر ہیں تصویر حیدر ہیں
سراپا غوث الاعظم کا ہے صورت آلِ احمد کی

یہ وہ داتا ہیں سائل ان سے جو مانگے وہ پاتا ہے
کہیں بڑھ کر ہے حاتم سے سخاوت آلِ احمد کی

خدا شاہد ہے مَیں نے اِن سے جو چاہا وہی پایا
نوازش مجھ پہ ہے کچھ خاص حضرت آلِ احمد کی

کفیل اپنے ہیں جب اچھے میاں تو مجھ کو کیا کھٹکا
کفالت مَیں ہوں میں حضرت سلامت آلِ احمد کی

کہاں دستار حضرت غوث الاعظم اور کہاں بندہ
مگر دولت ملی ہے یہ بدولت آلِ احمد کی

برا ہوں یا بھلا اچھے میاں کا نام لیوا ہوں
ہوئی ہے یہ سرفرازی بہ برکت آلِ احمد کی

غلامِ احمد نوری ہوں خدمت گار مہدی ہوں
تعجب کیا ہے گر ہے مجھ پہ شفقت آلِ احمد کی

مرے مخدوم ہیں حاجی میاں ☆مَیں اُن کا اک خادم
سمجھتا اُن کی خدمت کو ہوں خدمت آلِ احمد کی

---

☆ یہ اشارہ ہے حضرت حافظ حاجی سیدنا شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ مارہرہ مقدسہ کی طرف کہ متوّلی کو جو کچھ عزت وآبرو ملی اُنہیں کی جوتیاں اُٹھانے کا طفیل ہے۔ دستار غوثیہ بھی اُنہیں کا عطیہ ہے۔ حضرت حاجی میاں صاحب موصوف مارہرہ کیا مَیں تو کہتا ہوں ہندوستان میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں۔ علم جفر اور رمل اور فن تکسیر میں حضرت صاحب کو جیسی دستگاہ حاصل ہے اُس کی نظیر ہندوستان میں مشکل سے ملے گی۔ اس کے علاوہ جو کچھ زبان مبارک سے فرمادیتے ہیں وہ ہو کے رہتا ہے۔ مفصل حالات حضرت کے ان شاء اللہ کسی موقع مناسب پر بیان کیے جائیں گے۔

| | |
|---|---|
| یہ ہیں فرزند اولادِ رسول اور آل حیدر ہیں | انہیں میراث میں پہنچی ہے سیرت آلِ احمد کی |
| جسے کینہ ہے اِن سے اُس کو کینہ ہے پیمبر سے | رسول اللہ کی اُلفت ہے اُلفت آلِ احمد کی |
| عقیدے میں مرے اِن کی محبت جزوِ ایماں ہے | اطاعت اِن کی ہے گویا اطاعت آلِ احمد کی |
| یہ سب عزت انہیں کی کفش برداری کا صدقہ ہے | نوازش ان کی ہے گویا عنایت آلِ احمد کی |

طفیلؔ ان کا طفیلی ہو کے پہنچا شاہِ جیلاں تک
جناب غوث کی بیعت ہے بیعت آلِ احمد کی

**[ولادت اور بشارت کا ظہور]**

حضور اقدس [اچھے میاں قدس سرہٗ] اٹھائیس رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ [۱۷۴۷ء] کو بمقام مارہرہ پیدا ہوئے، اُس وقت حضرت کی دادی بقید حیات تھیں، اُنہوں نے پیدا ہوتے ہی حضرت صاحب البرکات کا وہ خرقۂ مبارک جو بہ ایمائے حضرت غوث پاک اُن کے پاس ان کے پہنانے کو امانت رکھا تھا ان کے گلے میں ڈالا اور حضرت صاحب البرکات کے فرمان کے بموجب ’آل احمد اچھے میاں‘ آپ کا نام رکھا۔ حضرت کی دادی صاحبہ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ ’’یہ بچہ ہمارے خاندان کے لیے موجب فخر ہوگا‘‘۔ آپ مادرزاد ولی تھے اور جس طرح حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز حضرت نبی کریم کے مظہر تھے اُسی طرح آپ حضرت غوث الثقلین کے مظہر تھے۔

تعلیم ظاہری و باطنی اپنے والد سے حاصل کی اور اُنہیں سے مثال خلافت حاصل کی۔ آپ کی شادی حضرت سید شاہ غلام علی صاحب بلگرامی کی دختر سے ہوئی، یہ بی بی بھی ایک فرشتہ خصلت بی بی تھیں۔

**[زیارتِ نبوی اور زیارتِ غوثِ اعظم]**

حضرت قدس سرہٗ العزیز کو بارہا چشم سر سے زیارت حضرت نبوی ﷺ و حضرت قطب الکونین غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز و دیگر اولیائے کرام کی ہوئی ہے۔

حضرت اقدس کے برادر زادہ سید شاہ غلام محی الدین صاحب اپنے ملفوظات میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اچھے میاں صاحب سجادہ نشینی کے مکان میں تنہا تشریف رکھتے

تھے، اندر جانے کی کسی کو اجازت نہ تھی۔ ایک خادم دروازے پر بیٹھا تھا، مَیں چھوٹا سا تھا، کھیلتا ہوا دروازے تک گیا اور اندر جانا چاہا، خادم نے مجھ کو روکا، مگر مَیں کب ماننے والا تھا، کواڑ کھول کر جلدی سے اندر گھس گیا، مَیں نے دیکھا کہ حضرت دو بزرگوں سے بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے، مَیں آہستہ آہستہ جا کر پیچھے سے پشت مبارک کو لپٹ گیا، تب حضرت نے منھ پھیر کر دیکھا اور خفگی کے ساتھ کہنے لگے کہ ''کیوں آیا؟'' مَیں نے جواب دیا کہ ''تمہارے کندھوں پر چڑھوں گا''۔ یہ سن کر حضرت ہنسے اور وہ دونوں بزرگ بھی ہنسے، پھر اُن دونوں بزرگوں نے مجھے اپنی طرف کھینچ کر خوب میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور پیار کیا۔ اس کے بعد وہ دونوں بزرگ اُٹھے اور اُن کے ساتھ حضرت اچھے صاحب بھی اُٹھے اور تینوں کوٹھری کے اندر چلے گئے۔

تھوڑے عرصے کے بعد حضرت اچھے صاحب اُس کوٹھری سے برآمد ہوئے اور وہ دونوں صاحب غائب ہو گئے۔ تب مَیں نے حضرت سے دریافت کیا کہ ''آپا جی! وہ دونوں کوٹھری میں سے کدھر کو چلے گئے اور کون تھے؟'' حضرت نے فرمایا کہ ''ایک حضرت غوث الاعظم قدس سرۂ العزیز اور دوسرے سید شاہ جلال صاحب مارہروی قدس سرۂ العزیز تھے، یہ حضرات کبھی کبھی فقیر نوازی فرما کر تشریف لے آتے ہیں اب وہ تشریف لے گئے''۔

**[ایک نایاب کتاب]**

ایک مرتبہ حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرۂ مع اپنے بھائی حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرۂ کے بہار تشریف لے گئے اور خواجہ یحییٰ علی قدس سرۂ کے مزار پر فاتحہ خوانی کو گئے، وہاں سے پالکی میں اپنی قیام گاہ کو واپس جا رہے تھے کہ ایک درویش کو ایک کتاب ہاتھ میں لیے سرراستہ کھڑا پایا، جو یہ کہتے تھے کہ ''آج بہت سخت ضرورت سے یہ کتاب دو روپے میں ہدیہ کرتا ہوں، جو کوئی اس کا خواہش مند ہو خرید لے''۔ حضرت اُس وقت وظیفے میں مشغول تھے، یہ سن کر اُن فقیر کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کتاب اُن کے ہاتھ سے لے کر اپنے روبرو رکھ لی اور دو روپے اُن کو نذر کیے۔ اس کے بعد حضرت نے وظیفے سے فارغ ہو کر اُس کتاب کو کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک غیبی قلمی نسخہ ہے جس میں بہت سی اسرار کی باتیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب اِس خاندان کے اسرار میں سے ہے اور اِس وقت تک حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے لیکن کسی شخص کو سوائے فرزندان امین کے دکھائی نہیں جاتی۔

حضرت کے تصرفات بے حد و لاتعد ہیں جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے تھے وہ ہو کے رہتا تھا۔ کتاب 'آثار احمدی' (مصنفہ شیخ عنایت حسین صاحب) و 'ہدایت الخلوق' (مؤلفہ مولوی محمد افضل صاحب) و 'تنبیہ الخلوق' (مؤلفہ حضرت ذاکر بدایونی) آپ کے حالات اور کشف و کرامات سے مملو ہیں، ان میں سے انتخاب کر کے مَیں صرف دو چار تصرفات کا ذکر کروں گا لیکن اُس سے پہلے حضرت اقدس کی مدح کے کچھ گیت گانا چاہتا ہوں۔

### غزل مدیحہ مصنفہ حضرت تاج الفحول مولانا مولوی عبدالقادر صاحب فقیر بدایونی

شمس و قمر سے بڑھ کر ہے شانِ آل احمد — قربان آل احمد قربانِ آلِ احمد

ہے نور مصطفائی چہرے سے اُن کے ظاہر — ہے نور حق وہ روئے رخشانِ آلِ احمد

روئے زمیں سے لے کر بالائے آسماں تک — مثل قمر ہے روشن برہانِ آلِ احمد

بے شک ہوئے ہیں حاصل دربار احمدی سے — وہ مرتبے کہ تھے جو شایانِ آلِ احمد

ہے ہند کا مدینہ مارہرۂ شریفہ — ہے منبسط جہاں میں فرمانِ آلِ احمد

لے ہند سے عرب تک اک شور پڑ گیا ہے — ظاہر ہوا ہے جب سے عرفانِ آلِ احمد

درگاہ پاک اُن کی ہے منبع عطایا — جاری ہے بحر فیض و احسانِ آلِ احمد

اُس شہر جانفزا کو کیوں کر لکھوں مَیں جنت — فردوس سے ہے بڑھ کر ایوانِ آلِ احمد

اللہ ری شان و شوکت نقشہ یہ بندھ گیا ہے — ہوتا ہے سُن کے عالم حیرانِ آلِ احمد

محبوبیت کا رتبہ حاصل تھا اُن کو بے شک — ہے اولیا میں جاری فیضانِ آلِ احمد

بیشک سرورِ دل ہیں وہ شاہ انبیا کے — آرام غوث اعظم ہے جانِ آلِ احمد

فضل و کرم خدا کا مجھ پر ہوا ہے بیحد — پکڑا ہے مَیں نے دل سے دامانِ آلِ احمد

دنیا کو کیا کرے گا لے کر فقیر تیرا
ہے دو جہاں کا افسر دربانِ آلِ احمد

### غزل احسان

تعالیٰ اللہ عجب عز و علائے آل احمد ہے — فزوں تحریر سے مدح و ثنائے آلِ احمد ہے

قضا ہر وقت اُن کی جنبش ابرو کے تابع ہے — قدر ہر آن خواہانِ رضائے آلِ احمد ہے

شہانِ دہر کو ہے فخر جس کی پائے بوسی سے — وہ شاہِ دو جہاں ادنی گدائے آلِ احمد ہے

لگاتے ہیں بعین شوق عارف دیدۂ دل میں
بصارت بخش باطن خاکپائے آلِ احمد ہے

جسے ہو شوق دید روئے انور شاہ جیلانی
وہ آ دیکھے وہی نور لقائے آلِ احمد ہے

وہی زیر لوائے احمدی بھی حشر کو ہوگا
بھری جس کے دل وجاں میں ولائے آلِ احمد ہے

خجالت سے ہوا ہے پانی پانی ابر نیسانی
جو دیکھی بارش ابر سخائے آلِ احمد ہے

کفِ امید کو بھر دیں گے میرے نقد مطلب سے
فزوں حاتم سے بھی ادنیٰ عطائے آلِ احمد ہے

شرف میں کیوں نہ ہم رتبہ مدینے کے ہو مارہرہ
وہ جائے احمدی ہے اور یہ جائے آلِ احمد ہے

وہ انساں بالیقیں محبوب ہے محبوبِ یزداں کا
یہ دل جو عاشق حسن و ادائے آلِ احمد ہے

محبّ و سید آل رسول اب پیشوا میرا
معین دین احمد اور بجائے آل احمد ہے

ولی ابن ولی ابن ولی جو ذات اطہر ہو
ملا ایسا شرف کس کو سوائے آلِ احمد ہے

علاج درد دل میرا نہ ہوگا کچھ اطبا سے
مجھے بس کافی و شافی دعائے آلِ احمد ہے

نہ لا تو اپنے دل میں خوف روزِ حشر اے احساںؔ
کہ تو دل سے غلام باوفائے آلِ احمد ہے

## غزل ذاکرؔ

شبستانِ طریقت ہے منور آلِ احمد سے
گلستانِ حقیقت ہے معطر آلِ احمد سے

خدا شاہد ہے حاصل اُس نے کر لی بیعت رضواں
ملایا ہاتھ جس نے دستِ اطہر آلِ احمد سے

شفا بخشی مریضوں کو فقط آیہ شفا پڑھ کر
ہوئے اعجاز عیسیٰ ایسے اکثر آلِ احمد سے

ہوئے قائل عدو بھی من رانی کی حقیقت سے
عیاں تھی سر بسر شانِ پیمبر آلِ احمد سے

چھڑایا شیر سے جا کر بیاباں میں مریدوں کو
ہوئی ظاہر کرامت مثل حیدر آلِ احمد سے

بلایا تو درِ اقدس پہ جاؤ شادماں ہوکر
یہی ہے عرض ذاکرؔ کی مکرر آلِ احمد سے

## ایضاً

ارم سے ہے بہت گلزار گلشن آلِ احمد کا
فضائے نہ فلک ہے صحن مسکن آلِ احمد کا

فلک یا لیتنی کنت ترابا کا ہوا قائل
بنا فرش زمیں پر جب سے مدفن آلِ احمد کا

مجھے معلوم کیا ہے بیخودی میں کیا نظر آیا
بسان طور دیکھا بام روشن آلِ احمد کا

ہوئے پیدا ولی وہ بطن مادر سے اسی باعث | کٹا ذکر خدا میں سب لڑکپن آلِ احمد کا
بتوں کے بطن سے آئی صدا ھذا ولی اللہ | نہ کیوں کر رام ہووے ہر برہمن آلِ احمد کا
عجب صلِ علیٰ پُرنور ہے صحرائے مارہرہ | بجا ہے گر کہوں مَیں دشت ایمن آلِ احمد کا
فنون باطنی سے کردیا زندہ حقیقت کو | حقیقت میں تھا اعجوبہ ہر اک فن آلِ احمد کا
کھلائے ہیں نئے گل آپ نے زورِ کرامت سے | کرے کیوں کر نہ ذکر خیر سوسن آلِ احمد کا
حسینانِ جہاں اک پرتوہ ہیں حسن عالی کا | عجب صلِ علیٰ تھا حسنِ احسن آلِ احمد کا
مرید اُن کے حبیب اللہ حبیب اُن کے بہت کامل | جو دشمن ہے خدا کا ہے وہ دشمن آلِ احمد کا
الٰہی یا الٰہی بس یہی دل کی تمنا ہے | زباں پر نام ہوئے وقتِ مردن آلِ احمد کا

بروز حشر جب تک بخشوالیں گے نہ ذاکر کو
کبھی ہرگز نہ چھوڑوں گا مَیں دامن آلِ احمد کا

**[مسئلہ وحدۃ الوجود کی تفہیم]**

اب مختصراً حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے چند تصرفات سنیے۔ صاحب 'آثار احمدی' تحریر کرتے ہیں:

ایک بزرگ بعد تکمیل علوم ظاہری بغرض تحصیل علوم باطنی بغداد شریف پہنچے اور وہاں کے صاحب سجادہ سے عرض کیا کہ "حضرت وحدت وجود کا مسئلہ مجھ کو سمجھا دیں"۔ سجادہ نشین صاحب نے فرمایا کہ "اگر تم اِس مسئلے کی تحقیق کرنا چاہتے ہو تو ہندوستان جاؤ، وہاں آج کل ہمارے گھر کی دولت تقسیم ہو رہی ہے"۔ تب یہ ہندوستان آئے اور مشائخین کے جویا ہوئے۔ لوگوں نے شاہ عبدالعزیز صاحب کو بتا دیا، تب یہ بزرگ دہلی پہنچے اور شاہ صاحب کے وعظ کی محافل میں شریک ہوئے اور شاہ صاحب کا بیان اور اُس کی وسعت اور فصاحت اور بلاغت دیکھ کر سمجھے کہ اب مَیں منزلِ مقصود پر آ گیا۔ اثنائے ملاقات میں شاہ صاحب سے اپنا مدعا بھی بیان کیا۔ شاہ صاحب نے یہ مسئلہ اُن کو ہر طرح سے سمجھایا مگر اُن کی تسکین نہ ہوئی تب شاہ صاحب سمجھ گئے کہ یہ اِس مسئلے کو قالاً سمجھنا نہیں چاہتے بلکہ حالاً چاہتے ہیں۔

آخر شاہ صاحب نے ان کو حکم دیا کہ "تم مارہرہ جاؤ، وہاں ہمارے ایک بھائی حضرت اچھے صاحب ہیں وہ تمہاری تسکین کر دیں گے"۔ لہٰذا یہ مارہرہ پہنچے اور اُس وقت پہنچے جب کہ حضرت

درگاہِ معلٰی سے خانقاہ عالم پناہ کو جارہے تھے۔ اثنائے راہ میں انہوں نے قدم بوسی حاصل کی، حضرت وہیں ٹھہر گئے اور اُن کا حال دریافت کیا، اُنہوں نے مختصراً عرض کیا، جس جگہ حضرت کھڑے تھے وہاں ایک پھونس کا جھونپڑا تھا، آپ نے اُس کے چند تنکے توڑ کر ان کے سر پر ڈال دیے اور فرمایا کہ ''یہ آپ کا خیال ایسا ہے جیسے تنکوں کا پڑنا''۔ پس فوراً ان پر اس مسئلے کی حقیقت منکشف ہوگئی اور وہیں سے اُلٹے پاؤں دہلی کو واپس ہوئے اور شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچ کر سب عرض حال کیا۔ شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ ''اس قدر جلد کیوں واپس آئے؟ تھوڑے دنوں حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر اور کچھ فیض کیوں حاصل نہیں کیا؟'' جواب دیا کہ ''جب کام ہوگیا پھر قیام کی کیا ضرورت تھی جن کو دیتے دیر نہ لگے اُن کو واپس کرتے کیا دیر لگتی۔ اگر واپس کر لیتے تو مَیں کیا کرتا، اس وجہ سے مَیں نے وہاں زیادہ ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا''۔

[شمس مارہرہ کی کرامت]

[مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی] 'تنبیہ الخلوق' میں لکھتے ہیں:

ایک صاحب سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کی غرض سے حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی خواہش ظاہر کی اور اُسی کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ ''حضور! مجھ میں ایک سخت عیب ہے کہ مَیں شراب پیتا ہوں اور یہ مجھ سے چھوٹ نہیں سکتی ہے''۔ حضرت نے فرمایا ''کچھ مضائقہ نہیں، آؤ مرید کریں لیکن ہمارے سامنے کبھی نہ پینا''۔ اُنہوں نے بہت خوشی سے یہ عہد و پیمان کیا اور حضرت نے اُن کو داخل سلسلۂ قادریہ فرما دیا۔ واپسی پر اُنہوں نے اپنی قیام گاہ پہنچ کر حسب معمول بوتل گلاس لے کر شراب پینے کا ارادہ کیا، دیکھا کہ حضرت تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں ''بھائی! اپنا عہد یاد کر کے پینا، مَیں کھڑا ہوں''۔ یہ بے چارے اُس وقت اپنے ارادے سے باز رہے، پھر تھوڑی دیر بعد سوچ کر ایک کمرے کے اندر جا کر اپنا شغل کرنا چاہا، دیکھا کہ حضرت وہاں بھی موجود ہیں اور فرماتے ہیں ''میاں! عہد کے خلاف نہ کرنا میرے سامنے کی نہیں ٹھہری ہے''۔ مجبوراً یہ صاحب پھر اپنے ارادے سے باز رہے، لیکن آدمی تھے ہوشیار، اُس کے بعد جو سوجھی وہ اچھی سوجھی کہ پاخانے میں جا کر اور برہنہ ہو کر اپنے ارادے میں کامیابی حاصل کرنا چاہی، یہ خیال کر کے کہ حضرت ایسی نجس جگہ اور وہ بھی میری برہنگی کی حالت میں کبھی ہرگز ہرگز نہیں آسکتے، پس میرا شغل بھی ہو جائے گا اور عہد شکنی بھی نہ ہوگی۔ جیسے ہی

پاخانے میں اُنہوں نے شراب پینے کا ارادہ کیا دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں ''میاں! مَیں پاخانے میں بھی موجود ہوں، دیکھو عہد کے خلاف نہ کرنا''، تب اُنہوں نے بوتل اور گلاس نادم ہوکر زمین سے مار دیا اور کہنے لگے ''واہ حضور! پاخانے میں بھی پیچھا نہ چھوڑا، اب مَیں توبہ کرتا ہوں آج سے کبھی شراب نہ پیوں گا''۔

## غزل

زہے صل علیٰ وہ عز و شانِ آلِ احمد ہے — بلاشک عرش کے ہمسر مکانِ آلِ احمد ہے
ہے بیشک ذات والا پرتوا ذات محمد کا — فزوں حد بیاں سے عز و شانِ آلِ احمد ہے
نہیں ممکن ہے کچھ اُن کے مراتب مجھ سے ہوں تحریر — خداوند دو عالم قدردانِ آلِ احمد ہے
بجا ہے گر کہوں رضوان کو مَیں باغباں ان کا — بہار ہشت جنت بوستانِ آلِ احمد ہے
بیاں کیا ہو سکے اب مجھ سے اُن کے جود و احساں کا — یہ چرخ چنبری سر پوش خوانِ آلِ احمد ہے
دلا ہے گر تجھے کچھ شوقِ سیرِ عالم لاہوت — تو چڑھنے کے لیے بس نردبانِ آلِ احمد ہے
بلاشک اب وہ انساں ہو گیا مخدوم عالم کا — بجاں جو خاک پائے خاندانِ آلِ احمد ہے
خجل سرو سہی باغ ارم جس کے مقابل ہو — عجب موزوں وہ قد دلستانِ آلِ احمد ہے
یقیں ہے اُس کو جنت میں ملے گا رتبہ علیا — بہ دل جو دوستدارِ دوستانِ آلِ احمد ہے
ہوا ویسا ہی جیسا آپ نے ارشاد فرمایا — عجب معجز نما گویا زبانِ آلِ احمد ہے
لقب ہے خلق میں آلِ رسول احمدی جس کا — مرا مرشد ہے اور وہ جسم و جانِ آلِ احمد ہے
ہوا روشن اُسی کی ذات سے نام ابوالبرکات — وہی لاریب فخر دودمانِ آلِ احمد ہے
وہ ہے قطب زماں اور پیشوا اہل طریقت کا — حقیقت میں وہی نام و نشانِ آلِ احمد ہے
ہوا ہے اُن کو حاصل جو فنا فی الشیخ کا رتبہ — بیاں اس واسطے اُن کا بیانِ آلِ احمد ہے

کرے کیوں کر نہ اب شکر خدائے پاک یہ احساںؔ
زہے قسمت مرید خاندانِ آلِ احمد ہے

**[دوسری کرامت]**

دوسرا واقعہ 'تنبیہ الخلوق' میں مفتی ببر علی صاحب کا نہایت دلچسپ ہے اور وہ یہ ہے کہ:

ایک دن مفتی ببر علی صاحب صغرسنی کے زمانے میں کسی بات پر اپنی ماں سے روٹھ کر گھر سے

چل دیے، اُن کی والدہ جو حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کی مریدہ تھیں اپنے بیٹے کی محبت اور فراق میں پریشان ہوکر دھوپ میں آ بیٹھیں۔ گرمی کا زمانہ تھا ہر چند اُن کو لوگ سمجھاتے تھے کہ دھوپ میں سے اُٹھو مگر ایک نہ سنتی تھیں اور یہی کہے جاتی تھیں کہ ''اچھے میاں میرے ببرا کو جلدی مجھ سے ملا دو''۔ تھوڑی دیر کے بعد اُن کے گاؤں سے ایک گنوار نے آ کر خبر دی کہ ''صاحبزادہ گاؤں میں ہے، ہر چند گاؤں والے سمجھاتے ہیں لیکن گھر کو نہیں آتے''، تب گھر والے اُن کو گاؤں جا کر گھر کو لائے اور اُن کی والدہ کی گھبراہٹ دور ہوئی۔ تھوڑے عرصے کے بعد جب مفتی جی اپنی والدہ کے ہمراہ حضور میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا'' کہو گاؤں میں کتنے دن رہے؟ امسال تمہارے گاؤں میں فصل تو اچھی ہے اور فلاں چاہ جو تمہارے گاؤں میں ہے اور فلاں چوپال جو ہے وہ اچھے موقع پر ہے''، گویا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی جی کو ڈھونڈتے ہوئے گاؤں میں پہنچے تھے اور حضرت نے سرسری طور پر اُس گاؤں کو مشاہدہ کیا تھا۔ پھر ہدایت کی کہ والدہ سے کبھی اس طرح لڑ کر کہیں نہ جانا ہم کو تمہارے ڈھونڈھنے کی خاطر جانا پڑتا ہے۔

**[ تیسری کرامت ]**

اور سنیے' آثار احمدی' میں شیخ عنایت حسین صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

مارہرہ کے ایک کنبوہ صاحب حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے مرید تھے، اُن کے صاحبزادے انتہا کے بدذہن اور بدشوق اور کھلاڑی تھے، تعلیم سے جی چرایا کرتے تھے، والد جس قدر اُن کی تعلیم میں زیادہ کوشش کرتے تھے اُسی قدر وہ اُس سے بھاگتے تھے۔ ایک دن اُن کے والد نے ذرا زیادہ تنبیہ کی اور سخت وسست کہا، وہ گھر سے بھاگ گئے، پھر بڑی تلاش سے پکڑ آئے، تب وہ کنبوہ صاحب اُن صاحبزادے کو لے کر حضرت مرشد اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''بندہ زادہ انتہا کا بدذہن اور بدشوق اور کھلاڑی ہے، کسی طرح نہیں پڑھتا، آپ دعا فرمادیں''۔ حضرت نے فرمایا'' شیخ جی! تم کیا کہتے ہو، یہ تو ایک دن دستار فضیلت باندھے گا اور اپنے زمانے کا بڑا مولوی ہوگا''۔ چنانچہ حضرت کے اس فرمانے کا یہ اثر ہوا کہ یہ صاحبزادہ گھر جاتے ہی کھانا پینا سب بھول گیا سوائے کتاب کے کوئی دوسرا شغل نہ رہا، یہاں تک کہ جو کتاب دیکھنا شروع کرتے تھے اُس کے مطالب بلاکسی اُستاذ کے خود بخود ان پر کھل جاتے تھے۔ چند دنوں میں بلا استمداد کسی کے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ پر عبور حاصل ہو گیا اُس کے بعد دستارِ

فضیلت سے سرفراز ہوئے اور اپنے زمانے کے فاضلوں میں شمار ہوئے۔

ان صاحبزادے کا نام مولوی بزرگ علی ہے جو کلکتہ میں دارالعلوم کے افسر تھے اور اُس کے بعد ایک عرصے تک صدر الصدور رہے۔ مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم (جنہوں نے 'الکلام المبین' اور 'خدا کی رحمت' وغیرہ تصنیف کی ہے) انہیں مولوی صاحب کے شاگرد تھے۔ اِن کے علاوہ اور بھی بہت سے شاگرد اِن مولوی بزرگ علی صاحب کے اپنے اپنے وقت کے مشہور مولوی ہوئے ہیں۔

خداوندا برائے آلِ احمد نصیبم کن ولائے آل احمد

**[شمس مارہرہ کا انداز تربیت]**

مولوی حاجی کمال الدین صاحب منصف صدیقی متولی بدایونی کے ماموں شیخ خلق محمد صاحب ایک مرتبہ حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے مہمان ہوئے۔ اُس دن حضرت کے یہاں رس کھیر تیار ہوئی تھی، ان کو بھی آئی، انہوں نے نہ کھائی اور دل میں کہا ''مجھے تو حضرت نے آج بھوکا مارا، اِس لیے کہ مَیں رس کھیر بھی نہیں کھاتا ہوں''۔ ساتھیوں نے ہر چند کہا کہ ''میاں! کھالو دن بھر فاقے سے رہو گے''، مگر انہوں نے نہ کھائی۔ اُس کے تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوئے، اُس وقت حضرت مرشد اعلیٰ نے ایک خادم سے فرمایا ''شیخ خلق محمد بھوکے ہیں اِن کے لیے کھانا لاؤ''، تب ان کے لیے روٹی اور گوشت آیا، انہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

دو تین دن کے بعد جب اجازت رخصت کی چاہی حضرت نے دریافت فرمایا ''کس راستے سے جاؤ گے؟'' شیخ صاحب نے عرض کیا کہ ''شاہ رمضان مرحوم سے مجھے کمال اتحاد تھا موضع سہاور ہو کر اُن کے صاحبزادے صاحب سے ملتا ہوا بدایوں جاؤں گا''۔ حضرت نے فرمایا:

> اچھا اجازت ہے جاؤ، مگر ماحضر جو کچھ آئے کھالینا انکار نہ کرنا۔ فقیر کا گھر کوئی امیر کا باورچی خانہ نہیں ہوتا ہے، رس کھیر کی طرح کبھی کسی چیز کو یہ نہ کہنا کہ مَیں نہیں کھاتا ہوں، خدا کی نعمت کا شکر یہ نہیں کرتے ناشکری کرتے ہو، یہاں بہ عنایت الٰہی ہر چیز موجود ہے تم نے کھیر نہ کھائی مَیں نے روٹی کھلا دی، سہاور میں بھی اگر اسی طرح کسی کھانے سے انکار ہوا تو وہ غریب فوراً تمہارے مرغوب کھانا کہاں سے لائیں گے؟

یہ ہدایت فرما کر رخصت کیا، اُس دن سے شیخ صاحب نے توبہ کی اور پھر کبھی کسی کھانے کو یہ نہ کہا کہ مَیں نہیں کھاتا ہوں جو کچھ سامنے آیا خدا کا شکر کر کے کھالیا۔

**[تصنیف وتالیف]**

ایک ضخیم کتاب 'آئین احمدی' آپ کی تصنیف سے ہے جو چھتیس بڑی بڑی جلدوں میں منقسم ہے اور جس میں اعمال واوراد واشغال واذکار اور اسرار وغیرہ حضرت نے تحریر فرمائے ہیں۔ان میں سے چار جلدیں خود حضرت کے دست اقدس کی لکھی ہوئی اِس وقت مارہرہ میں حضرت حافظ حاجی سید شاہ اسماعیل حسن صاحب مدظلہ کے کتب خانے میں موجود ہیں اور اس کے سوا چار جلد حضرت مولانا مولوی عبدالمقتدر صاحب قادری بدایونی کے کتب خانے میں ہیں، بقیہ جلدوں کا پتہ نہیں۔

اِن جلدوں میں بہت سے نصائح مریدین کے لیے قلم بند کیے گئے ہیں۔حضرت کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ سے کچھ اونچی ہے۔مفصل فہرست حضرت کے قلم خاص کی تحریر کی ہوئی اِس وقت مارہرہ کے کتب خانۂ اسماعیلیہ میں موجود ہے۔

**[خلفائے شمس مارہرہ]**

چند خلفائے اجل علاوہ خاندانی صاحبزادوں کے حسب ذیل ہیں:

[۱] حضرت مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب بدایونی قدس سرہٗ ۔جن کا سجادہ اِس وقت تک بفضلہٖ بدایوں میں ہے۔

[۲] میاں غلام نقشبند خان صاحب دہلوی قدس سرہٗ

[۳] میاں شاہ بےفکر صاحب بدایونی قدس سرہٗ

[۴] منجھلے عبادت اللہ صاحب بدایونی

[۵] حضرت شاہ نیاز احمد صاحب قادری چشتی فخری احمدی بریلوی

[۶] حضرت شاہ عبداللہ صاحب صحرائی

[۷] منشی محمد ذوالفقارالدین صاحب شہید

[۸] شیخ محمد مبارزالدین حیدر صاحب

[۹] حضرت شیخ عبدالصمد صاحب متولی (جد مؤلف)

[۱۰] میاں حبیب اللہ شاہ صاحب کابلی

[۱۱] حضرت خواجہ شاہ ذکراللہ بالخیر فرشوری بدایونی

[۱۲] حضرت قاضی عبدالسلام صاحب عباسی بدایونی (مصنف تفسیر زادآخرت)

[۱۳] مولوی شاہ نظام الدین صاحب عباسی

[۱۴] میاں جی عبدالملک صاحب بدایونی

[۱۵] حضرت شاہ فضل غوث صاحب بریلوی

[۱۶] حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ صاحب کانپوری

[۱۷] حضرت شاہباز گل صاحب

[۱۸] حضرت شاہ عبدالقادر صاحب داغستانی

[۱۹] حضرت شاہ شمس الحق صاحب

[۲۰] حضرت شاہ غلام غوث صاحب بدایونی

[۲۱] میاں شاہ لطف علی شاہ صاحب

**[واقعۂ بیعت حضور شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی]**

اِن حضرات میں حضرت مولوی محمد عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ العزیز کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کا واقعہ نہایت دلچسپ ہے۔

حضرت مولوی صاحب قدس سرہٗ ایک عرصے سے اپنے لیے پیر کے متلاشی تھے لیکن کسی پر عقیدہ نہ جمتا تھا، کسی نے حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ کا نام بتا دیا۔ مولوی صاحب مارہرہ پہنچے اور کچھ دنوں تک حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر رہے لیکن آخر کار وہاں بھی وہی مضمون رہا اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ ''یہ سب کھانے کمانے کے ڈھکوسلے ہیں، بندہ ایسی فقیری کا قائل نہیں''۔ بالآخر وہاں سے اپنے وطن بدایوں کو روانہ ہوئے۔ قریب بدایوں متصل آستانہ حضرت سلطان العارفین شیخ شاہی حسن رسن تاب قدس سرہٗ پہنچ کر اُنہوں نے دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم و شیخ شاہی قدس سرہما تشریف لائے اور مولوی صاحب سے فرمایا کہ:

**عبدالمجید! ساری دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو گے تب بھی سید آل احمد سے اچھا پیر نہ ملے گا، ابھی واپس جاؤ اور سید آل احمد کے مرید ہو۔**

تب مولوی صاحب وہیں سے اُلٹے پاؤں مارہرہ کو گئے اور شرفِ قدم بوسی حاصل کرنے کے بعد

خواہش بیعت کی کی۔حضرت نے فرمایا ''میاں! تم مولوی ہو مرید ہوکر کیا کرو گے؟ یہ تو کمانے کھانے کے ڈھکوسلے ہیں''۔تب مولوی صاحب قدموں پر گر پڑے اور اپنے قصور کی معافی چاہی، حضرت نے اس وقت مولوی صاحب کو داخل سلسلہ قادریہ فرمایا اور مثال خلافت اور خرقہ خلافت سے بھی سرفراز کیا اور فرمایا کہ:

**تم راستے میں تھے کہ حضرت پیر دستگیر تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ مولوی عبدالمجید آتے ہیں تم اُن کو مرید کرواور مثال خلافت دو۔**

**[حضرت شاہ عین الحق پر شمس مارہرہ کی عنایت خاص]**

اس واقعے کو خود حضرت اچھے صاحب نے اپنی کتاب 'آئین احمدی' میں تحریر کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

**مولوی عبدالمجید پر حضرت غوث الثقلین وحضرت شیخ شاہی بدایونی کی نظر خاص ہے جو اسرار خاندانی ہمارے سلسلے کے ایسے ہیں کہ کبھی کسی مخصوص سے مخصوص مرید اور خلیفہ کو بھی سوائے فرزندان امین کے تعلیم نہیں دیے گئے اُن کی نسبت بھی مجھ سے حضرت غوث پاک کا ارشاد ہوا کہ وہ سب کے سب مولوی عبدالمجید کو تعلیم کردواور مَیں نے وہ سب کی سب مولوی صاحب کو تعلیم کردیے۔**

ایک مرتبہ حضرت مولانا موصوف [شاہ عین الحق قادری] کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ''حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدایونی دہلوی نے فرمایا تھا کہ اگر قیامت کے دن مجھ سے پوچھا گیا کہ نظام الدین! میرے لیے دُنیا سے کیا لائے ہو تو مَیں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ☆ کو خدا کے حضور میں پیش کروں گا کہ اے خدا تیرے لیے یہ تحفہ لایا ہوں''۔اس قدر ارشاد کرنے کے بعد حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

**اگر اسی طرح آل احمد سے بھی سوال ہوا تو آل احمد مولوی عبدالمجید بدایونی کو خدا کی جناب میں پیش کرے گا۔**

اس کے بعد اپنے تمام مریدین اور خلفا کو (جو اس وقت حاضر حضور تھے) مخاطب کر کے کہا کہ سن لو:

**جو مولوی عبدالمجید اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دوست رکھے گا وہ مجھے اور**

---

☆ یہاں مصنف سے سہو ہوا ہے، مشہور روایت کے مطابق حضور محبوب الٰہی نے یہ بات حضرت امیر خسرو کے بارے میں فرمائی تھی۔عبدالعلیم مجیدی۔

**حضرت غوث پاک اور حضرت رسول مقبول ﷺ کو دوست رکھے گا اور جس نے اُن سے اور اُن کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے عناد رکھا، اُس نے مجھ سے اور میرے پیرانِ طریقت سے عناد رکھا۔ پس جو شخص مولوی عبدالمجید اور اُن کے گھر سے بیزار ہے آل احمد اور آل احمد کے پیرانِ طریقت اُس سے بیزار ہیں، لہٰذا مولوی عبدالمجید کا اور اُن کے گھر کا مخالف قیامت کے دن آل احمد اور اُس کے پیرانِ سلسلہ سے کسی قسم کی دستگیری کی اُمید نہ رکھے۔**

اس قسم کے نصائح حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ نے کتاب 'آئین احمدی' میں درج کیے ہیں۔ پس کہاں ہیں وہ لوگ جو حضرت اچھے صاحب کے سلسلے میں داخل ہیں اور آل رسولی اور ابوالحسینی اور مہدوی اور ظہور حسینی وغیرہ وغیرہ کہلاتے اور اپنے کو انتہا کا ذاکر اور شاغل ظاہر کرتے ہیں اور حضرت خاتم الاولیا مولانا مولوی عبدالمجید صاحب قادری اور اُن کے سجادہ نشین اور جانشین کے جانشین سے بغض وعناد رکھتے ہیں وہ لوگ حضرت اچھے صاحب کے مذکورہ بالا فرمان کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں کہ کیا ایسی حالت میں کوئی صاحب آل رسولی وغیرہ کہے جانے کے جائز طور پر مستحق ہو سکتے ہیں؟!۔

**[درگاہ مجیدیہ میں مصنف کتاب کا رجوع]**

اپنی تو مَیں کہتا ہوں کہ مَیں بھی ابوالحسینی سلسلے کا مرید ہوں اور مجھ کو بھی حضرت مولانا شاہ محمد عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ کے جانشین صاحب سے عناد اور بغض تھا، جس وقت حضرت اچھے صاحب کا یہ فرمان سنا توبہ کر کے فوراً حاضر آستانہ مجیدی ہوا اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالمقتدر صاحب قادری مجیدی بدایونی سجادہ نشین آستانۂ مجیدیہ کے حضور میں اپنے قصور پر نادم ہو کر معافی چاہی۔ حضرت [مولانا شاہ عبدالمقتدر] نے اپنی شان رحمت سے گنہگار متوکّل کی تقصیر معاف کر دی۔ اُس سے پہلے مَیں حضرات سلسلہ کو ہر مصیبت کے وقت پکارتا تھا لیکن کچھ فلاح نہ ہوتی تھی، اب جس مصیبت اور مشکل میں اپنے پیرانِ سلسلہ کو یاد کرتا ہوں اور اُن کا توسل پکڑتا ہوں فوراً تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور یہ سب حضرت اچھے صاحب کی مہربانی اور نظر عنایت کا طفیل ہے۔ طفیلؔ نے حضرت مولانا [شاہ عبدالمقتدر بدایونی] کے حضور میں ایک تحریری عرض داشت بغرض معافی قصور بھی بطور نظم پیش کی تھی جو حسب ذیل ہے:

## نظم

خدا کا شکر ہے مَیں داخلِ ثواب ہوا — کہ بارگاہِ مجیدی میں باریاب ہوا
بہ دستگیری ستار☆ اُس جگہ پہنچا — جہاں سے ایک زمانہ ہے فیضیاب ہوا
رسائی اپنی جو درگاہ قادری میں ہوئی — تو قادری متوؔلی میرا خطاب ہوا
غلام مولوی عبدالمجید صاحب☆☆ کا — یہ خاکسار بہ فیضِ ابو تراب ہوا
ہوا شمول غلامانِ عبد قادر میں — کرم خدا کا جو بندے پہ بے حساب ہوا
نظر پڑا جو مریدان قادری کا عروج — حسد کی آگ میں جل کر عدو کباب ہوا
بہت سے غوث ہوئے یوں تو غوث پاک کے بعد — مگر کہاں میرے ممدوح کا جواب ہوا
نگاہِ قہر سے تم دیکھ لو جسے حضرت — وہ کوچہ کوچہ بھٹکتا پھرے خراب ہوا
معاف ہو متوؔلی غلام کی تقصیر — حضور ہے وہ ندامت سے آب آب ہوا
معاف کیجیے اچھے میاں کے صدقے میں — قصور اِس سے جو سرزد ہوا جناب ہوا
یہ بندۂ متوؔلی بھی اب بہ فضل رسول — خدا کا شکر ہے ذرے سے آفتاب ہوا

### [واقعہ بیعت شاہ بےفکر بدایونی]

حضرت شاہ بےفکر صاحب قدس سرہٗ کے مرید ہونے کے حالات بھی خالی از دلچسپی نہیں ہیں، جن کو مَیں نے 'ہدایت الخلوق' (مؤلفہ مولوی محمد افضل صاحب) سے منتخب کیا ہے۔

اوائل میں یہ صاحب مفتی عبدالغنی صاحب کے خدمت گار تھے۔ ایک مرتبہ اُنہیں کے ساتھ مارہرہ گئے اور حاضر حضور ہوئے، اُس وقت ان کو خیال پیدا ہوا کہ مَیں بھی حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ کا مرید ہو جاتا تو نہایت مناسب ہوتا۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز اُن کے اِس خیال پر بذریعہ کشف کے مطلع ہو گئے اور حکم دیا کہ ''ادھر آؤ، مَیں تم کو مرید کروں''، اُنہوں نے عرض کیا کہ ''حضور! مَیں مفتی جی کی جوتیوں کا اُٹھانے والا، مَیں کیا مرید ہوؤں گا؟''۔ فرمایا کہ''

---

☆ اشارہ ہے مخدومی مولوی ستار بخش صاحب قادری رئیس بدایوں کے طرف جن کی وساطت سے متوؔلی حضرت مولانا مولوی عبدالمقتدر صاحب مدظلہ کے حضور میں بغرض معافی قصور حاضر ہوا تھا۔

☆☆ حضرت مولانا موصوف قدس سرہٗ بدایوں میں بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ اس وقت تک مزار شریف سے فیض جاری ہے۔ متولی کے دادا حکیم نیاز احمد صاحب مرحوم مغفور رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مولانا ہی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

آج سے مفتی جی تمہاری جوتیاں اُٹھایا کریں گے''۔ یہ فرما کر حضرت نے اُن کو داخل سلسلہ قادریہ کر دیا اور اُسی وقت اپنا خرقۂ مبارک پہنا کر کلاہ شریف بھی سر پر رکھ دی اور کہا کہ ''ہم نے تم کو اپنا خلیفہ بھی کیا''، اُس دن سے یہ حالت ہوئی کہ شاہ صاحب قدس سرہٗ رات کو سوتے تھے اور مفتی جی رات رات بھر اُن کی جوتیاں لیے کھڑے رہتے تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ ''جو مزہ مجھے اس کفش برداری میں ملتا ہے وہ کسی بات میں نہیں ملتا''۔ پھر تو شاہ بےفکر صاحب کے وہ مراتب ہوئے کہ بیان سے باہر ہیں۔

ایک مرتبہ درگاہ حضرت سلطان العارفین شیخ شاہی بدایونی قدس سرہٗ میں چشم سر سے زیارت حضرت نبی کریم ﷺ کی بھی کی تھی۔ اس واقعے کو میں نے مثنوی 'رویائے صادقہ' میں نظم کیا ہے وہ یہ ہے۔

## نظم

ہے شہر قدیم یہ بدایوں  
مشہور ہے خطۂ ہمایوں  
گزرے ہیں یہاں بزرگ بے حد  
ہیں شہر کے چاروں سمت مرقد  
ہے سوت کے پار جو زیارت  
سلطان زماں کی ہے وہ تربت  
سلطانجی کہتا ہے زمانہ  
پُرفیض ہے اُن کا آستانہ  
اب اُن کا مزار ہے جہاں پر  
رحمت کا نزول ہے وہاں پر  
مظلوم کی دیتے ہیں وہ دادیں  
جو جاتا ہے پاتا ہے مرادیں  
تھے شیخ زماں جو شاہ بے فکر  
مشغول بہ شغل ذاکر ذکر  
تھے عرس کی شب وہاں مراقب  
دیکھا کہ بہت سے ذی مراتب  
خدام رسول اہل عرفاں  
آداب سے ہیں کھڑے ہوئے واں  
یہ غل ہے کہ آتے ہیں حضور اب  
سب لوگ کھڑے ہوں دور دوراب  
یہ دیکھ کے پہلے تو ڈرے یہ  
پھر بعد کو ہوگئے کھڑے یہ  
اتنے میں حضور والا آئے  
تسلیم کو سب نے سر جھکائے  
جب کرلی ہر ایک نے زیارت  
حضرت ہوئے تب وہاں سے رخصت

[شمس مارہرہ کا وصال اور مزار مبارک]

وصال شریف حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کا بمقام مارہرہ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء] کو (جب کہ ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ دہلی کے قلعے پر حکومت کر رہے تھے) ہوا ہے۔ مزار پُر انوار درگاہ برکاتیہ مارہرہ میں واقع ہے۔ اِس وقت تک مزار مقدس سے تصرفات جاری ہیں۔

گاہے گاہے آپ سماع بھی سنا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت کی نعش مبارک کے سامنے بھی سماع ہوا تھا اس وقت یہ غزل قوالوں نے گائی تھی۔

اے خوشا روز کہ آیم بہ سلام برکات

خداوندا برائے آل احمد نصیبم کن ولائے آل احمد

☆☆☆

## [حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ]

حضرت ستھرے میاں صاحب اور اُن کی اولاد کے حالات۔

حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ العزیز کی وفات ظاہری کے بعد اُن کے منجھلے بھائی حضرت سید شاہ محمد آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز مسند خلافت برکاتیہ مارہرہ پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کو بھی سماع سے بہت شوق تھا اکثر آپ کی مجلس میں سماع ہوتا تھا۔

**[ولادت اور بیعت وخلافت]**

تاریخ ولادت حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کی دسویں رجب المرجب ۱۱۶۳ھ [۱۷۵۰ء] ہے۔ حضرت ستھرے میاں صاحب مرید وخلیفہ حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کے تھے۔ اِس کے علاوہ مثال خلافت اپنے بڑے بھائی حضرت سید شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز سے بھی حاصل کی تھی۔ اگرچہ آپ کی سجادہ نشینی حضرت اچھے میاں صاحب کے وصال کے بعد ہوئی، لیکن آپ شجرہ اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ العزیز ہی کا دیا کرتے تھے۔

**[عبادت وریاضت، اوراد واشغال]**

آپ کی عبادت اور ریاضت کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ بارہ برس کی عمر سے آخر عمر تک معمول رہا کہ ہر سال چھ ماہ ترک جلالی و جمالی فرماتے تھے۔ تمام عمر اوراد واشغال و اعمال و اذکار خاندانی میں مصروف رہے۔ تلاوت قرآن شریف کا یہ حال تھا کہ اُس کے ختم ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھ کے قریب پہنچے تھے۔ دعائے حرز یمانی لاکھوں بار ورد فرمائی۔

'رسالۂ کرامات ستھرے میاں' (مؤلفہ حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ) میں تحریر ہے کہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ حضرت ستھرے صاحب قدس سرہٗ ہر وقت اپنی انگشت شہادت پر ایک پارچہ لپیٹے رہتے تھے، مَیں نے ایک عرصے تک بندھا دیکھا۔ ایک دن دریافت کیا کہ ''حضرت کی انگشت مبارک میں کیا ہوا ہے کہ حضرت ہمیشہ اُس پر پارچہ لپیٹے رہتے ہیں؟'' حضرت نے فرمایا ''کچھ نہیں''۔ مَیں چونکہ خرد سال اور حضرت کا محبوب تھا اس لیے خدمت والا میں کسی قدر گستاخ بھی تھا، مَیں نے بے تکلف وہ پارچہ انگشت مبارک سے کھینچ لیا تو معلوم ہوا کہ

حضرت کے ناخن مبارک پرخون سے لفظ اللہ لکھا تھا۔مَیں نے حضرت سے دریافت کیا کہ ''یہ کیسے ہوگیا ہے؟'' ارشادفرمایا کہ ''جب ہرنماز میں یہ اُنگلی اشارہ اللہ تعالیٰ کی شہادت کا تشہد میں کرتی ہے پھر اگراس پراس قدر بھی اثر نہ آئے تو قلب پر کیسے اثر ہوگا''۔ یہ فرما کر وہ پارچہ اُس اُنگلی پر پھر لپیٹ لیا۔اللہ اللہ ریاضت اورعبادت اِن خاصان خدا کی ہےاوربس۔

## غزل مصنفہ متولّی بدایونی

بیاں کس منھ سے ہو تعریف حضرت ستھرے صاحب کی
ملائک عرش پر کرتے ہیں مدحت ستھرے صاحب کی
ولی ابن ولی ابن ولی ابن ولی ہیں وہ
پڑی گھٹی میں ہے گویا ولایت ستھرے صاحب کی
خدا کانام تھا ناخن پہ اُن کے خون سے لکھا
یہ اک مشہور عالم ہے کرامت ستھرے صاحب کی
ریاضت نام ہے اس کا عبادت اس کو کہتے ہیں
کہ خود شاہد ہے انگشت شہادت ستھرے صاحب کی
پیارے ہیں نبی کے، لاڈلے ہیں غوث الاعظم کے
ڈھلی ہے نور کے سانچے میں صورت ستھرے صاحب کی
خداوندا طفیل آل احمد مہربانی ہو
طفیلؔ احمد نوری پہ حضرت ستھرے صاحب کی
خداوندا طفیل احمد نوری رہے ہردم
طفیلؔ احمد نوری پہ شفقت ستھرے صاحب کی

**[وصال اور مزار مبارک]**

حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز نے نوے برس کی عمر میں بتاریخ ۲۶؍رمضان المبارک ۱۲۵۱ھ [۱۸۳۶ء] میں انتقال فرمایا۔ وصال سے کچھ پہلے حضرت نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضرت ابوی سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ اور حضرت جدی سیدنا شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ العزیز کے درمیان میں دفن کرنا۔

بعد وصال شریف جب قبر مبارک کے کھودنے کی تیاری ہوئی تو وہاں اس قدر جگہ درمیان میں نہ تھی کہ قبر ہو سکے، ناچار دوسری جگہ قبر کے لیے تجویز ہوئی اور اُس جگہ قبر تیار ہونا بھی شروع ہو گئی اور جنازۂ مبارک بھی درگاہ میں آ گیا، قریب تھا کہ حضرت کو دفن کر دیا جائے کہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ اتفاقیہ جو اُس جگہ پر گئے جہاں کے لیے حضرت کی وصیت تھی تو ملاحظہ فرمایا کہ اُن دونوں مزاروں کے درمیان اب ایک خاصی فراخ جگہ موجود ہے۔ حضرت صاحب نے حضرت ابوی اور حضرت جدی کی یہ کرامت تمام حاضرین کو دکھائی۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سیدنا شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ کا مزار مقدس اپنی جگہ سے پورب کی طرف کو سرک گیا ہے اور اپنے لختِ جگر راحت جان ستھرے میاں صاحب کے لیے اپنے اور اپنے فرزند سیدنا شاہ حمزہ صاحب کے درمیان میں جگہ کر دی ہے۔ حاضرین اس کرامت کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور پھر حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ درمیان مزار حضرت سید شاہ حمزہ اور حضرت سید شاہ آل محمد صاحب قدس سرہما کے آستانۂ برکاتیہ کے کمرۂ شرقی میں دفن کیے گئے۔

**[ازواج واولاد]**

حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کے دو عقد ہوئے تھے۔ پہلا عقد سید شاہ محمد احسن بن سید محمد رضا صاحب بلگرامی کی دختر سے ہوا اور دوسرا عقد باڑی کے سادات میں قاضی سید غلام شاہ حسین صاحب بلگرامی کی صاحبزادی سے ہوا۔ دونوں بیبیوں سے اولاد ہوئی۔

مَیں اس موقعے پر حضرت کی اولاد کا ایک شجرہ بناتا ہوں جس سے مارہرہ کے سجادہ نشینان کی حقیقت اچھی طرح سمجھ میں آ جائے گی۔ اس شجرے کے بعد حضرت کے اُن صاحبزادگان کے حالات بیان کروں گا جو بعد وفات ستھرے میاں صاحب کے علیحدہ علیحدہ سجادہ نشین ہوئے ہیں۔

☆☆☆

[شجرۂ اولاد واخلاف]
حضرت آل برکات ستھرے میاں صاحب
از بطن زوجۂ اولیٰ
از بطن زوجہ ثانیہ
از بطن زوجہ ثانیہ
از بطن زوجہ ثانیہ
سید آل امام جما میاں (جن کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ مذہب امامیہ کے پیرو تھے)
حضرت سید شاہ آل رسول صاحب سجادہ نشین
حضرت سید شاہ اولاد رسول صاحب سجادہ نشین
حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین
سید شاہ ظہور حسین صاحب
سید شاہ ظہور حسن صاحب
سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز سجادہ نشین
سید شاہ ابوالحسن میر صاحب میاں (از بطن زوجہ اولیٰ)
حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب مدظلہ سجادہ نشین (ازبطن زوجہ ثانیہ)
سید جعفر میاں صاحب (لاولد)
سید محمد صادق میاں
سید محمد عسکری میاں
سید محمد باقر میاں
سید شاہ محمد حامد حسن صاحب ممبر درگاہ سجادہ نشین
صاحبزادہ مسعود میاں
سید آل نبی سجادہ نشین
حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب مدظلہ سجادہ نشین
حافظ سید شاہ اولاد رسول محمد عالم میاں سلمہٗ
حافظ سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مرحوم
سید نور الحسن صاحب
سید نور المصطفیٰ صاحب
سید یوسف حسن
سید ایوب حسن
سید حسین حمزہ صاحب (لاولد)
سید نور احمد صاحب
سید ارتضیٰ حسین

اس شجرے کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ستھرے صاحب قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے بعد اُن کے تین صاحبزادے سیدنا شاہ آل رسول صاحب وسیدنا شاہ اولاد رسول صاحب وسیدنا شاہ غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین ہوئے، لیکن 'آثار احمدی' میں تحریر ہے کہ تنہا حضرت شاہ آل رسول صاحب سجادہ نشین ہوئے بقیہ بھائی اُن کے سجادہ نشین نہیں تھے۔ یہ رائے صحیح نہیں ہے خود حضرت کے ہاتھ کی ایک تحریر کتب خانہ مارہرہ میں کلام اللہ شریف کی پشت پر موجود ہے جس میں خود حضرت نے تینوں کو سجادہ نشین لکھا ہے دیکھو کتاب 'خاندان برکاتیہ'۔

اب ان تینوں صاحبزادوں کے حالات اور اُن کے سجادوں کی کیفیت علیحدہ علیحدہ ملاحظہ ہو۔

## [خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ]

حضرت قدوۃ الکاملین سید شاہ آل رسول صاحب قادری برکاتی قدس سرہٗ اور اُن کے سجادہ کے مفصل حالات۔

### [ولادت اور تحصیل علم]

حضرت صاحب موصوف قدس سرہٗ ۱۲۰۹ھ [۹۵-۱۷۹۴ء] میں علی گوہر شاہ عالم بادشاہ دہلی کی حکمرانی کے عہد میں بمقام مارہرہ پیدا ہوئے اور اپنے عم کلاں حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ اور والد بزرگوار حضرت ستھرے صاحب قدس سرہٗ کے آغوش شفقت اور دامن تربیت میں پرورش پائی۔ معمولی تعلیم و تعلم کے بعد مختصرات کی تعلیم حضرت صاحب قدس سرہٗ نے مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب بدایونی و مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کانپوری (خلفائے حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ) سے اپنی خانقاہ میں حاصل کی۔

### [فرنگی محل میں تحصیل علم]

اُس کے بعد برزمانہ حکومت نواب سعادت علی خان حاکم اودھ (کہ جس کی ابتدا ۳ شعبان المعظم ۱۲۱۲ھ [۱۷۹۸ء] سے ہے) لکھنؤ تشریف لے گئے اور متوسطات اور مطولات کی تعلیم فرنگی محل کے مشہور علما مولوی نور صاحب اور مولوی عبدالواسع صاحب سے پائی اور کچھ تلمذ مولانا انوار صاحب سے بھی حاصل کیا۔

### [ایک بڑھیا کی نصرت و اعانت]

آپ کے اِس طالب علمی کے زمانے کا ایک واقعہ اس موقعے پر قابل تذکرہ ہے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ لکھنؤ میں مجھے اپنی قیام گاہ سے فرنگی محل جانے میں آغا میر کی ڈیوڑھی راستے میں پڑتی تھی، اس محلے میں ایک غریب بوڑھی عورت نہایت نیک بخت تھی، مَیں اُس کے دروازے پر اکثر بیٹھ کر دم لیتا تھا۔ وہ بیچاری مجھ کو سید خیال کر کے میری خاطر کرتی تھی اور مجھے بھی اُس کے ساتھ محبت ہو گئی تھی۔ ایک دن اُس بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ ''بیٹا! اب تم یہاں کہاں آرام لیا کرو گے؟ مَیں تو دو چار دن میں یہاں سے اُٹھا دی جاؤں گی اور پھر خدا جانے کہاں ٹھکانا ملے گا؟ آغا میر کا محل سرا تیار ہوتا چلا آتا ہے یہ میرا جھونپڑا بھی اُس محل سرا کے اندر داخل ہونا تجویز ہوا ہے، سو دو چار دن میں میرا یہ چھپر وغیرہ یہاں سے سب ہٹا دیا جائے گا''۔

حضرت فرماتے تھے کہ اُس بڑھیا نے ایسے پُر درد لہجے میں تقریر کی کہ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے، مَیں نے اُس سے پوچھا کہ "تو خوشی سے اپنا مکان دینا چاہتی ہے یا نہیں؟" اُس نے کہا "بچہ! مَیں خوشی سے تو اگر مجھے اونٹوں روپیہ دیا جائے تب بھی نہ دوں گی، میرے مورثوں کی نشانی ہے"۔ اُس زمانے میں دہلی کا مسیتا بیگ لکھنؤ کا کوتوال تھا، وہ حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ سے عقیدت اور ارادت رکھتا تھا، مَیں نے اُس کو ایک پرچہ لکھ دیا اور بڑھیا سے کہا کہ "مَیں فقیر اور فقیر زادہ ہوں، بڑے لوگوں سے ملنا ملانا پسند نہیں، آج تیری خاطر سے یہ رقعہ لکھ دیا ہے، کوتوال لکھنؤ کے پاس پہنچا دے، وہ میرے تاؤ کا معتقد ہے، اُمید ہے کہ اس معاملے میں تیری حمایت کرے گا اور مَیں طالب علم کس قابل ہوں، سوائے اس کے کہ تیرے مکان کے بچاؤ کے لیے خدا کی جناب میں دعا کروں گا"۔

سچ ہے گرتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہوتا ہے، وہ بڑھیا اُسی وقت دوڑی ہوئی کوتوال لکھنؤ کے پاس گئی اور حضرت کا وہ رقعہ دیا۔ کوتوال مذکور اُسی وقت دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا اور حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا "حضور! اگر میرے دم میں دم ہے تو اس بڑھیا کا مکان ہرگز ہرگز نہ ٹوٹنے دوں گا"۔ یہ قصہ طویل ہے مختصر یہ کہ حضرت کی دعا اور کوشش سے اُس بیچاری بڑھیا کا مکان بچ گیا اور آغا میر کی محل سرا میں کجی ہوگئی۔ چنانچہ اب تک لکھنؤ میں آغا میر کی ڈیوڑھی پر وہ جگہ 'آل رسول کا کونہ' مشہور ہے۔

**[فرنگی محل سے فراغت اور دہلی کا سفر]**

غرض کہ تحصیل علوم ظاہری سے حضرت صاحب نے فراغ حاصل کر کے دستار فضیلت ردولی شریف میں زیب سر فرمائی اور ۱۲۲۶ھ [۱۸۱۱ء] میں ارادہ وطن کی واپسی کا کیا۔ اس میں حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کا فرمان پہنچا کہ دہلی جا کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کو صحاح ستہ وغیرہا کتب احادیث سنا کر سند حاصل کرو۔ چنانچہ آپ دہلی تشریف لے گئے اور شاہ صاحب کو جمیع کتب احادیث سنا کر اُن سے سند حاصل کی۔ آپ نے سماع کبھی نہیں سنا اور فرماتے تھے کہ "سماع اہل کے لیے ہے مَیں اہل نہیں ہوں"۔

**[سند حدیث]**

حضرت صاحب کا شجرۂ شاگردی یوں ہے:

حضرت **سید شاہ آل رسول صاحب** کو سند حدیث کی دی

حضرت **شاہ عبدالعزیز صاحب** نے

اور اُن کو سند ملی تھی حضرت **شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی** سے

اور اُنہوں نے سند حاصل کی تھی **شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم** سے

اُن کو سند پہنچی تھی **حضرت قشاقی** سے

اور وہ اجازت حدیث کی رکھتے تھے **شیخ احمد شتابی** سے

اُن کو اجازت ملی تھی **حضرت شمس الرملی** سے

اور اُنہوں نے سند پائی تھی **حضرت زین زکریا** سے

اُن کو سند حدیث ملی تھی حضرت **حافظ بن حجر عسقلانی** سے

وہ اجازت رکھتے تھے **شیخ برہان** سے

اور اُن کو سند پہنچی تھی **حضرت ابراہیم شامی** سے

اُنہوں نے سند حاصل کی تھی **حضرت احمد النجار** سے

اُن کو سند ملی تھی **حضرت سراج حسین زبیدی** سے

اور وہ اجازت حدیث کی رکھتے تھے **حضرت ابوالوقت سنجری** سے

وہ اجازت رکھتے تھے **حضرت داؤدی** سے

وہ اجازت رکھتے تھے **حضرت خمولی** سے

وہ اجازت رکھتے تھے **حضرت عزیزی** سے

اُن کو سند حاصل ہوئی تھی حضرت حافظ الحجۃ **ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری** سے۔

**[دہلی سے مراجعت اور بریلی میں قیام]**

دہلی سے حضرت صاحب نے آخر ۱۲۲۶ھ [۱۸۱۱ء] میں مراجعت وطن کی فرمائی۔ راستے میں بہ اصرار معتقدین بریلی میں قیام کا اتفاق ہوا۔ حافظ الملک حافظ رحمت خان صاحب نواب کیٹر کے خاندان کو بریلی میں اس گھرانے کے ساتھ خاص عقیدت تھی، اُن لوگوں نے بریلی میں حضرت صاحب قدس سرہٗ کو بڑے تپاک کے ساتھ اپنا مہمان بنا دیا اور نہایت دھوم دھام سے حضرت کا خیر مقدم کیا۔

جب حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی قدس سرۂ العزیز کو اطلاع ہوئی کہ مارہرہ کے صاحبزادے صاحب تشریف لائے ہیں اُنہوں نے حضرت صاحب قدس سرۂ کی فرودگاہ پر تشریف لے جانے کا ارادہ کیا، کیوں کہ حضرت شاہ صاحب بریلوی کو اِس گھرانے کے ساتھ خاص محبت تھی اور شاہ صاحب ہمیشہ اِسی گھرانے کی تعریف کے گیت گاتے رہتے تھے حضرت صاحب مارہروی کو جب معلوم ہوا کہ شاہ صاحب بریلوی تشریف لانے والے ہیں حضرت بہ نفس نفیس خود اُن کی خانقاہ کو تشریف لے گئے۔ شاہ صاحب بریلوی دروازے تک حضرت کے استقبال کو آئے اور بڑی محبت اور خلوص کے ساتھ خانقاہ میں لے جا کر اپنی مسند خاص پر بٹھلایا اور چند فارسی کے شعر پڑھے جن کا مضمون اس شعر سے ملتا ہوا تھا:

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

**[شاہ نیاز بریلوی سے مسائل ریاضیہ میں گفتگو]**

اثنائے ملاقات میں بعض مسائل مشکلہ ریاضیہ کا تذکرہ آ گیا۔ شاہ صاحب بریلوی کو اس علم میں خاص کمال تھا۔ حضرت صاحب مارہروی نے علم ریاضی کے متعلق چند سوالات حضرت نیاز فاضل بریلوی سے کیے، شاہ صاحب بریلوی نے اُن کے جوابات دیے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ''یہ جوابات تحریر کر دیجیے تو بہتر ہے آپ کی یادگار رہے گی''۔ چنانچہ شاہ صاحب بریلوی نے وہ جوابات رسالے کی صورت میں تحریر کر کے حضرت صاحب مارہروی قدس سرۂ کے پاس بھجوا دیے۔ وہ رسالہ مارہرہ کے کتب خانے میں حضرت نیاز بے نیاز کے دست اقدس کا لکھا ہوا اب تک موجود ہے۔ اس رسالے کا اُٹھان یوں اُٹھایا گیا ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰہ أصل الأصول والسلام على الرسول و آل الرسول و بعد فهذه سطور سطرتها لنور حديقة النبوة ونور حديقة الولاية ذى النفس الزكية صاحب المسبحة المرضية المنظور بأنظار الاتباع والقبول لسيد آل رسول رزقه اللّٰه علماً نافعاً وعملاً صالحاً آمين يا رب العالمين

یہ واقعات ہیں حضرت صاحب موصوف کے لکھنؤ سے تشریف لانے اور بریلی کے قیام اور

شاہ صاحب بریلوی کی ملاقات کے۔

[ایک روایت پر نقد و نظر]

اب ان واقعات کی نسبت حضرت شاہ نصیر الزماں خاں صاحب سجادہ نشین آستانہ نصیری بدایونی نے اپنی کتاب 'راز و نیاز' کے (جو نظامی پریس بدایوں میں طبع ہوئی ہے) صفحہ ۷۰ و ۷۱ پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے اُس پر نظر ڈالیے اور جس تہذیب اور شائستگی کے ساتھ وہ عبارت خان صاحب موصوف نے تحریر فرمائی ہے اُس پر غور فرمایئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خان صاحب موصوف کا بیان کہاں تک صحیح ہے، خان صاحب فرماتے ہیں:

> جب حضرت اچھے میاں صاحب مارہروی کا (جو حضرت نیاز بے نیاز کے زمانے میں ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں) وصال ہو گیا تو اُس وقت میاں آل رسول صاحب مع اپنے بھائی کے لکھنؤ میں تحصیل علم ظاہری کی کرتے تھے۔ وطن سے مریدان سلسلہ و عزیزان خاندان نے خط لکھا کہ حضرت کا وصال ہو گیا ہے آپ تشریف لایئے اور سجادہ پر رونق افروز ہو کر طالبانِ خدا کو ہدایت کیجیے۔ جب یہ خط اُن دونوں بزرگ زادوں کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے اپنی حالت پر نظر کی کہ ہم درویشی سے تو کوئی حس و مس نہیں رکھتے، ایک ایسے جلیل القدر بزرگ کے سجادہ پر کیوں کر بیٹھیں؟ پہلے ہم کو علم درویشی حاصل کرنا چاہیے پھر سجادہ پر بیٹھنا مضائقہ نہیں۔ یہ خیال کر کے علم ظاہری کی تحصیل کو جس میں چند کتابیں باقی رہ گئی تھیں چھوڑا اور درویشان کامل کی تلاش میں مصروف ہوئے۔
>
> اُس زمانے میں نواح لکھنؤ میں ایک مجذوب شہرۂ آفاق تھے اُن کی خدمت میں دونوں صاحب پہنچے۔ ایک ٹٹو پر انبار کتابوں کا لدا ہوا تھا، اُن کی خواہش پر اُس مجذوب نے کہا کہ ''مجھ کو تمہاری تعلیم درویشی میں کچھ عذر نہیں ہے، لیکن پہلے یہ کتابیں جو ٹٹو پر لدی ہیں کنوئیں میں ڈال دو''، اُنہوں نے عرض کیا کہ ''اس کا جواب ہم غور کر کے دیں گے''۔ جب وہاں سے اُٹھ کر اپنی جائے قیام پر آئے تو باہم مشورہ کرنے لگے، کبھی یہ رائے قائم ہوتی تھی کہ مجذوب کے حکم کی تعمیل

کرنا چاہیے کیوں کہ بزرگوں کا قول ہے:

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید　　　　که سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

کبھی یہ کہتے تھے کہ اگر کتابیں کنوئیں میں ڈال دیں اور پھر مجذوب نے ڈنڈے مار کر نکال دیا تو سب لوگ احمق بنائیں گے کہ میاں تم نے دیوانے کی بات پر کیوں اعتبار کر لیا؟ غرض کوئی رائے نہ قرار پائی اور مجذوب سے معذرت کر کے بمقام بریلی حضرت نیاز بے نیاز کے حضور میں حاضر ہوئے اور سب قصہ حضرت اچھے صاحب کے انتقال اور عزیزوں اور مریدوں کی خواہش اور اپنے خیالات اور مجذوب کی ملاقات کا عرض کیا۔ حضرت نے بہت تسلی و تشفی دے کر اپنے پاس چھ ماہ تک ٹھہرایا اُس کے بعد اجازت بیعت کرنے کی مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ اس عرصے میں دو چار کتابیں جو علم ظاہری کی باقی رہ گئیں تھیں وہ بھی پڑھا دیں، ایک مسئلہ علم منطق کا جو اُن کی سمجھ میں کم آیا تھا اُس پر رسالہ لکھ دیا جواب تک کتب خانہ مارہرہ میں سنتا ہوں موجود ہے فقط۔

اب اِس مضمون پر غور فرمائیے:

چہ خوش گفتہ جناب شیخ سعدی در زلیخائے　　　　الایا أیها الساقی ادر کاسا و ناولها

مضمون مندرجۂ بالا کی نسبت سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ خان صاحب موصوف نے (جو ایک خانقاہ نشین سید ھے مسلمان ہیں) محض سنی سنائی باتوں کو (جو طوطا مینا کی کہانی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں) اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کو درج کر دیا ہے، جس کی حالت یہ ہے کہ:

خود غلط انشا غلط املا غلط

اس کتاب کے دیکھنے والے دیکھیں گے کہ دہلی سے حضرت صاحب آخر ۱۲۲۶ھ [۱۸۱۱ء] میں واپس ہوئے، اُس وقت تک حضرت اچھے صاحب و ستھرے صاحب دونوں حضرات عالم ظاہری میں بقید حیات تھے۔ حضرت اچھے میاں صاحب کا وصال ۱۲۳۵ھ [۲۰-۱۸۱۹ء] اور حضرت ستھرے صاحب کا وصال ۱۲۵۱ھ [۳۶-۱۸۳۵ء] میں ہوا ہے۔ پس حضرت صاحب مارہروی کو حضرت اچھے میاں و ستھرے میاں قدس سرہما کے ہوتے ہوئے کیا

ضرورت تھی کہ وہ علم درویشی کی ٹٹول میں کہیں مجذوب کے پاس جاتے اور کہیں شاہ صاحب بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوکر خواہش کرتے کہ حضرت علم درویشی سکھا دیجیے۔

علاوہ ازیں حضرت صاحب قدس سرہٗ تو حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے بعد سجادہ نشین بھی نہیں ہوئے ہیں، بلکہ ۱۲۵۱ھ [۳۶-۱۸۳۵ء] میں حضرت ستھرے میاں قدس سرہٗ کے وصال کے بعد سجادہ پر رونق افروز ہوئے ہیں۔ اُس وقت حضرت شاہ نیاز صاحب بریلوی کا وصال بھی ہو چکا تھا یعنی ششم جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ [۱۸۳۴ء] کو آپ جنت المعلیٰ کو تشریف لے جا چکے تھے۔

اب غور فرمایئے حضرت اچھے صاحب کے وصال کے وقت شاہ آل رسول صاحب کی عمر قریب ۲۶/سال کے تھی اور حضرت ستھرے صاحب کے وصال کے وقت حضرت صاحب موصوف قریب ۴۳/سال کے تھے اور یہی حال اُن کے بھائی شاہ اولاد رسول صاحب کا ہے وہ صرف تین برس اُن سے چھوٹے تھے۔ تیسرے بھائی حضرت کے ۱۲۲۶ھ [۱۸۱۱ء] میں صرف تین برس کے تھے پس کون ذی عقل مان لے گا کہ حضرت اچھے صاحب و ستھرے صاحب قدس سرہما نے حضرت مولوی عبدالمجید صاحب و مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب و حضرت شاہ بے فکر صاحب و مولانا شاہ عبدالحق صاحب و حضرت شاہ غلام غوث صاحب اور حضرت شاہ نصیر صاحب و مولانا عبدالقادر صاحب داغستانی و قاضی عبدالسلام صاحب بدایونی وغیرہ وغیرہ کو چشم زدن میں کچھ سے کچھ کر دیا وہ اپنے صاحبزادوں اور جگر گوشوں کو کورا ہی چھوڑ جاتے کہ وہ دروازہ دروازہ علم درویشی کی تلاش میں پھرتے ؟!۔

پس نتیجہ یہ ہے کہ حضرت صاحب مارہروی اور اُن کے بھائیوں نے نہ شاہ صاحب بریلوی سے اجازت بیعت حاصل کی، نہ انہوں نے کوئی رسالہ منطق کا اُن کو لکھ کر دیا، نہ اُن سے کوئی تعلیم روحانی حاصل کی۔

ہم نے تو کچھ اور بھی قصہ سنا ہے جس پر مصنف 'راز و نیاز' پردہ ڈالنا چاہتے ہیں لیکن آفتاب کی روشنی بھی کہیں چھپائے سے چھپتی ہے۔

خیر اب سنیے جس وقت ہمارے حضرت صاحب مارہروی بریلی سے رخصت ہونے لگے اُس وقت آپ کے بڑے شاہ صاحب حضرت نیاز بریلوی نے حضرت کو تنہائی میں لے جا کر

نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ:

> قادریہ سلسلے کی اجازت مجھ کو اپنی والدہ صاحبہ سے پہنچی ہے، جس کو طریقت والے جائز تصور نہیں کرتے، آپ مارہرہ جا کر بڑے حضرت کی خدمت میں میری سفارش کریں اور میری طرف سے عرض کریں کہ نیاز آپ کے غلاموں میں داخل ہونا اور کفش برداری کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے اور مثال خلافت حاصل کرنے کا متمنی ہے، کیوں کہ نیاز آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہندوستان میں چاروں طرف دیکھتا ہے، لیکن آپ سے زیادہ بزرگ اور آپ سے اچھا پیشوا کسی کو نہیں پاتا، اُمید ہے کہ مثال خلافت سے اس کو سرفراز کیجیے اور قادریہ خاندان کی اجازت مرحمت فرمایئے۔

چنانچہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ نے حضرت نیاز کا یہ پیام اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے حضور میں مارہرہ میں پہنچ کر عرض کیا۔ حضرت نے نہایت مہربانی سے اُن کی آرزو پوری فرمائی اور وہیں بیٹھے ہوئے داخل سلسلہ کر لیا اور مثال خلافت تمام سلاسل خاندانی کی فوراً تحریر کرا کر حضرت نیاز کے پاس بریلی بھجوادی۔

سنتا ہوں کہ وہ مثال خلافت اِس وقت تک خان صاحب کے قبضے میں تحریری موجود ہے لیکن خدا جانے کس وجہ سے وہ اُس کو دکھانا اور سگ آستانۂ مارہرہ کہلانا نہیں چاہتے۔ خیر نہ چاہیں لیکن ہمارے حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قادری قدس سرہٗ کو خوامخواہ کیوں حضرت نیاز کا خلیفہ بتاتے ہیں۔ حضرت صاحب موصوف اور اُن کے چھوٹے بھائیوں کو لکھنؤ اور دہلی کی واپسی کے بعد کافی موقع حضرت اچھے صاحب وستھرے صاحب قدس سرہما سے ہر طرح کی تعلیم حاصل کرنے کا ملا ہے اور اُنہوں نے اُنہیں سے علم درویشی کی تعلیم حاصل کی ہے۔

**[مناکحت اور بیعت وخلافت]**

ان حضرات نے اپنے جگر گوشوں کو تمام اسرار خاندانی تعلیم فرمائے، اُسی زمانے میں حضرت شاہ آل رسول صاحب کا عقد بھی حضرت ستھرے میاں صاحب کے ہم زلف سید منتخب حسین بلگرامی کی صاحبزادی صاحبہ سے ہو گیا۔

سید شاہ آل رسول صاحب کو بیعت حضرت اچھے صاحب سے تھی اور مثال خلافت حضرت

اچھے صاحب وحضرت ستھرے صاحب قدس سرہما سے اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے پائی تھی۔

**[سجادگی اوراجرائے سلسلہ]**

۱۲۵۲ھ [۳۷-۱۸۳۶ء] میں بعد وصال حضرت ستھرے صاحب کے بروز چہلم حضرت شاہ آل رسول صاحب مسند خلافت برکاتیہ پر رونق افروز ہوئے اور حضرت اچھے میاں صاحب کے سلسلہ بیعت کو جاری فرمایا، ہزار ہا اشخاص آپ کے دست حق پرست پر داخل سلسلہ قادریہ برکاتیہ ہوئے۔ علاوہ سلاسل خاندانی کے حضرت صاحب موصوف کو جملہ سلاسل عالیہ صابریہ کی اجازت خود حضرت مخدوم صابر صاحب قدس سرہٗ العزیز نے عنایت فرمائی تھی جس کا تذکرہ 'سراج العوارف' میں بہ صفحہ ۷۹ ہے کہ:

> ایک شخص حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت مجھ کو سلسلۂ صابریہ میں اپنا مرید کر لیجیے۔ آپ نے فرمایا ''افسوس ہے کہ مجھ کو اس سلسلے کی اجازت نہیں ہے''۔ اُس نے عرض کی کہ مَیں سوائے آپ کے کسی دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا نہیں چاہتا اور سوائے سلسلۂ صابریہ کے کسی دوسرے سلسلے میں داخل ہونا بھی نہیں چاہتا۔ آپ افسوس کر کے خاموش ہو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ''آؤ تمہیں سلسلۂ صابریہ میں داخل کروں''، اُس وقت خود حضرت مخدوم صاحب تشریف لائے اور مجھ کو تمام سلاسل صابریہ کی اجازت عطا فرمائی۔ بالآخر وہ شخص داخل سلسلۂ صابریہ کیا گیا۔

اِس اجازت کے علاوہ حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہٗ سے بھی حضرت صاحب کو سلاسل عزیزیہ کی اجازت عطا ہوئی تھی۔

**[اخفائے حال کا ایک واقعہ]**

حضرت صاحب قدس سرہٗ اپنے حال کو بہت چھپاتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''ولی را اخفائے ولایت فرض است''۔ [ولی کو اپنی ولایت چھپانا ضروری ہے۔] اس کے متعلق حضرت کا ایک واقعہ 'سراج العوارف' کے صفحہ ۵۶ پر درج ہے اور وہ یہ ہے کہ:

مولوی مظفر علی صاحب بریلوی فرماتے ہیں مَیں ایک رات درگاہ برکاتیہ مارہرہ میں تھا،

ضرورت استنجے کے لیے پانی کی تلاش میں اپنے حجرے سے باہر آیا، مَیں نے دیکھا کہ صحن درگاہ میں بہت سا مجمع مثل عرس کے ہے اور حضرت صاحب البرکات کے پائیں کے دالان میں ایک تخت مرصع بچھا ہے، اُس کے گرداگرد اچھے ستھرے مقدس بزرگ تشریف رکھتے ہیں۔ بعد تھوڑی دیر کے حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرۂ لباس فاخرہ پہنے اور تاج شاہانہ زیب سر فرمائے ہوئے اس طرح تشریف لائے کہ دو بزرگ اُن کی بغلوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے، اُن بزرگوں نے حضرت کو بہ تعظیم وتکریم اُس تخت پر بٹھا دیا۔ مَیں اس جلوس کو درگاہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑا دیکھتا رہا۔ بعدۂ یہ سب بزرگ حضرت کو درگاہ کے اندرونی حصے میں لے گئے، اُس کے بعد یہ مبارک تماشا میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ تب مَیں اپنے حجرے میں واپس آیا اور بقیہ رات اِسی خیال میں رہا کہ آخر یہ معاملہ کیا تھا۔

نماز فجر کی اذان ہونے پر مسجد میں گیا اور حضرت صاحب قدس سرۂ کا مقتدی ہوکر نماز ادا کی۔ بعد نماز حضرت سے وہ حال عرض کیا اور مستفسر کیفیت ہوا۔ اول فرمایا ''تو نے خواب دیکھا ہے اور خواب کی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی''، جب مَیں نے عرض کیا کہ ''حضرت! مَیں نے چشم سر سے یہ تمام واقعہ دیکھا ہے آپ مجھے ٹالتے ہیں؟'' جواب ملا کہ ''خاموش رہو! کسی سے میری حیات میں اِس واقعے کا اظہار نہ کرنا''۔

**[علو مرتبت کا ایک واقعہ]**

ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ اور ہے جس کو میرے مخدوم ومکرم حاجی شیخ محمد عبدالقدیر صاحب مرحوم بدایونی نے نظم کیا ہے، حاجی صاحب کی وہ نظم ملاحظہ ہو:

| | |
|---|---|
| لکھتا ہوں ایک شب کا مَیں اُن کی یہ ماجرا | جب کر چکے نماز تہجد کی وہ ادا |
| کی عرض ایک شخص نے اے خاصۂ خدا | تھی کیسی شکل مرشد اعلیٰ کی دو بتا |
| فرمایا تو نے بات یہ پوچھی ہے دور کی | لے آ دکھاؤں اب تجھے صورت حضور کی |
| یہ کہہ کے آیا آپ کو اک بار ولولا | فرمایا دیکھ سامنے آیا نظر وہ کیا |
| دیکھا تو آئی اُس کو نظر بزم اولیا | اچھے میاں سے تا بہ شہنشاہ انبیا |
| موجود سب تھے بزم مقدس صفات میں | سارے بزرگ آئے نظر واردات میں |
| صل علیٰ کا غل ہوا اتنے میں ناگہاں | دیکھا دوبارہ اُس نے تو کچھ بھی نہ تھا وہاں |

حضرت تھے بیٹھے مسجد اقدس کے درمیاں
فرمایا ہنس کے آپ نے اے میرے مہرباں
دیکھا ہے آج تو نے جو کچھ واردات میں
کہنا کسی سے اس کو نہ میری حیات میں

**[باطنی طور پر مکے اور مدینے میں حاضری]**

سب جانتے ہیں کہ حضرت مرشدی سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس روحہ کو ظاہری طور پر کبھی حج بیت اللہ وزیارت مدینہ منورہ کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن اس کا پتہ چلتا ہے کہ آپ باطنی طور پر بہ زور ولایت اکثر اِن مقامات مقدسہ کو تشریف لے جاتے تھے اور ہندوستان کے علاوہ حضرت صاحب قدس روحہ کے مرید وخلیفہ اُن مقامات متبرکہ میں بھی تھے۔

اس واقعے کو حضرت ذاکر بدایونی نے دیوان 'ذریعہ نجات' میں نظم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

اک با خدا کا لکھتا ہوں مَیں واقعی بیاں
واللہ جھوٹ کا نہیں اُن پر مجھے گماں
کہتے ہیں شہرِ طیبہ کو جب مَیں ہوا رواں
ٹھہرا بخیر دشت میں رابغ کے کارواں
اک زیرِ کوہ چھوٹی سی مسجد عجیب تھی
اپنی فرودگاہ سے بیحد قریب تھی
بہر نماز ظہر جو مسجد میں مَیں گیا
تھے کر چکے نماز نمازی وہاں ادا
آئے نظر فرشتہ صفت ایک باخدا
سب مقتدی تھے اور تھے وہ سب کے مقتدا
مَیں نے کیا سلام تو فرمایا آیئے
اپنا مقام و نام و نشاں کچھ بتایئے
جب حال اپنا کہہ چکا مَیں اُن سے موبمو
فرمایا آج اپنی برآئی ہے آرزو
واللہ تجھ سے آتی ہے کچھ اور مجھ کو بو
مارہرۂ شریف کو بھی جانتا ہے تو
مَیں نے کہا کہ آپ کو کیا واں سے کام ہے
فرمایا وہ حضور کا میرے مقام ہے
مَیں نے کہا حضور کہا کس کو اے جناب
فرمایا اُس کو ہے جو شریعت کا آفتاب
آل رسول قطب زمن ابن بو تراب
مَیں کیا ہوں اُس سے ساری خدائی ہے فیضیاب
اک نام لیوا مَیں بھی ہوں دامانِ کوہ میں
ہے یہ دعا کہ حشر ہو اُس کے گروہ میں
اتنا سنا تو حال مرا اور ہو گیا
بے ہوش ہو کے قدموں پہ اُن کے مَیں گر پڑا
آیا جو ہوش عرض کی اے خاصۂ خدا
بیعت کہاں حضور نے کی تھی یہ دو بتا
فرمایا بابِ کعبہ پہ حضرت نے لا مجھے
فرمائی تھی یہ دولت بیعت عطا مجھے
آیا خیال مجھ کو کہ حضرت تھے آئے کب
کیسے قبول کرلوں مَیں بیعت کو ان کی اب

تھا سوچتا یہ دل میں کہ قصہ ہے بوالعجب فرمایا اُن بزرگ نے غصے میں آ کے تب

کرتا ہے یہ خیال کہا مَیں نے زور سے جا تجھ کو اعتقاد نہیں ہے حضور سے

مَیں نے کہا کہ ہو جیے حضرت نہ اب خفا ہرگز نہیں ہیں آئے یہاں میرے رہنما

واقف ہے اُن کے حال سے بندہ ذرا ذرا کیسے بھلا مَیں مان لوں یہ آپ کا کہا

عادل گواہ دو تو ہو شاید یقیں مجھے کہنا فقط حضور کا باور نہیں مجھے

فرمایا ہائے سمجھا ہے سچ بات کو تو زُور دیوانہ تو ہے تجھ کو ذرا بھی نہیں شعور

یہ مَیں نے مانا آئے نہیں ظاہراً حضور باطن میں آئیں اُن کے ہے نزدیک کیا یہ دور

بتلا تو مجھ کو قطب جہاں کیا ولی نہیں آل رسول وہ نہیں ابن علی نہیں

المختصر مدینے کو پھر قافلہ چلا اک خط بنام شیخ عمر بند دے دیا

جس وقت پہنچا جا کے مدینے میں قافلہ مشکل سے مجھ کو شیخ عمر کا لگا پتا

دیکھا تو وہ بزرگ ملائک خصال تھے کچھ حال اُن کا اور تھا وہ اہل حال تھے

خط پڑھ کے مجھ سے بولے کہ اب تو ادھر کو آ ہے تو مرید حضرتِ آل رسول کا

یہ بات تیری شان کے شایاں نہیں ذرا حضرت کے یاں کے آنے میں ہے تجھ کو شک پڑا

وصف اُن کے اب بیان کوئی کب تلک کرے کافر ہو جو کہ اُن کی ولایت میں شک کرے

حضرت سے جب بیاں کیا مَیں نے یہ ماجرا فرمایا مسکرا کے کہ کہتا ہے تو یہ کیا

مَیں خواب میں بھی ملک عرب کو نہیں گیا بیعت کہاں سے اُن کو ہوئی مجھ سے تو بتا

مَیں نے کہا حضور مَیں کچھ جانتا نہیں ہیں آپ مجھ کو ٹالتے مَیں مانتا نہیں

گستاخ ہوں حضور خطا کیجیے معاف مَیں چاہتا ہوں سر حقیقت کا انکشاف

فرمایئے زبان مبارک سے صاف صاف ہیں وہ مرید آپ کے یا ہے کہا خلاف

گو میری عقل وفہم سے باتیں یہ دور ہیں آئے یقیں جو آپ کہیں بالضرور ہیں

یہ سُن کے آیا قطب دو عالم کو ولولا نعرہ کیا بلند مجھے غش سا آ گیا

آنکھیں ہوئیں جو بند تو مجھ کو نظر پڑا ہیں ایک دشت صاف میں وہ میرے رہنما

فرمایا دیکھ غور سے آئے کہاں ہیں ہم
بیٹھے تھے پہلے جس جگہ بیٹھے وہاں ہیں ہم

اس روایت میں مصنف نے اُن صاحب کا نام ظاہر نہیں کیا جو عرب کو تشریف لے گئے تھے اور جن کو یہ واقعہ پیش آیا تھا، لیکن گمان غالب ہے کہ یہ واقعہ ۱۲۸۹ھ [۷۳-۱۸۷۲ء] کا ہے جب کہ مصنف روایت حج کو گئے تھے اور خود مصنف روایت کو یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

غرض کہ جو کچھ حضرت صاحب قدس سرہٗ کے مراتب اور مدارج ہیں اُس کو جاننے والے ہی جانتے ہیں۔

## سلام

| | |
|---|---|
| سلامی دیکھ تو کیا ہے مقام آل رسول | کھڑے ہیں اولیا بہر سلام آل رسول |
| یہ حکم حق ہے پئے احترام آل رسول | نہ لے بغیر وضو کوئی نام آل رسول |
| خدا علیم ہے جو ہے مقام آل رسول | ملا ہے لام الٰہی سے لام آل رسول |
| فضائے وادیِ ایمن ہے دشت مارہرہ | ہے کوہ طور کے مانند بام آل رسول |
| نگاہ جس پہ پڑی ہو گیا وہ قطب جہاں | یہ خاص ادنی ہے اک لطف عام آل رسول |
| ادب سے دور نہ ہوتا تو مَیں یہی کہتا | سنیں کلیم بھی آ کر کلام آل رسول |
| بغیر اذن نہ چومیں ملائکہ بھی قدم | یہ دبدبہ ہے یہ ہے احتشام آل رسول |
| زبانِ قلب پہ جاری ہے نعرۂ اللہ | خدا کے ذکر سے تر ہے مشام آل رسول |
| الٰہی آل رسولی رہیں ہمیشہ شاد | معین اُن کے رہیں خود امام آل رسول |
| شمیمِ لطف سے تیرا کھلے گا غنچۂ دل | صبا یہ لائی ہے مجھ کو پیام آل رسول |
| مسیح چرخ چہارم کو یہ تمنا ہے | بنائیں ہم مہ تاباں کو جام آل رسول |

اُٹھوں گا قبر سے کہتا ہوا یہی ذاکر
نہ چھیڑے مجھ کو کوئی ہوں غلام آل رسول

**[وصال اور مزار مبارک]**

حضرت صاحب قدس سرہٗ کا وصال اٹھارہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ [۱۸۷۹ء] کو ہوا۔ درگاہ برکاتیہ مارہرہ میں بالین مزار جد بزرگوار یعنی حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کے دفن ہوئے۔ بہت سے مراثی اور تواریخ آپ کے وصال کے لکھے گئے۔ منجملہ اُن کے ایک تاریخ یہ ہے:

فرما گئے تھے قبلہ عالم شہ رسل | اُمت سے باب کعبہ پہ عین طواف میں
مَیں چھوڑتا ہوں آل رسول و کلام رب | رکھنا تم ان کو اپنے دل پاک وصاف میں
دونوں کو ایک سمجھیو گو ہیں جدا جدا | ڈالو نہ اِن کے رتبے کو تم شین و کاف میں
مانوگے ان کا کہنا تو پاؤ گے جنتیں | ہو جاؤ گے جہنمی اِن کے خلاف میں
اے موت کے فرشتے امانت رسول کی | لے کر چھپا لی تو نے قضا کے لحاف میں
تاریخ دو تین کھینچ کے مَیں آہ اب لکھوں | دقت نہ ہووے اوروں کو تا انکشاف میں
اُٹھا حجاب آج تو مجھ کو نظر پڑے | آل رسول خاک میں قرآں غلاف میں

۲۶۱۰-۱۸=۲۵۹۲÷۲=۱۲۹۶ھ

صاحب وصایا تحریر کرتے ہیں جس وقت روح مبارک جسد اطہر سے پرواز کر گئی مَیں نے بچشم خود دیکھا لبہائے مبارک جنبش میں تھے اور حضرت صاحب قدس روحہ عالم حیات کی طرح شغل اسم ذات میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ حالت جاتی رہی پھر غسل کے وقت مَیں نے لبہائے مبارک جنبش میں پائے۔ بعدہٗ مزار مقدس میں اُتارنے کے بعد مَیں نے اور جملہ حاضرین نے دیکھا کہ لبہائے مبارک جنبش میں تھے۔ اُس وقت مَیں نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ حضور والا شرع شریف میں رخنہ پڑتا ہے یہ کہتے ہی فوراً لبہائے مبارک ساکت ہوگئے اور اُس نیر برج ولایت کو پردۂ خاک میں چھپا دیا گیا۔ بعد وصال شریف چہلم کی رسم اور سالانہ عرس نہایت دھوم دھام سے ہوا کیے۔

## غزل حاجی عبدالقدیر صاحب

جس میں حضرت مرشدی و مولائی چھٹو میاں صاحب مارہروی کی اصلاح ہے:

عرس حضرت ہے سلامی چل زیارت کے لیے | آئے ہیں مرقد پہ قدسی اُن سے بیعت کے لیے
سیکڑوں گمراہوں نے راہِ ہدایت طے کری | ہو گئے مامور حضرت جب ہدایت کے لیے
لازم و ملزوم تھے ہاں اس لیے تخلیق تھی | واسطے اُن کے ولایت وہ ولایت کے لیے
قطب عالم غوث کامل افتخار اولیا | ہیں یہ سب القاب شایاں شانِ حضرت کے لیے
کیا کروں ملتی نہیں حضرت کی مجھ کو خاک پا | ہے وہ سرمہ کور باطن کی بصارت کے لیے
جب مریدوں کو کوئی ظالم ستاتا ہے کہیں | آپ آتے ہیں وہیں اُن کی حمایت کے لیے

گُل وہی ہیں پر نہیں وہ بات باغ دہر میں | چل دیے ہیں جب سے حضرت سیر جنت کے لیے
اے فلک انصاف کیا ہے قدسیوں کو دید ہو | اور ہم ترسا کریں ہر وقت صورت کے لیے
کیوں قضا کے ساتھ حضرت چل دیے تم خلد کو | کیا یہاں خدام حضرت کم تھے خدمت کے لیے
عرس ہے آل رسول پاک کا روح الامیں | چادر تطہیر لاؤ اُن کی تربت کے لیے
دیجیو دلوائیو کچھ غرض اب شاد تم | دور سے آیا ہوں حضرت عرض حاجت کے لیے
پھیر لو حضرت نہ سائل اپنا بے نیل مرام | ہے بنایا آپ کو حق نے سخاوت کے لیے
ایک وہ ہیں ہجر کا جن کو نہیں خوف و خطر | ایک ہم پیدا ہوئے ہیں رنج فرقت کے لیے
کر گناہوں کی سیاہی میرے دل سے جلد دور | آل احمد نیر برج ولایت کے لیے

ہوں مرید قادری آل رسولی اے قدیرؔ
یہ وسیلہ مجھ کو کافی ہے قیامت کے لیے

## اشعار شاہ محمد احسان اللہ قادری

دلم از خوف محشر کے ملول است | چو پیرم حضرتِ آل رسول است
گرامی گوہر درج سیادت | ہمایوں اختر برج ولایت
ز گلزارِ محمد سروِ بالا | زِ باغ مرتضٰی شمشاد رعنا
ز مقبولان رب المشرقین است | زِ مخصوصان اولاد حسین است
بود ذات شریفش فخر عالم | نظیرش نیست غیر از غوث اعظم
حقیقت یافتہ ازوے حقیقت | از و شد معرفت را زیب و زینت
در او قبلۂ اصحاب حاجات | در او کعبہ اہل مرادات
در او مامن اہل جہان است | در او تکیہ گاہ بیکسان است
در او چوں در بیت الحرام است | در او کعبۂ ہر خاص و عام است
در او مہبط کروبیان است | در او جائے طوف قدسیان است
چہ گویم وارث خلق عظیم است | کریم ابن کریم ابن کریم است
از و ملک ہدایت را نظام است | امام ابن الامام ابن الامام است
چو جدّ خود کہ ختم المرسلین است | سراپا رحمۃ للعالمین است

| | |
|---|---|
| نمایاں گشت ازوے شان حیدر | ازو شد جمع اخلاق پیمبر |
| اگر خواہی لقائے مصطفیٰ را | بیا بنگر جمال مرشد ما |
| درانیجا رحمت حق جلوہ فرماست | درانیجا ہر چہ می خواہی مہیا ست |
| بروئے قبلہ دیں شاد باشم | نہ غمہائے جہاں آزاد باشم |
| مگر از حُب حضرت شاد ہستم | زِ بند معصیت آزاد ہستم |
| بہ پائے اونہم ہر دم سر خویش | زنعلینش نمایم افسر خویش |
| زجاروب مژہ خاک رہش را | بر افشانم بصد شوق و تمنا |
| خداوندا بہ ذات پاکِ احمد | دعائے من بہ لطف خود مکن رد |
| کہ بند عشق مرشد کن اسیرم | اگر میرم بہ عشقِ او بمیرم |

من اے احساں علیمم یا جہولم
غلامِ حضرت آل رسولم

**[تصرف بعد وصال]**

وصال کے بعد کا حضرت صاحب قدس سرہٗ کا ایک یہ تصرف بھی قابل تذکرہ ہے کہ حاجی شیخ محمد عبدالقدیر صاحب مرحوم حضرت کے ایک مخصوص مرید تھے اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے ہر وقت ''یا حضرت آل رسول یا حضرت آل رسول'' کرتے تھے۔ اُنھوں نے ۱۳۲۵ھ [۰۸-۱۹۰۷ء] میں حج بیت اللہ و زیارت روضہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کیا۔ شوال ۱۳۲۵ھ [۱۹۰۷ء] کی دوسری تاریخ یہ ارادہ ہوا، چھٹی شوال ۱۳۲۵ھ [۱۹۰۷ء] کو قافلہ بدایوں کا بیت اللہ شریف کو روانہ ہونے والا تھا۔ اس قلیل عرصے میں آٹھ سو روپے کی فکر ہوگئی، تین سو روپے کی فکر ہونا باقی تھی یہاں تک کہ پانچویں شوال آ گئی لیکن اِس بقیہ رقم کی سبیل نہ ہو پائی۔ شیخ صاحب نہایت پریشان تھے، حالت پریشانی میں یہ اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے پیر کو یاد کیا:

| | |
|---|---|
| نالہ نیم شبی میں دے اثر یا اللہ | ہو مبارک مجھے طیبہ کا سفر یا اللہ |
| خیر و خوبی سے خدایا مَیں مدینہ پہنچوں | کر بہم غیب سے سامانِ سفر یا اللہ |

اُسی رات کو حضرت صاحب قدس سرہٗ کو عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور فرمایا ''میاں عبدالقدیر! حج و زیارت کو جاؤ، خدا مسبب الاسباب ہے''۔ صبح ہوتے ہی اُنھوں نے

اپنے ارادے کو مستقل کر دیا اور اپنے عزیزوں سے کہا کہ "مَیں مع اپنے بیٹے عبدالجامع کے آج جاؤں گا، خواہ بقیہ روپے کی فکر ہو یا نہ ہو، حضرت صاحب مجھ سے رات فرما گئے ہیں کہ خدا مسبب الاسباب ہے"۔ یہ کہہ کر اپنا اسباب وغیرہ درست کرنے کو اپنے بیٹے کی بہو کو حکم دیا۔ وہ کوٹھری کے اندر سے تمام اسباب پارچہ وغیرہ بکس سے نکال کر لائیں اور یہ سب اسباب درست ہو گیا۔ اُس کے بعد وہ بہو کسی اپنی ضرورت سے کوٹھری میں گئیں اور اُسی بکس کو پھر کھولا جس میں سے ابھی ابھی پارچے وغیرہ نکالے تھے تو دیکھا کہ ایک نہایت پرانے رومال میں کچھ بندھا رکھا ہے۔ کھولنے پر معلوم ہوا کہ پورے تین سو روپے تھے، جو غیب سے حضرت صاحب قدس سرہٗ کی دعا سے شیخ صاحب کو ملے۔ پس شیخ صاحب اُسی دن حج بیت اللہ کو بدایوں کے قافلے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ نیاز مند متوؔلی بدایونی نے حاجی محمد عبدالقدیر صاحب کی ایک رُخصتی نظم بھی لکھی تھی جس کے چند شعر اس وقت یاد ہیں:

ہیں بدایوں سے عرب کو جو مسلماں جاتے
اُن کے پہنچانے کو ہیں خضر بیاباں جاتے

جاتے کعبہ کو ہیں مشہوؔد و قدیؔر و جامؔی
ساتھ ہی اُن کے ہیں دو حافظ قرآں جاتے

اور بھی ساتھ ہیں کچھ اہل بدایوں اِن کے
واہ کس شوق سے ہیں صاحب ایماں جاتے

یا خدا خیر سے کعبے میں اِنہیں پہنچا دے
تیرے گھر ہیں ترے محبوب کے مہماں جاتے

جلد سب لوٹ کے آئیں بہ طفیل احمد
ہوں نہ معلوم ہمیں ہجر کی گھڑیاں جاتے

غرض کہ حضرت صاحب قدس سرہٗ کے ایسے ایسے بہت سے کمالات اور تصرفات ہیں۔

**[اولادِ امجاد]**

شجرے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب قدس سرہٗ کے دو صاحبزادے ہوئے۔

**بڑے:** حضرت سید شاہ محمد ظہور حسن صاحب قدس سرہٗ جو ۱۲۲۹ھ [۸۲-۱۸۸۱ء] میں پیدا ہوئے اور ایک پسر حضرت سید شاہ محمد ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ کو چھوڑ کر بہ حیات والد بزرگوار ۲۶ ر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ [۱۸۵۰ء] کو قضا فرما گئے۔

**چھوٹے:** حضرت سیدنا شاہ محمد ظہور حسین صاحب چھٹو میاں قدس سرہٗ العزیز جن کے دو عقد یکے بعد دیگرے حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول صاحب قدس سرہٗ العزیز کی صاحبزادیوں سے ہوئے۔

پس حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ العزیز کی وفات ظاہری کے بعد سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب قدس روحہ اور حضرت سید شاہ محمد ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس روحہ مسند برکاتیہ کے وارث ہوئے اور ہر دو حضرات کی مسند نشینی کی رسم جداگانہ عمل میں آئی۔ اس کے بعد ہر دو بزرگ زادوں نے آل رسولی سلسلہ بیعت کو جاری کیا ہزار ہا اشخاص اُن کے دست حق پرست پر داخل سلسلہ ہوئے۔

اس موقعے پر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ حضرت سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ کی عمر نے وفا نہ کی اور موت نے حضرت قدس سرہٗ کو ہم سے ہمیشہ کے لیے چھٹا لیا۔

جناب ممدوح سترہ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ [۱۸۹۵ء] کو جنت المعلیٰ کو تشریف لے گئے۔ درگاہ برکاتیہ مارہرہ کا کمرۂ جنوبی جائے آسائش ہے۔ آپ کے صاحبزادے سید مہدی حسن آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

## [نورالعارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ]

اب حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ کے حالات خاص طور پر سنیے۔

### [ولادت باسعادت اور نشوونما]

آپ ۱۲۵۵ھ [۴۰-۱۸۳۹ء] میں از بطن دختر سید دلدار حیدر (برادر سید سعادت علی ابن سید منتخب حسین بلگرامی) بمقام مارہرہ پیدا ہوئے۔ چونکہ والدِ ماجد کا انتقال ہو چکا تھا اس لیے آپ کی تعلیم و تربیت آغوش جدی میں ہوئی۔ آپ کے دادا حضرت [خاتم الاکابر شاہ آل رسول] صاحب قدس سرہٗ آپ کے ساتھ نہایت محبت فرماتے تھے اور ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ کنبے کی بعض بعض عورات جو خدمت والا میں کسی قدر گستاخ تھیں اکثر کہہ بیٹھتی تھیں کہ ''اس بچے کو بھی کیا فقیر ہی کرو گے؟'' حضرت فرماتے تھے کہ ''ہاں فقیر کروں گا اور یہ ایسا فقیر ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ اور امرا اِس کے آگے سر جھکا دیں گے''۔ چنانچہ حضرت کی اِس دعا کا اثر ہم نے یہ پایا کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ جناب میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کی زیارت کے لیے بمقام بمبئی تشریف لائے اور حضور والا سے اجازت خواندن دعائے حزب البحر کی حاصل کی۔

### [رشتۂ ازدواج]

حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ کی پہلی شادی اپنے چچا حضرت چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ کی دختر سے ہوئی جو حضرت قبلہ ہدایت سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب مدظلہ کی سوتیلی بہن تھیں۔ اُن بی بی صاحبہ کی وفات کے بعد حضرت کا دوسرا عقد اپنے پھوپھا سید محمد حیدر صاحب زیدی کی صاحبزادی سے ہوا جو نواسی حضرت سید شاہ اولاد رسول صاحب قدس سرہٗ کی ہیں اور اِس وقت تک بفضلہٖ حی وقائم ہیں۔ دونوں بیبیوں میں کسی ایک سے بھی اولاد نہیں ہے۔

### [بیعت اور رسم جانشینی]

حضرت صاحب قدس سرہٗ نے اپنی حیات شریف میں جناب میاں صاحب قدس سرہٗ کو تمام علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم دی اور جملہ رموز اور اسرار خاندانی سے خبردار کیا اور اپنا مرید اور جانشین کیا۔ اس جانشینی کا تذکرہ خود حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ نے اپنی کتاب 'وصایا' کے

صفحہ ۹۷و۹۸ پر کیا ہے فرماتے ہیں:

۱۷ربیع الاول ۱۲۶۳ھ [۱۸۴۷ء] کی شب کو بعد فاتحہ حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ دادا صاحب مجھے اپنے ہمراہ سجادہ کے مکان میں لے گئے، مَیں اُس وقت بارہ سال کا تھا، حضرت اقدس نے مجھ کو لے جا کر مسندِ عالیہ برکاتیہ پر بٹھادیا اور خود بدولت مسند کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور مجھے مبارک باد دے کر ایک روپیہ دیا۔

**[اورادواشغال]**

فن تکسیر اور علم جفر کی تعلیم حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ نے اپنے چھوٹے دادا حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین صاحب قادری برکاتی مارہروی قدس سرہٗ سے حاصل کی اور مہدی میاں اِس فن میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اور تمام اوراد و اعمال و اشغال خاندانی کی حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ نے بار ہادعوت دی اور سخت سے سخت ریاضتیں کیں۔

چنانچہ 'سراج العوارف' میں خود بدولت تحریر فرماتے ہیں:

درعمر بست سالگی خلوت اختیار کردم تا سہ سال اکثر درخلوت ماندم باصوم متواتر گاہے فصل طویل ازصوم روانداشتم و دراں مدت دوبارو سہ بار بلکہ زیادہ ازیں دعوت اسمائے ادعیہ مفصلہ ذیل بجا آوردم:

حزب البحر، سورۂ واقعہ، سورۂ مزمل، اسمائے اصحاب کہف، آیہ اللّٰہ لطیف بعبادہ، چہل اسمائے دعوت بطور خمسہ ترکیب مختصر معمولہ خاندانی، اسم بدوح سادہ، اسم بدوح باموکل، آیہ کریمہ، اسم انہ ولی الا جابة، اسم یا بدیع العجائب، اسم یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ، عمل شجرۂ زر، عمل دعائے حیدری، عمل یامقلب القلوب۔

ایں ہمہ اسمائے ادعیہ راسالہا سال بہ ادائے شرائط عامل و عمل ادائے زکوٰۃ نمودم و باروحانیت وتجلیات ایں اسما حظہا برداشتم و پابند ترک ماکولات جلالی و جمالی ومکروہات ماندم وصوم ناغہ نکردم وخلوت نہ گذاشتم و برارواح علویہ بغلبہ واستیلا حکومت حاصل کردم تا دوازدہ سال برایں منوال اوقات بسر بردم و ماورائے از

یں کہ مذکور شدند:

حرز یمانی، بشخ، برہتی، دافعہ قرشیہ، بانت العظمۃ، عمل چہارم، عمل چہارشنبہ، حروف تہجی مع موکلات، نودونہ نام باری تعالیٰ، سی وسہ آیہ۔

سالہا سال شد کہ ہروقت وِردمی دارم حالا بعضے ازیں ہا بہ سبب ضعف قوت ترک ہم کردہ ام وقرآن شریف صدہا بار خواندہ ام وِرددَرعمرے عجب نیست از روئے تخمینہ از ہزار متجاوز شدہ باشد وفتوحات کثیرہ دنیاوی ودینی یافتم اوسط فتوحات دنیاوی سالانہ پانصد روپیہ سال است کم نخواہد شد کہ اللہ تعالیٰ بہ برکت عمل شجرۂ زراز خزانہ غیب رسانید حالا آنرا سی وپنج سال می شود کہ وِرد عمل است ناغہ نشدہ است نہ ترکیب ایں ہمہ در مجموعہ وظائف نوشتہ ام، دیدہ عمل نمایند ہر کسے کہ اہلیت دارد اورا اجازت عام است کہ عمل کند ودراذ کار واشغال مراقبات از عمر نہ سالگی تا بست سالگی بذکر جہر کلمہ طیبہ نفی واثبات بطور چہار ضربے در خلوت ششماہ بحساب فی یوم وشب صدہا ضرب کہ زاید از لک ضرب شدہ باشد بہ عمل آوردم وبر دقائق علوم وحقائق آں مطلع گشتم......ع

دل من داند ومن دانم وداند دل من

وشغل نفی واثبات واسم ذات مع حبس دم وبہ غیر حبس دم بجا آوردم ومشق برزخ شیخ وآورد برود ودو بردو اشغال خمسہ وشغل دونیم سالہا سال کردم وشغل آئینہ وشغل ہر چہار مقام ملکوت وملک وجبروت ولاہوت ادا ساختم ومراقبات اسم ذات وغیرہم نمودم فیضے وحی جمالی وجلالی ہر قسم کردم وجمعیت آنرا حاصل کردم یعنی از برزخ شیخ تاختم سیر ایں راہ بہ عنایت پیران عظام فراغ حاصل کردہ۔

اس بیان سے ہر شخص حضرت اقدس جناب میاں صاحب قدس سرہٗ کے مراتب اور مدارج سمجھ سکتا ہے۔ حضرت کی سوانح عمری مولوی عطا احمد صاحب فرشوری بدایونی نے لکھی ہے اُس سے حضرت کے مفصل حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ مَیں صرف اس قدر اکتفا کروں گا کہ حضرت اپنے زمانے کے قطب بلکہ قطب الاقطاب تھے۔

## [منقبت از علی احمد خان اسیؔر بدایونی]

حضرت کی مدح میں میرے اُستاذ مولوی علی احمد خان صاحب اسیؔر فرماتے ہیں:

رنگ گلشن ہیں احمد نوری — روح ہر تن ہیں احمد نوری

بوالحسن بوالحسین بوالحسنات — حُسن احسن ہیں احمد نوری

از پئے خرقۂ ابوالبرکات — جیب و دامن ہیں احمد نوری

اچھے صاحب کے نو نہالوں میں — سرو سوسن ہیں احمد نوری

کُشتۂ عشق زندۂ جاوید — زیر مدفن ہیں احمد نوری

جن کو کہتے ہیں مہدیِ دوراں
وہ ہمہ تن ہیں احمد نوری

## [شاہِ جنات سے معاہدے کی تجدید]

جنوں سے جو عہد نامہ حضرت خواجہ سید شاہ محمد عبدالجلیل صاحب قدس سرہٗ سے ہوا ہے اُس کی تجدید حضرت احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کے دور میں پھر ہوئی۔ اس تجدید کے واقعات نہایت طول طویل ہیں، اس لیے اُس کو نظر انداز کر کے صرف اُس معاہدے کی نقل اِس موقعے پر کی جاتی ہے۔

عہد نامہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری کا ساتھ بادشاہان جنیاں خصوصاً ہشت کس اخیار صلحا قوم اجنہّ (۱) ملک زین الدین علوی (۲) ملک شاہ محمد ابراہیم مغربی (۳) ملک ابوجمہورس آغوک (۴) ملک عبدالکریم مغربی (۵) ملک ابوعمید ایوک (۶) ملک محمد عظیم الدین مشرقی (۷) ملک عبداللہ شاہ (۸) ملک محمد امین پہاڑی۔

ہم فقیر ابوالحسین احمد نوری مارہروی سے یہ عہد واثق کرتے ہیں کہ ہم سب دوست اور محبّ اور مدد و معاون تمہارے اور تمہاری اولاد کے اور مریدین و خلفا کے رہیں گے اور علیٰ ہذا القیاس یہی معاملہ ہماری جانب سے تمہاری نسبت رہے گا اور جہاں اہل اسلام بادشاہ کا دخل ہوگا وہاں ہم دخل نہ دیں گے اور جہاں ہمارا دخل ہو یعنی ہمارے مرید اور اولاد اور دوست اور عزیز ہوں وہاں تم لوگ دخل نہ کرنا اور اگر کرو تو خود بخود دربار اللہ سے سزا پاؤ اور اگر ہم میں سے کوئی دانستہ ایسا کرے تو عمل اُس کے خدا سلب کرلے اور موافق قصور کے سزایاب ہو اور ہم تمہاری مصیبت میں مدد کریں

اورتم ہمارے رنج ومصیبت میں مدد کرو اور اگر ہم سے کوئی قصور ہوتو تم معاف کرو اور تم میں سے کوئی قصور ہوتو ہم معاف کریں اور یہ عہد تا بقائے ہمارے اور تمہارے یعنی تا بقائے کلمۂ اسلام جاری رہے گا اور اگر دانستہ کوئی ہم میں سے تمہارے دخل میں بولے تو اُس کو خبردار کر دینا بوجہ من الوجوہ اس طور پر کہ اُس کو یقین کامل ہو جائے اور اگر تم نادانستہ ایسا کرو تو ہم متنبہ کر دیں اور جو جو صاحب کہ آج کل ہمارے کسی متوسل پر دخیل ہوں وہ آج سے دخل اپنا اُٹھالیں اور جہاں جہاں کہ ہم ہارج ہوں اُس سے ہم کو اطلاع دی جائے کہ ہم دست کشی کریں اور تا ہم سہ خطا از اں جانب اور سہ خطا ازیں جانب معاف ہیں۔

تحریر دوسری محرم الحرام ۱۲۷۹ھ [۱۸۶۲ء]
دستخط سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قادری برکاتی
دستخط ہشت کس بادشاہان جنیاں

**[وصال اور جانشین]**

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کا وصال ظاہری ۹ر رجب ۱۳۲۴ھ [۱۹۰۶ء] کو بمقام مارہرہ مقدسہ ہوا۔ نماز جنازہ حضرت کی مجھ کو تحقیق نہیں کہ کس نے پڑھائی ☆ خود سید شاہ محمد مہدی حسن راوی ہیں کہ وصال سے کچھ گھنٹوں پہلے آپ نے اپنے چچا زاد بھائی صاحبزادہ سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی کو (جو اِس وقت حضرت میاں صاحب قبلہ کے سجادہ نشین کہلاتے ہیں) اپنے پہلو میں بٹھلایا اور چھاتی سے لگا کر خوب زور سے دبایا اور اس طرح تمام علم سینہ حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب مدظلہ کو تفویض کر دیا۔ اُس وقت حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ سے بولا نہیں جاتا تھا، اشارے سے اپنے وظائف کا بستہ طلب فرما کر اور اُس میں سے کچھ کاغذات نکال کر حضرت شاہ مہدی حسن صاحب مدظلہ کو عنایت کیے جس میں کچھ اسرار خاندانی اور وصایا درج تھے اور تحریر کیا تھا کہ:

میرا وارث جائز سید مہدی حسن ہے اور وہی میرے بعد مسند برکاتیہ کا وارث اور مستحق ہے۔

---

☆ آپ کی نماز جنازہ استاذ العلما علامہ محبّ احمد قادری صدیقی بدایونی (متوفی: ۱۳۴۱ھ) تلمیذ رشید حضرت تاج الفحول نے پڑھائی دیکھیے اکمل التاریخ جدید، ص159، مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف۔ عبدالعلیم مجیدی

واللہ اعلم بالصواب

خود صاحبزادہ سید شاہ مہدی حسن صاحب مدظلہ العالی کی زبان فیض ترجمان سے مَیں نے سنا فرمایا کہ ”جس وقت حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز نے مجھ کو اپنی چھاتی سے لگا کر دبایا مجھ کو ہوش نہ رہا، اُسی عالم بے ہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ کل پیرانِ سلاسلِ عظام حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ العزیز سے تا بہ حضرت رسول مقبول ﷺ حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کے پاس تشریف رکھتے ہیں، حضرت قدس سرہٗ العزیز نے مجھ کو اُن بزرگان دین کے سپرد کیا اور اُن جمیع حضرات نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اُس وقت سے میرے دل کی جو کچھ کیفیت ہے وہ میرا دل ہی جانتا ہے“۔

| | |
|---|---|
| ولی ابن ولی ابن ولی ہے احمد نوری | سخی ابن سخی ابن سخی ہے احمد نوری |
| پیارا فاطمہ کا لاڈلا ہے غوث اعظم کا | نبی کا لخت دل جان علی ہے احمد نوری |

**[مزارِ مبارک اور کرامت بعدِ وصال]**

مزار پُر انوار حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کا درگاہ عالیہ برکاتیہ میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

حضرت کے موجودہ جانشین [حضرت مہدی میاں] صاحب کی روایت ہے کہ جس وقت حضور کو قبر مبارک میں اُتارا اور چہرۂ مبارک دیکھا تو لبہائے مبارک جنبش میں تھے اور حضور والا دادا جان کی طرح تسبیح میں مشغول تھے۔ اُس وقت مَیں نے عرض کیا کہ ”حضرت دادا صاحب کے لب ہائے مبارک جنباں دیکھ کر جو کچھ آنجناب نے دادا جان سے عرض کیا تھا وہی اِس وقت حضور والا سے بندہ عرض کرتا ہے، حضور والا اب عالم ظاہری سے کنارہ کش ہوئے، پھر یہ لبہائے مبارک کو حرکت کیسی؟“ اُسی وقت لب ہائے مبارک ساکت ہو گئے اور اس آفتاب ولایت کو پردۂ خاک میں پوشیدہ کر کر مَیں زنانہ مکان کو چلا گیا۔ میرے چلے جانے کے بعد اُس اندھیری رات میں ایک عجیب واقعہ گزرا ایک خادم آستانہ نے مجھے جا کر اطلاع دی کہ ابھی ابھی حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کے مزار کے اِرد گرد ایک بڑا سانپ خدام نے چکر کھاتا دیکھا، سب لوگ خائف ہو کر بھاگ نکلے، اس میں وہ سانپ مزار مقدس کے اندر سما گیا۔ مَیں فوراً اُس خادم کے ہمراہ درگاہ معلیٰ کو آیا اور روشنی لے کر تمام درگاہ اور مزار کو دیکھا، مزار پر انوار میں سانپ کے سما

جانے کا کوئی ظاہری راستہ نظر نہ آیا، البتہ گھسٹن کے نشانات مزار کے اِردگرد ضرور پائے گئے، مجبور ہو کر چلا آیا۔ رات کو عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت میاں صاحب قبلہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ ''بیٹا! وہ سانپ نہیں تھا دادا سیدنا شاہ محمد عبدالجلیل صاحب قدس سرہٗ العزیز کا فرستادہ موکل تھا، کچھ اسرار بتانے کو آیا تھا، تم کو ایسی باتوں کی تلاش نہ چاہیے۔ اس روایت کے راوی بھی خود سید شاہ مہدی حسن صاحب ہیں۔

## ماتمی نظم مصنفہ متوآلی بدایونی

جو حضرت اقدس کے ابتدائی عرس میں پڑھی گئی تھی۔

موت زندہ چھوڑنے والی نہیں
اِس بلا سے کوئی گھر خالی نہیں

کوئی دنیا میں دائمانہ نہ رہا — چار دن یاں رہا رہا نہ رہا
نام اس کا سرائے فانی ہے — اس میں ہر اک مسافرانہ رہا
سب ہوئے موت کے لیے پیدا — کوئی محفوظ از قضا نہ رہا
طوس و اسکندر و فریدوں کا — کچھ نشاں بھی پس فنا نہ رہا
گردش چرخ نے نہ چھوڑا جم — اور جامِ جہاں نما نہ رہا
ہیں فقیر و امیر یاں یکساں — نہ رہا شاہ اور گدا نہ رہا
چھوڑا عابد کو اور نہ زاہد کو — کوئی اچھا برا بھلا نہ رہا
کچھ نہ حکمت چلی حکیموں کی — اثر نسخہ و دوا نہ رہا
نہ مہندس نے پائی شکل نجات — اور لقمان کا پتہ نہ رہا
عاملوں کا عمل نہ اس پہ چلا — اثرِ دعوت و دعا نہ رہا
کہیے کس کو ہمیشگی ہے یہاں — جب محمد سا پیشوا نہ رہا
اُن کی رحلت سے ہو گیا ثابت — نہ رہے گا کوئی سدا نہ رہا
نہ رہے فاطمہ کے لخت جگر — بازوئے شاہ دوسرا نہ رہا
پنجتن ہیں نہ چار یارِ نبی — جو رہا یاں مسافرانہ نہ رہا
کیا نبی جان اور کیا انسان — مشق دست قضا زمانہ رہا

اُٹھ گئے میرے پیر و مرشد بھی — جن کا ہر طور عارفانہ رہا

سید الطائفہ کا ماتم ہے — نہ رہا پیر سلسلہ نہ رہا

کس کی اب پیروی کریں ہیہات — مقتدیوں کا مقتدا نہ رہا

اچھی باتیں سکھائے کون ہمیں — اچھے ستھروں کا لاڈلا نہ رہا

یوسفِ کارواں ہوا ہے گم — قافلے کا وہ ولولا نہ رہا

کس سے پوچھیں مسائل توحید — واقف ذات کبریا نہ رہا

کیسے ہو بحر رنج وغم سے نجات — اپنی کشتی کا ناخدا نہ رہا

کون راہ سلوک بتلادے — سالک مسلک ہدا نہ رہا

کس سے سیکھیں لطائف و اوراد — صاحب کاشف الغطا نہ رہا

بڑھتی جاتی ہے ظلمت عصیاں — نیر برج اہتدا نہ رہا

دور ہیں جادۂ طریقت سے — رہنما بوالحسین سا نہ رہا

چھپ گیا آفتاب مارہرہ — نام عالم میں نور کا نہ رہا

اُن کو کیا موت آئی، آئی ہمیں — زیست کا اپنی کچھ مزا نہ رہا

اُن کے الطاف ہم نہ بھولیں گے — نہ رہے وہ مگر فسانہ رہا

اب دعا پر ہے اپنا ختم کلام — جز دعا اور مدعا نہ رہا

یا خدا اپنا وہ بنے ہادی — ہے جو اِک مَہدیٔ زمانہ رہا

وہ کرم ہو طفیلؔ پر کہ کہے

مقصد اب کوئی یا خدا نہ رہا

☆☆☆

## [حضرت سید شاہ محمد مہدی حسن قدس سرہٗ]

اب کچھ مختصر طور پر حالات حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ کے صاحب سجادہ اور جانشین صاحبزادہ سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی کے بھی سن لیجیے۔

### [ولادت باسعادت اور بیعت وخلافت]

یہ حضرت جناب چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ کی دوسری بی بی صاحبہ سے ۱۲۸۷ھ [۷۱-۱۸۷۰ء] میں بمقام مارہرہ پیدا ہوئے۔ بسم اللہ خوانی آپ کی خود حضرت قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قادری برکاتی مارہروی نے فرمائی اور حضرت صاحب قدس سرہٗ نے اپنا مرید کیا اور سند خلافت بھی تحریر فرما دی۔ اس کے علاوہ حضرت مہدی میاں صاحب مدظلہ العالی کو حضرت کے والد ماجد حضرت چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ نے بھی مثال خلافت عطا فرمائی اور تمام اوراد واشغال خاندانی تعلیم کیے۔ غرض کہ حضرت مہدی میاں صاحب کی تمام تعلیم وتربیت حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب اور حضرت چھٹو میاں صاحب قدس سرہما کے سایۂ عاطفت میں ہوئی، بعدہٗ حضرت احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ نے یہی سنا ہے مثال خلافت عطا فرمائی اور اپنا جانشین قرار دیا۔

### [رشتۂ ازدواج اور اولاد]

حضرت مہدی میاں صاحب کی پہلی شادی اپنے خالو سید شاہ حسین صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی جو حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب کی بہن کے صاحبزادے تھے۔ اُن سیدانی صاحبہ کا انتقال ہو گیا تب دوسرا عقد حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی کا ۲۹/ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ [۱۸۹۵ء] کو حضرت سیدنا شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوا۔ اِن دلہن سے حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ کی ایک صاحبزادی اِس وقت بفضلہٖ حی وقائم ہے۔ حضرت کے سلسلۂ بیعت کو نہایت فروغ ہے۔ روزانہ مریدوں کی تعداد اضافہ ہوتی جاتی ہے۔

☆☆☆

## حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول صاحب قدس سرہٗ
## اور اُن کے سجادہ کی کیفیت

**[ولادت اور عقدِ مسنون]**

حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول صاحب قدس سرہٗ۔ حضرت عارف باللہ ستھرے میاں صاحب کے صاحبزادے ہیں جو ۱۲۱۲ھ [۹۸-۱۷۹۷ء] میں پیدا ہوئے۔ آپ کا عقد سید سعادت علی ابن سید منتخب حسین بلگرامی کی دختر سے ہوا۔

**[بیعت وخلافت]**

آپ حضرت شمس العارفین سراج السالکین حضرت سیدنا شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب قدس روحہ کے مرید وخلیفہ تھے۔اس کے علاوہ مثال خلافت اپنے والدِ ماجد قبلہ سے بھی حاصل کی تھی۔ ان کو حضرت اچھے میاں صاحب نے ایام خرد سالی میں اپنا متبنیٰ کر لیا تھا اور سنتا ہوں کہ اکثر جائداد ہائے غیر منقولہ جو حضرت کی ذاتی خرید کردہ تھیں وہ بھی اُنہیں کو عنایت کی تھیں۔

**[فن طب میں مہارت]**

فن طب کی تعلیم حضرت نے ان کو خاص طور پر دی تھی اور سلب مرض کا طریقۂ خاندانی بھی مخصوص طریقے پر حضرت اچھے میاں صاحب نے ان کو سکھایا تھا، چنانچہ اس علم میں آپ کو کامل دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کا علاج دعا اور دوا دونوں کام دیتا تھا۔

سلسلۂ بیعت بھی آپ سے جاری تھا، عام طور پر والدِ ماجد والے سلسلے میں طالبانِ بیعت کو داخل کیا کرتے تھے، اگر مخصوص طریقے پر کوئی طالب بیعت خواہش کرتا تھا تو اچھے صاحب والے سلسلے میں داخل فرماتے تھے۔ آپ کی عزت اور وقعت کی نسبت غالبًا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ سید اولاد رسول بنی فاطمہ، جگر گوشۂ رسول ستھرے صاحب کے لختِ جگر اور اچھے صاحب کے نورِ نظر تھے۔

**[اکبر شاہ بادشاہِ دہلی کی عقیدت]**

ایک مرتبہ آپ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت غلام نقشبند خاں رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ) کے مہمان ہوئے۔ بہادر شاہ ظفر کے والد ابوالنصر معین

الدین محمد اکبر شاہ کو معلوم ہوا کہ مارہرہ شریف کے ایک صاحبزادے تشریف لائے ہیں وہ حضرت کو بڑے اعزاز واکرام سے قلعے میں لے گیا اور اپنا مہمان بنایا اور حضرت کی جوتیوں کو اپنے سر پر رکھا۔

**[وصال اور مزارِ مبارک]**

حضرت کا وصال ۲۶/ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ [۱۸۵۲ء] کو بمقام مارہرہ ہوا۔ درگاہِ برکاتیہ میں پائیں مزار حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری برکاتی (جدخود) دفن کیے گئے۔

**[اولادِ امجاد]**

حضرت کے چار صاحبزادے ہوئے جن میں سے ایک لاولد فوت ہوئے۔ بقیہ تین صاحبزادوں کی اولاد اِس وقت تک بفضلہٖ موجود ہے اور اپنے اپنے گھر میں سب سجادہ نشین ہیں۔

☆☆☆

## [حضرت سید شاہ اسماعیل حسن مارہروی عرف حاجی میاں قدس سرہٗ]

### [ولادت اور بیعت وخلافت]

منجملہ اِس اولاد کے ایک میرے پیر ومرشد مخدوم ومحترم حضرت حافظ حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ (خلف حضرت سید شاہ محمد صادق میاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں) جن کی ولادت ۱۲۷۲ھ [۵۶-۱۸۵۵ء] کی ہے۔ آپ کو بسم اللہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ نے پڑھائی تھی، آپ کو اپنے نانا حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ سے بیعت ہے، اس کے علاوہ مثال خلافت حضرت حاجی میاں صاحب مدظلہ العالی کو اپنے والد حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب اور حضرت سید شاہ ظہور حسین صاحب وحضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہما سے بھی حاصل ہے اور مارہرہ کا موروثی اور قدیمی کتب خانہ بھی اِس وقت آپ ہی کے قبضہ اقتدار میں ہے۔

### [خانوادۂ برکات کا کتب خانہ]

یہ کتب خانہ حضرت ستھرے صاحب کے وصال کے وقت سے حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ کے قبضے میں تھا، جس میں تخمیناً سولہ ہزار کتب متفرق علوم وفنون کی تھیں اور تمام ملفوظات وتبرکات اسلاف کرام کے تھے۔ حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب کے وصال کے وقت سے یہ کتب خانہ سید نورالحسن صاحب کے قبضے میں آیا، اُن کے وصال کے بعد اُن کے صاحبزادوں کی کم توجہی کے باعث سے صورت اتلاف کی پیدا ہوئی۔

حضرت حاجی میاں صاحب جن کا اسم گرامی حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب ہے اُس زمانے میں سیتاپور تھے جب اس کتب خانے کے اتلاف کی خبریں اُن کے کانوں تک پہنچیں وہ مارہرہ آئے اور چاہا کہ کتب خانے کو اُن کے قبضے سے نکال کر اپنی حفاظت میں لے لیں، لیکن وہ حاجی میاں صاحب سے ایسے برہم تھے جواب دیا کہ ''چولہے میں جلا دیں گے مگر تم کو ایک کتاب بھی نہ دیں گے''۔ ناچار حاجی میاں صاحب مدظلہ خاموش ہو رہے۔ اُسی شب کو حاجی میاں صاحب نے اپنے نانا شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ کو (جو حضرت ستھرے صاحب کے چھوٹے صاحبزادے ہیں) خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ''تیرے گھر کے سوا یہ ملفوظات اور کتب اور تبرکات کہاں جا سکتے ہیں؟ مَیں نے کل کتب خانہ اور تبرکات تجھے دیے''۔

اب حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ جب صبح کو مَیں بیدار ہوا دل پر آثار خوشی کے پاتا تھا۔ الغرض نماز پڑھی اور اوراد واشغال پڑھے، وظائف سے فارغ ہوا، اس میں میرے ماموں زاد بھائیوں کا (جن کے قبضے میں کتب خانہ تھا) خادم مجھے بلانے آیا، مَیں وہاں گیا تو اُنہوں نے وہ تمام کتب خانہ اور ملفوظات اور تبرکات سب کے سب مجھ کو بلا کسی طلب وخواہش مکرر کے دے دیے، گویا یہ کرامت حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ العزیز کی ہوئی۔ اب اس کتب خانے میں قریب قریب چار ہزار کتب ہیں۔

**[تبرکاتِ خانوادۂ برکات]**

اسی موقعے پر اُن تبرکات کی تفصیل بھی بتائی جاتی ہے جو غیر مشترکہ بہ قبضہ حضرت حاجی حافظ سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی کے ہیں:

بسم اللہ شریف نوشتہ حضرت غوث پاک قدس سرہٗ۔

اکثر ملبوسات بزرگان خاندانی کے۔

تسبیحاں اکثر بزرگان خاندانی کے۔

دستار غوثیہ جو حضرت پیر برکات کو عطا ہوئی تھی۔

ایک منکا منجملہ اُن سات منکوں کے جو حضرت پیر برکات کو عطا ہوئے تھے۔

مرقع حضرت غوث پاک مختلف عمر کے جو حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری کے پاس تھے۔

مرقع حضرت خواجہ ہندالولی مختلف عمر کے جس پر حضرت شاہ حمزہ صاحب نے چشم سر سے زیارت کر کے ''اصح'' اپنے قلم خاص سے تحریر فرمایا ہے اور اپنی مہر بھی کر دی ہے۔

مرقع حضرت خواجہ سیدنا شاہ محمد عبدالجلیل صاحب مارہروی قدس سرہٗ۔

مرقع حضرت ابوالبرکات میر شاہ آل محمد صاحب مارہروی قدس سرہٗ۔

مرقع حضرت سیدنا شاہ محمد حمزہ صاحب قادری مارہروی قدس سرہٗ۔

مرقع حضرت شمس العارفین سید شاہ محمد شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب وحضرت مولانا شاہ خیرات علی صاحب سجادہ نشین کالپی شریف قدس سرہما۔

مرقع حضرت عارف وعابد سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ۔

مرقع حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین صاحب قادری برکاتی مارہروی قدس سرہٗ۔

مرقع حضرت قطب الکونین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ۔

مرقع اکثر پیرانِ عظام سلسلہ چشتیہ یعنی حضرت بابا صاحب وقطب صاحب ومحبوب الٰہی صاحب قدس سرہم۔

ملفوظات حضرت میر عبدالواحد وسید شاہ عبدالجلیل وسید شاہ اویس وسید شاہ برکت اللہ وسید شاہ آل محمد وسید شاہ مسعود خلف سید شاہ فضل اللہ کالپوی وسید شاہ حمزہ وسید شاہ آل احمد وسید شاہ آل برکات وسید شاہ اولادرسول وسید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہم خود اُنہیں بزرگان کے دست اقدس کے لکھے ہوئے۔

آہنی بغلی تکیہ حضرت پیر برکات صاحب قدس سرہٗ کا جس کو حضرت نے بغل میں لگا کر بارہا دعائے حرز یمانی تلاوت فرمائی ہے۔

آہنی بغلی تکیہ میر شاہ آل محمد صاحب کا جس پر ۱۱۰۸ھ [۹۷-۱۶۹۶ء] کندہ ہے اور جو کسی بادشاہ نے حضرت کی نذر کیا تھا۔ حضرت اُس کو بغل سے لگا کر دعائے حرز یمانی تلاوت فرماتے تھے، اب تک اُس دعا کا جلال اس بغلگیر میں موجود ہے۔

جلالی چوب دستی حضرت سیدنا شاہ اویس صاحب کی جس کا متصل تذکرہ اُن کے حال میں ہے۔

وہ کتاب غیبی اسرار کی جو بہار میں ایک درویش کامل کی معرفت حضرت اچھے صاحب کو پہنچی ہے۔

ان کے علاوہ بعض اور بھی آثار ہیں جو کبھی کسی کو دکھائے نہیں جاتے، نہ بتائے جاتے ہیں کہ وہ کیا ہیں؟ بحمد اللہ کہ تبرکات مذکورہ بالا میں سے اکثر تبرکات کی زیارت نیاز مند متوّلی بدایونی کو نصیب ہوئی ہے اور وہ نتیجہ ہے حضرت حافظ حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی احمدی مارہروی کی کفش برداری کا۔ حضرت حاجی میاں صاحب موصوف مدظلہ العالی نے مرقع تصاویر بزرگان خاندانی کی کاپیاں بھی بذریعہ فوٹو کے اس غریب متوّلی کو کرا دی ہیں اور بعض اور بھی تبرکات عنایت فرمائے ہیں اور دستار غوثیہ متبرکہ کا ایک جزو بھی مع مثال وخرقہ خلافت عنایت فرمادیا ہے۔

الغرض حضرت صاحب مدظلہ کی مجھ پر عنایت ونوازش خاص ہے، اِس کتاب کی تالیف میں بھی حضور والا نے میری بہت کچھ استمداد فرمائی ہے۔ تمام ملفوظات ودیگر کتب جن کے حوالے اس کتاب میں دیے گئے ہیں حضور والا کی مہربانی سے مجھے دستیاب ہوئیں، جس کے لیے مَیں

حضور والا کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

### اشعار مصنفہ متوؔلی بدایونی

سخی ابن سخی ابن سخی حاجی میاں تم ہو یہ بندہ آپ کا حضرت غلام خاندانی ہے
نظر الطاف کی حضرت جو ہیں بندے پہ فرماتے عنایت ہے نوازش ہے کرم ہے مہربانی ہے

### غزل مدیحہ مصنفہ متوؔلی بدایونی

کب بشر سے ہو بیاں تعریف حضرت آپ کی جا بجا قرآن میں آئی ہے مدحت آپ کی
آپ ہیں آلِ محمد آپ اولاد رسول آلِ احمد کی محبت ہے محبت آپ کی
آپ ہیں لاریب سید خود علی مشکل کشا دے گئے ہیں اس سیادت کی شہادت آپ کی
ہو بہو حضرت ہیں گویا شاہ حمزہ کی شبیہ اُن سے ہے ملتی ہوئی صورت شباہت آپ کی
تم ولی ابن ولی ابن ولی ہو اے حضور دین و دنیا میں مسلم ہے ولایت آپ کی
تم کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم مان لی ہے سارے عالم نے سخاوت آپ کی

آپ کا حاجی میاں ممنون احساں ہے طفیؔل
اس نے جو پایا ہے وہ پایا بدولت آپ کی

[**تصرفات وکرامات**]

تصرفات اور کرامات جو حضرت پیرو مرشد چراغ ولایت آفتاب ہدایت حضرت حافظ حاجی سیدنا شاہ محمد ابوالقاسم اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی احمدی مارہروی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ برکاتیہ کے جو خاکسار متوؔلی نے بچشم خود دیکھے ہیں اُن کے تحریر کرنے کو ایک جداگانہ رسالے کی ضرورت ہے۔

مَیں اِس موقعے پر حضرت حاجی میاں صاحب موصوف مدظلہ العالی کا صرف ایک تصرف بیان کر کے ناظرین کو دکھاؤں گا کہ حضرت حاجی میاں صاحب کیا ہیں۔

مسماۃ لیاقت النسا نے (جو کہ میری رشتے کی دادی ہوتی ہیں) اپنی جائداد واقع موضع کھریا پرگنہ بدایوں و بدایوں خاص کے بذریعہ دستاویز وقف نامہ مورخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۱۰ء بغرض مصارف نیاز حضرت اچھے صاحب مارہروی و سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی و دیگر امور خیر کے خالصاً للہ وقف کی اور میری زوجہ مسماۃ اقدس النسا کو اُس جائداد کا متولی مقرر کیا۔

نقل دستاویز وقف نامہ حسب ذیل ہے:

**اسٹامپ آٹھ روپے:**

من کہ مسماۃ لیاقت النساز وجہ مولوی ابو محمد قوم شیخ ساکن بدایوں محلّہ سوتھا کی ہوں جو کہ مَیں مقرہ لاولد اور ضعیف العمر اور ناخواندہ ہوں اور عمر مستعار کا کوئی اعتبار نہیں ہے، میری عرصے سے خواہش تھی کہ مَیں اپنی مقبوضہ جائداد بہ نظر ثواب اُخروی وقف کردوں، اپنے ارادے کا اظہار مَیں نے اپنے رشتہ دار شیخ اعجاز احمد سے کیا، اُنہوں نے مجھ کو ضعیف العمر اور ناخواندہ تصور کر کے محض براہِ دھوکا اور فریب ایک دستاویز ہبہ نامہ ۱۲؍جنوری ۱۹۱۰ء کو بنام حسنین احمد اپنے پسر کے بہ اہتمام اپنے منجانب میری تحریر کرا کر رجسٹری کرا لیا، مجھ کو دستاویز مذکور کے مضمون سے بے خبر اور لاعلم رکھا، ہبہ نامہ مذکور کا کوئی عمل درآمد نہیں ہوا، نہ مجھ مقرہ نے قبضہ اپنی حقیقت کا اُٹھایا، نہ حسنین احمد کو قبضہ دیا، نہ حسنین احمد کو ہبہ کرنے کی میری نیت تھی، نہ مَیں اُس ہبہ پر راضی ہوں۔

اب بہ تنسیخ اُس ہبہ کی مَیں مقرہ بحالت صحت نفس و ثبات عقل اپنے بلا سکھائے و سمجھائے کسی کے بخوشی خاطر اپنے موازی سات بیگہ ایک بسوہ پختہ آراضی نمبر ۱۸۸، ۱۸۹ و ۱/۴۳۲ و ۴۳۲/۲ و ۴۶۹ و ۴۶۸ معافی الاخراج واقع کھریا رہلو پٹی نورالدین نمبر کھاتہ کھیوٹ ۲۴ محال سفید تھوک گیارہ بسوہ پرگنہ بدایوں و آراضی نمبر ۸۵۵ تعدادی ایک بیگہ سات بسوہ پختہ واقع بدایوں محال منضبطہ مندرجہ کھاتہ کھیوٹ نمبر ۲۱۰ کل مالیتی تخمیناً چھ سو روپے محض خالصاً للہ وقف کرتی ہوں۔ آمدنی جائداد مذکور میں دو روپے سالانہ متولی، مہتمم نبی خانہ واقع بدایوں محلّہ سوتھا کو بغرض صرف محافل میلاد شریف حضور سرورِ عالم ﷺ تا قیام محافل نبی خانہ دے دیا کرے۔ بقیہ آمدنی میں سے نیاز حضرت سید شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب مارہروی و نیاز حضرت سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی کی و فاتحہ سالانہ میرے والد و والدہ و شوہر و بھائی و بھاوج و مسماۃ وصی النساز وجہ اول رضا احمد کی اور میری تواریخ معینہ پر کھانا پکوا کر کر دیا کرے اور وہ کھانا مساکین کو تقسیم کر دیا جایا کرے۔

مَیں نے حقیقت مذکورہ سے اپنا قبضہ اٹھا لیا اور متولی کا قبضہ کرا دیا، مجھ کو کوئی دعویٰ ملکیت نسبت حقیقت مذکورہ باقی نہیں رہا، جائدادِ مذکورہ وقف رہے گی اور آمدنی اُس کی امور خیر متذکرہ بالا میں صرف ہوتی رہے گی، وہ ہمیشہ ناقابل انتقال بذریعہ بیع یا رہن یا کفالت یا ہبہ یا تملیک

ہوگی اور مَیں بذریعہ اس دستاویز کے مسماۃ اقدس النساز وجہ طفیل احمد کو (جس کو مَیں نے بطور اپنی بیٹی کے پرورش کیا ہے) متولی کرتی ہوں۔ تاحیات مسماۃ مذکور متولی جائداد موقوفہ مذکورہ بالا کی رہے گی اور انجام خدمات متعلقہ وقف حسب تصریح بالا کرتی رہے گی۔ بعد مسماۃ مذکور جس کو وہ متولی نامزد کرے اگر وہ نامزد نہ کرے تو اُس کا شوہر اگر بقید ہو ورنہ اور شخص میرے خاندان پدری و مادری کا جو لائق ہو متولی جائداد موقوفہ کا ہوگا اور ہر متولی کو اختیار دوسرے متولی مقرر کرنے کا رہے گا۔ اگر متولی اغراض مذکورہ بالا میں آمدنی جائداد موقوفہ صرف نہ کرے تو بشرط ثبوت بددیانتی وہ برخاست ہوسکتا ہے۔ متولی کو اختیار تحصیل لگان جائداد موقوفہ و بے دخلی کاشتکاران واضافہ لگان وقرقی وغیرہ مثل مالکان کے حاصل رہیں گے۔ متولی کو یہ بھی حق ہوگا کہ کاغذات مال میں میرا نام خارج کراکے اپنا نام بحیثیت متولی جائدادو موقوفہ درج کرالے، مجھ کو یا میرے ورثا کو اب یا آئندہ کوئی دعویٰ جائداد مذکور سے نہ ہوگا، لہٰذا یہ وقف نامہ لکھ دیا کہ سند ہو۔

فقط المرقوم اُنیسویں جنوری ۱۹۱۰ء
بقلم احمد علی ساکن بدایوں محلّہ سوتھا

نوٹ: سطر بائیس کے آخر میں لفظ مجھ کو قلمزد ہے اور بالائے سطر لفظ مجھ کو تحریر ہے۔
احمد علی کاتب دستاویز

نقل حاشیہ دستاویز وقف نامہ مذکور

العبد

نشان انگوٹھا چپ لیاقت النسا مقرہ

| | |
|---|---|
| گواہ شد<br>محمد عبدالوفی ولد محمد فقیہ الدین<br>ساکن بدایوں محلّہ سید باڑہ بقلم خود | گواہ شد<br>نظام الدین حسین ولد محمد فخر الدین<br>ساکن بدایوں محلّہ سوتھہ بہ اقرار مقرہ |
| گواہ شد<br>محمد عبدالقوی عفی عنہ ولد حاجی محمد فقیہ الدین<br>قوم شیخ محلّہ سید باڑہ ساکن بدایوں | گواہ شد<br>محمد عبدالرب مختار ولد مولوی کمال الدین احمد<br>ساکن بدایوں محلّہ قاضی ٹولہ اندرون چوک<br>بقلم خود بہ اقرار مقرہ |

| گواہ شد<br>احمد علی ولد محسن علی قوم شیخ<br>ساکن بدایوں محلّہ سوتھہ کاتب دستاویز ہذا<br>بقلم خود بہ اقرار مقرہ | گواہ شد<br>رضی الاسلام ولد قاضی ریاض الاسلام<br>قوم شیخ ساکن بدایوں محلّہ چاہ میر<br>بقلم خود بہ اقرار مقرہ |
|---|---|
| گواہ شد<br>نشانی کھنجن ولد جیکہ چمار کھریا<br>نشان انگوٹھا | گواہ شد<br>امۃ الفاطمہ سعیدہ |
| گواہ شد<br>نشان انگوٹھا جمال الدین دوکان دار<br>محلّہ سوتھہ | گواہ شد<br>طفیل احمد ساکن بدایوں محلّہ سوتھہ<br>بقلم خود بہ اقرار مقرہ |
| گواہ شد<br>عطا محمد بقلم خود ولد محمد وزیر الدین<br>ساکن بدایوں محلّہ قاضی ٹولہ<br>وکیل عدالت دیوانی بدایوں | گواہ شد<br>محمد معین الاسلام ولد قاضی قمر الاسلام<br>بقلم خود |

یہ دستاویز منشی محمد نذیر صاحب سب رجسٹرار تحصیل بدایوں نے مسماۃ لیاقت النسا کو مکان مسماۃ امۃ الفاطمہ سعیدہ زوجہ مولوی رضا احمد وکیل واقع بدایوں محلّہ سوتھہ پر سُنا اور سمجھا کر ۲۸/جنوری ۱۹۱۰ء کو تصدیق کی اور دستاویز مذکور بھی نمبر ایک جلد ۲۸۰ کے صفحات ۱۱۷ الغایۃ ۱۱۹ میں نمبر ۲۲۷۴ پر تاریخ ۵/فروری ۱۹۱۰ء کو رجسٹرڈ ہوئی۔

جیسا کہ دستاویز وقف نامہ کے مضمون سے ظاہر ہے مسماۃ لیاقت النسا کو دھوکا دے کر موضع کھریا کی حقیت کا ایک ہبہ نامہ ۱۲/جنوری ۱۹۱۰ء کو بنام حسنین احمد لکھا کر رجسٹری کرا لیا گیا تھا۔ شرع محمدی کا یہ ایک مسئلہ ہے کہ اگر موہوب لہ جائداد موہوبہ کو منتقل کر دے تو پھر یہ واپس نہیں ہو سکتا ہے۔ اس اصول پر حسنین احمد نے اس جائداد کو فوراً اپنی بی بی مطیعہ خاتون کے نام بعوض پانچ سو روپے جز و دین مہر کے بذریعہ بیع نامہ مورخہ ۱۶/جنوری ۱۹۱۰ء فرضی اور نمائشی بیع کر دیا۔

قصہ کوتاہ مطیعہ خاتون مذکور نے مسماۃ اقدس النسا متولی وقف پر نالش عدالت منصفی شرقی

بدایوں میں ۲۴؍اپریل ۱۹۱۱ء کو بہ نمبر ۱۹۱، اس بیان سے کہ ہبہ نامہ اور بیع نامہ جائز اور صحیح ہے اور وقف اور اغراض وقف ناجائز ہیں اور وقف نامہ مذکور بذریعہ جبر وتسلط بے جا حاصل کیا گیا ہے بغرض دخل کے دائر کی۔ مولوی محمد انصار حسین و منشی سلامت رائے صاحب بدایوں کے قابل اور لائق وکلا مدعیہ کی طرف سے پیروی کے لیے مامور تھے اور ایک جم غفیر مدعیہ کا معاون اور مددگار تھا۔ یہاں سوائے خدا کی ذات اور پیران سلسلہ کے نہ کوئی یار نہ غم خوار ہر وقت یہ اشعار ورد زبان تھے:

یا نبی خار عدو کا مجھے کھٹکا کیا ہے — تم مددگار ہو پھر زور کی پروا کیا ہے
زور و زر کچھ نہیں ہے شہ کی عنایت پہ نظر — ورنہ اک بیکس و ناچیز یہ بندا کیا ہے
اُس طرف سیکڑوں دشمن ہیں ادھر شہ کی مدد — مجھ کو دشمن کے مقابل میں یہ تھوڑا کیا ہے
لطف حضرت سے ہیں کچھ معرکے سر پہلے کیے — شہ کے اقبال سے اب یہ صف اعدا کیا ہے
آپ چاہیں تو نہ ہو میرے عدو کا چاہا — مَیں جو چاہوں وہ ہو سب کچھ ابھی چاہا کیا ہے

ہوں ظفر یاب مَیں دشمن کو شکست فاحش
تم کو یہ بات بڑی اے شہ بطحا کیا ہے

غرض یہ ہے کہ یہ دعویٰ نہایت دھوم دھام اور زور وشور کے ساتھ دائر کیا گیا تھا لیکن حضرت پیر ومرشد سیدنا شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مارہروی صاحب مسندِ برکاتیہ اور دیگر پیران طریقت کے سامنے بھلا کیا زور اور کہاں کا دعویٰ؟

کیا بیاں ہوں متوّلی سے فضائل اُن کے — خالی دروازے سے پھرتا نہیں سائل ان کے
سچ تو یہ ہے کہ مخالف بھی ہیں قائل ان کے — منھ کی کھاتا ہے جو آتا ہے مقابل ان کے

الغرض مَیں نے گھبرا کر مقدمے کے تمام حالات حضرت پیر و مرشد برحق حاجی میاں صاحب مدظلہ العالی کے تحریری طریقے پر گوش گزار کیے اور حضرت کو لکھا کہ مَیں آپ ہی کے دادا، پردادا کا نام لیوا ہوں اور یہ حقیت جس کا مقدمہ لڑایا گیا ہے آپ ہی کے دادا، پردادا کے نام سے منسوب ہے، اگر مَیں مقدمہ ہار گیا تو بڑی ہنسی ہوگی، لہٰذا آپ حضرت اچھے میاں صاحب کا صدقہ میرے حق میں خدا کی جناب میں کامیابی کی دعا فرمایئے اور مخصوص وقت میں پیرانِ طریقت سے میری سفارش کر دیجیے کہ وہ بے کس و بے یار متوّلی کی دستگیری فرمائیں۔ اس کے جواب میں حضرت نے اپنے فرمان مؤرخہ چہاردہم رجب شریف ۱۳۲۹ھ [۱۹۱۱ء] میں مجھ کو لکھا

کہ ’’تو خاطر جمع رکھ اور مطمئن رہ، اگر تیرا کوئی شریک اور ساتھی نہیں ہے تو ہم تیرے ساتھی ہیں اور ہم نے یہ حقیت تجھ کو دے دی، اب تجھ سے کوئی نہیں لے سکتا ہے، تیرے مخالف منہ کی کھائیں گے اور تو ان شاء اللہ تعالیٰ مقدمے میں کامیاب ہوگا۔ حضرت اچھے صاحب اور جملہ پیرانِ طریقت تیرے ہر وقت معاون اور مددگار ہیں‘‘۔

یہ وہ تحریر ہے جو حضرت نے مقدمے کا حکم سنائے جانے سے پیشتر مجھ کو لکھی تھی اور اُسی دن سے مجھ کو اطمنان ہو گیا تھا۔ اُس کے بعد حضرت بدایوں تشریف لائے، مَیں نے موقع پا کر پھر عرض کیا کہ ’’حضرت! مقدمے کی وجہ سے نہایت پریشانی اور تشویش میں ہوں، کوئی وظیفہ وغیرہ تعلیم فرمایئے کہ وہ پڑھا کروں‘‘، فرمایا کہ ’’میاں! فضول پریشان ہوتے ہو، ہم نے تم کو لکھ تو دیا ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے، تم سے وظیفہ نہیں پڑھا جاوے گا، ہم وظیفہ خود پڑھ دیں گے‘‘۔ حضرت کی اس تقریر سے بھی مجھ کو اطمنان ہو گیا، لیکن اہل غرض مجنون ہوتا ہے۔

دوسرے دن حضرت کو تنہا پا کر پھر عرض کیا کہ ’’حضرت! یہ تو فرمایئے کامیابی عدالت ابتدائی سے ہوگی یا عدالت اپیل سے؟‘‘ فرمایا ’’میاں! بدایوں کی عدالت منصفی سے تمہاری کامیابی ہے، بار بار کیوں دریافت کرتے ہو؟ اگر تم مقدمے میں ناکامیاب ہو جاؤ تو مجھ کو سید نہ کہنا‘‘۔ یہ الفاظ سن کر مجھ کو پھر تو ایسا اطمنان کلی ہو گیا کہ مَیں نے پھر حضرت سے تقریری یا تحریری کچھ مقدمے کا تذکرہ نہ کیا اور حضرت کی جو تحریرات اُس کے بعد میرے نام آئیں اُن میں ہمیشہ تحریر ہوتا تھا کہ ’’میاں! مقدمہ تو تم جیت گئے، اب یہ کہو کہ ظاہری حکم ہوا یا ابھی نہیں‘‘۔ مَیں حضرت کو لکھ دیتا تھا کہ ’’ابھی حکم نہیں ہوا ہے‘‘۔ حضرت کی وہ تمام تحریرات میرے پاس موجود اور محفوظ ہیں۔ المختصر بدایوں کے قابل منصف بابو گوبند پرشاد صاحب نے ۲۳ ستمبر ۱۹۱۱ء کو اس مقدمے میں تجویز سنائی، دعویٰ مدعیہ مع خرچہ ڈسمس ہوا۔ خرچہ اقدس النسا مدعی علیہ کا ذمہ مدعیہ عائد کیا گیا۔

میرے نزدیک اقدس النسا مدعی علیہا کی کامیابی نتیجہ ہے حضرت پیر و مرشد حافظ حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی مارہروی سجادہ نشین درگاہ عالیہ برکاتیہ کی دعا کا۔

پس کہاں ہیں طالبان بیعت اور عاشقان خاندان مارہرہ آئیں اور حضرت پیر و مرشد برحق مدظلہ العالی کے کفش برداروں اور غلاموں کی فہرست میں اپنا نام درج کرائیں اور دین و دنیا کے

فیوض و برکات حاصل کریں۔ خدا کی قسم اِس زمانے میں آفتابی مشعل ہاتھ میں لے کر قطب شمالی سے سطح زمین کی حد جنوبی تک ڈھونڈو گے تب بھی حضرت حاجی میاں سے اچھا پیر نصیب نہ ہوگا۔

پیر ایسا نہ زمانے میں کہیں پاؤ گے
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ مہ تاباں لے کر

غرض کہ حقیت مذکورہ وقف ہے اور نیاز حضرت اچھے میاں صاحب وسیدنا شاہ آل رسول صاحب مارہروی قدس سرہما کی بدایوں میں تواریخ معینہ پر مسماۃ اقدس النساز وجہ طفیل احمد متوّلی کے اہتمام اور تولیت میں ہر سال خوب دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ اس نیاز میں غربا اور مساکین کو کھانا وغیرہ محض خدا کے واسطے تقسیم کیا جاتا ہے۔

اب حقیت موقوفہ کا ایک فرضی بیع نامہ حسین احمد نے حافظ حاجی حکیم مجاہد الدین ذاکر احمد صاحب آل رسولی بانی نبی خانہ بدایوں سے (جو مسماۃ لیاقت النسا کے چچازاد بھائی ہیں) بہ اظہار ادائے تین سو روپے قیمت فرضی کے بنام اپنے بہنوئی مجتہد الدین کے تاریخ ۱۷رنومبر ۱۹۱۱ء کو لکھا گیا ہے، چونکہ مسماۃ لیاقت النسا فوت ہو چکی ہے حافظ صاحب موصوف نے اُس کا وارث ہونے کی حیثیت سے خلاف منصب اپنے اور زائد از اختیار ناجائز طور پر یہ بیع نامہ اس مضمون سے لکھا ہے کہ آراضی مذکورہ متروکہ مسماۃ لیاقت النسا سے حسب شرع محمدی مجھ کو پہنچی ہے اور مَیں اُس کا جائز مالک ہوں سو مَیں نے بنام مجتہد الدین بیع کی آراضی مذکورہ بالفعل بہ قبضۂ ناجائز مسماۃ اقدس النسا کے ہے مشتری کو اختیار ہے کہ حسب ضابطہ بر جوع نالش یا بطور خود مسماۃ اقدس النسا سے قبضہ حاصل کرے اور جو حقوق مجھ کو حاصل ہوئے تھے وہ طرف مشتری کے بذریعہ اس بیع کے منتقل ہوئے:

عادت نہ جائے گرچہ قیامت ہی کیوں نہ آئے
مرنے کے بعد پھر کوئی جھگڑا اُٹھایئے

اب ہمارا حافظ صاحب سے سوال ہے کہ کیوں حضرت؟! اقدس النسا کے قبضے کو آپ ناجائز کس طریقے پر کہتے ہیں اگر آپ جواب دیں گے کہ اغراض وقف یعنی مولود اور نیاز شرعاً جائز نہیں ہیں تو ہم اُس کو جائز ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ علاوہ اس کے آپ تو خود اُنہیں افعال کے پابند اور اسی رسم و رواج کے کرنے والے ہیں پھر یہ کیا کہ ''بھیا را فضیحت اور بہن را نصیحت'' مسماۃ

لیاقت النسا آپ کی چچازاد بہن تھیں، آپ کی دیکھا دیکھی وہ بھی اسی رسم و رواج اور اسی مذہب کی پابند ہوئیں اور اگر حافظ صاحب کا قبضۂ ناجائز سے کوئی دوسرا منشا ہے تو ہم اُس کے ثابت کرنے کو ہر طرح موجود ہیں۔ غرض کہ عدالت میں چل کر اس معاملے کو بھی طے کرالو، خموش بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔

یہ کیا کہ آپ نیم نگہ کرکے رہ گئے
جو شعبدہ اُٹھائیے پورا اُٹھائیے

ہم تو اس مقدمے سے بھی مطمئن ہیں، ہمارے پیرو مرشد نے اپنی تحریر مؤرخہ ۱۱رذی الحجہ ۱۳۲۹ھ [۱۹۱۱ء] میں ہم کو تحریر کردیا ہے ''جو لوگ آپ کے مخالف ہیں وہ خود شرمندہ ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی نقصان دینی یا دنیوی نہیں پہنچا سکیں گے، آپ اطمینان رکھیے، ہم اور ہمارے بزرگ آپ کے معاون اور مددگار ہیں۔ طفیل بہت قریب ہے وہ دن کہ تمہارا مخالف پشیمان ہو کر تم سے معافی مانگے گا''۔

☆☆☆

## [حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین امیر عالم مارہروی قدس سرہٗ]

حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین صاحب خلف اصغر حضرت ستھرے صاحب قدس سرہٗ کے حالات اور اُن کے سجادہ کی کیفیت:

### [ولادت باسعادت]

آپ چھوٹے صاحبزادے حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کے ہیں، دوسری بی بی صاحبہ سے ۱۲۲۳ھ [۰۹-۱۸۰۸ء] میں بمقام مارہرہ پیدا ہوئے جو باڑی کے سید غلام شاہ حسین صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ جس وقت پیدا ہوئے اُس وقت ان کی ہمشیرۂ کلاں (جو حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کو بوجہ خردسالی کے بہت عزیز تھیں) دوڑی ہوئی حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچیں۔ حضرت اُس وقت خلوت خانے میں تشریف رکھتے تھے، یہ جا کر سینہ مبارک پر بیٹھ گئیں اور عرض کیا ''ہمارے بھیا ہوا ہے''، حضرت یہ خبر فرحت اثر سن کر دولت خانے میں تشریف لے گئے، سیدانیوں نے (جو خدمت والا میں کسی قدر درخور تھیں) اس بچے کو حضرت کو دکھایا اور عرض کیا کہ ''آج ایک فقیر تمہارے گھر میں اور زیادہ ہوا''۔ حضرت نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ''یہ تو بڑا امیر ہے''۔ حضرت کے اس فرمانے کا جو کچھ اثر ہوا وہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

### [حضور شمس مارہرہ کی شفقت و محبت]

اِس کے بعد حضرت نے غلام محی الدین امیر عالم، اُن صاحبزادہ صاحب کا نام رکھا اور حکم دیا کہ اس بچے کو جو چیز بطور دوا دی جاوے وہ پلانے سے پہلے میرے سامنے لائی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا جاتا تھا۔ آپ اُس کو پہلے چکھ لیتے تھے پھر پلانے کے واسطے حکم ہوتا تھا، پھر جب حضرت غذا کھانے کے قابل ہو گئے تو حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ نے اپنا یہ معمول کیا کہ جو چیز خود تناول فرماتے وہ تناول فرمانے سے پہلے ان کو چکھا دیتے۔ یہ معمول حضرت مرشد اعلیٰ کا تا بہ حیات رہا۔ سیدانیوں نے اس کا سبب پوچھا فرمایا ''اس بچے کو حضرت غوث پاک کے ساتھ خاص نسبت ہے، اس وجہ سے مَیں ایسا کرتا ہوں اور اسی سبب سے مَیں نے اس کا نام غلام محی الدین رکھا ہے''۔

اس غلام محی الدین نام رکھے جانے کا یہ اثر آخر عمر تک رہا کہ حضرت جب کبھی کسی کے سامنے تقریر فرماتے تھے سوائے سکوت کے اُس کو کچھ چارہ نہ ہوتا تھا۔ حضرت اچھے صاحب قدس

سرہٗ کو آپ کے ساتھ خاص محبت تھی اور کیوں نہ ہوتی، حضرت کے دلبند لخت جگر نور نظر تھے۔ بارہا حضرت نے ان کو اپنے کاندھوں پر چڑھایا، چھاتی پر سلایا، جب ہوشیار ہوئے خاندان برکاتیہ کے مخصوص طریقوں پر چلنا سکھایا اور تعلیم ظاہری کے بعد تعلیم باطنی فرمائی۔ تمام اوراد و اشغال و اسرار خاندانی سکھا کر اپنے سلسلۂ بیعت میں داخل فرمایا۔

اس کے علاوہ حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز نے بھی آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تعلم میں اپنے حتی المقدور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ فن تکسیر سکھایا، تمام مقامات سلوک طے کرائے۔ علم جفر کی تعلیم بھی دی۔ ملاقات روحانیات میں آپ کا شہرہ خاص تھا۔ آپ کا عقد بلگرام میں سید سعادت علی ابن سید منتخب حسین بلگرامی کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوا۔

**[امیر عالم نام کی برکت]**

حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ نے جو امیر عالم فرمایا تھا اُس کا یہ اثر ہوا کہ تمام عمر آپ کے اخراجات امیرانہ رہے اور وفات شریف کے وقت تک شاہانہ زندگی بسر کی، لیکن عمیق نظر سے دیکھا جاتا تھا تو اسباب ظاہری اُس پایے کے اخراجات معلوم نہ ہوتے تھے۔

منشی اصغر علی حضرت کے باورچی خانہ کے مہتمم تھے، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت شروع ہفتے میں مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ ''کہو آنے والے ہفتے کے لیے کس قدر خرچ کی ضرورت ہوگی؟'' مَیں زیادہ سے زیادہ تخمینہ بتا دیتا تھا کہ اس قدر کی ضرورت ہے۔ دوسرے روز بعد نماز صبح حضرت مجھ کو حکم دیتے تھے کہ ''اصغر علی! مصلے کی نیچے اشرفیاں رکھی ہیں وہ لے لو''۔ مَیں جب دیکھتا تھا تو اپنے تخمینے کے موافق مرشد آبادی اشرفیاں رکھی پاتا تھا۔ غرض کہ ہر ہفتے یہی معمول رہتا تھا۔ حضرت عمل شجرۂ زر کے بڑے عامل تھے جو ایک نہایت مؤثر خاندانی عمل ہے اور جو حضرت کو اچھے میاں صاحب و ستھرے میاں صاحب قدس سرہما نے تعلیم فرمایا تھا، اُس کی برکت اور حضرت اچھے صاحب کی دعا سے حضرت کو خزانہ غیب سے یہ دولت پہنچتی تھی۔

**[سجادہ نشینی اور اجرائے سلسلہ]**

بعد وفات ظاہری حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کے ۱۲۵۲ھ [۳۷-۱۸۳۶ء] میں آپ سجادہ نشین ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کے سلسلۂ بیعت کو جاری کیا۔ مخصوص حضرات کو جو خواہش مند ہوئے حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ کے سلسلے میں بھی مرید فرمایا۔

[ایک کرامت]

حضرت کے ایک خلیفہ شاہ غلام حسین صاحب تھے، وہ حالت تلوین میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سدا سہاگ لباس میں لکھنؤ کی ایک مسجد میں جمعہ کی نماز کو گئے، بعد نماز جمعہ ایک مولوی صاحب کا وعظ ہوا، شاہ صاحب بھی محفل وعظ میں شریک تھے۔ مولوی صاحب نے اثنائے تقریر میں شاہ صاحب پر بھی دو چار جملے کہےاور یہاں تک جوش میں آ گئے کہ بالآخر شاہ صاحب کی وضع اور لباس پر کھلم کھلا اعتراض کرنے لگے۔ شاہ صاحب پہلے تو اپنی کسر نفسی سے مولوی صاحب کے اعتراضات کے جواب میں بجااور درست کرتے رہےاور آپ کو گنہگاراور شرم سار کرتے رہے اُس پر بھی مولوی صاحب کا جوش فرو نہ ہوا، یہاں تک کہ واعظ صاحب اپنی تقریر میں اُن بیچارے مارہرہ کے نام لیوا فقیر کو سب وشتم سے یاد کرنے لگے۔ اُس وقت شاہ صاحب یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے کہ'' بابا! مارہرہ کے فقیر کے ساتھ تو بھی اُس کوچے کی ہوا کھائے تو اِس مزے سے واقف ہو''۔ حضرت شاہ صاحب کا یہ کہہ کر مسجد کی سیڑھیوں سے نیچے اُترنا تھا کہ مولوی صاحب کتاب رکھ، وعظ چھوڑ شاہ صاحب کے پیچھے پیچھے ہو لیے اور شاہ صاحب کے ساتھ لکھنؤ کے بازاروں میں دکان دکان رقص کرنے لگے، دوایک روز یہی حالت رہی۔ لکھنؤ کی ہر گلی کوچے میں یہ خبر مشہور ہوگئی۔

تیسرے روز یہ اتفاق پیش آیا کہ ایک جانب سے شاہ غلام حسین صاحب اور مولوی صاحب جا رہے تھے، دوسری جانب سے حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرۂ تشریف لاتے تھے، احاطہ فقیر محمد خان کے قریب اتصال ہوا۔ دونوں قدم بوسی کی رسم بجالائے۔ حضرت قدس سرۂ نے مولوی صاحب کی نسبت شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ'' یہ کون ہیں؟'' شاہ صاحب نے تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ'' مَیں نے انہیں بھی اس کوچے کی ہوا کھلا دی''۔ حضرت قدس سرۂ نے فرمایا'' افسوس ہے کہ فقیر ہو کر اتنا غصہ کرتے ہو؟'' اُس وقت شاہ صاحب حضرت کی معتوب نظر دیکھ کر پریشان ہوئے اور مولوی صاحب سے کہنے لگے'' آپ تشریف لے جائیں اور آپ اپنا کام کریں مَیں اپنا کام کروں''۔ شاہ صاحب کے اِس قدر فرما دینے سے مولوی صاحب ہوش میں آ گئے اور تشریف لے گئے، بعدۂ حضرت قدس سرۂ کے دست اقدس پر بیعت میں داخل ہوئے۔

[دوسری کرامت]

دوسرا تصرف حضرت [سیدنا شاہ امیر عالم] قدس سرۂ کا سنیے:

نواب محمد خان صاحب بریلوی (جو حافظ الملک حافظ رحمت خان صاحب شہید نواب کٹھیر کی نسل سے تھے اور سرکار اودھ میں بعہدۂ نظامت مامور تھے) ایک مرتبہ حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین صاحب کو حالت صاحبزادگی میں اپنے ہمراہ اودھ کو لے گئے۔ اُسی زمانے میں نواب محمد خان کے مخالفوں اور دراندوزوں نے (جو اودھ کی سرکار میں تھے) موقع پا کر سرکار کے گوش گزار کیا کہ نواب محمد خان نے کچھ سرکاری روپیہ خورد بُرد کیا ہے اور اُسی کے ساتھ یہ شکایت بھی کی گئی کہ نواب محمد خان حافظ الملک کی نسل سے ہیں جو سرکار اودھ کے ہمیشہ معاندر ہے ہیں۔ غرض کہ اودھ کی سادہ لوح سرکار کو مخالفین نے نواب محمد خان کی طرف سے خوب برافروختہ کر کے فوراً بنام حکیم محمود خان صاحب سیتاپوری نظامت کا پروانہ اور نواب محمد خان کی معزولی کا حکم جاری کرا دیا اور حکم ہوا کہ جس وقت تک نواب محمد خان کل حساب کتاب حکیم صاحب کو نہ سمجھا دیں اور اپنا ذمگی مطالبہ ادا نہ کر دیں حراست میں رکھے جاویں۔ حکم پا کر حکیم محمود خان صاحب جو نواب دبیر الدولہ کے قرابت دار تھے فوراً موقع پر پہنچے اور نواب محمد خان سے عہدۂ نظامت کا چارج لے کر اُن کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ پھر حساب کتاب جو دیکھا تین لاکھ روپے بذمہ نواب محمد خان صاحب مطالبہ سرکاری نکالا۔

القصہ حکیم صاحب نے اپنے ہمراہ اُن بیچارے معزول ناظم کو لے کر لکھنؤ کو چلے، اس سفر میں حکیم صاحب کے ہمراہ اُن کے اہل و عیال بھی تھے۔ راستے میں حکیم صاحب کے بچہ پیدا ہوا (جس کا نام حکیم صاحب نے ہادی علی خاں رکھا جو اِس وقت تک حی و قائم ہیں اور مولوی ہادی علی خاں سیتاپوری مشہور ہیں) اس بچے نے پیدا ہونے کے دو روز بعد دودھ چھوڑ دیا، دعا اور دوا ہر طرح سے تدبیر کی جاتی تھی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ والدین بہت پریشان تھے۔ حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ حالت نگرانی میں اس سفر میں نواب محمد خان کے ساتھ تھے، وہ ہر چند کہتے تھے کہ حضرت اب تشریف لے جاویں لیکن آپ نے اس وقت تک اُن کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔ ہادی علی خاں صاحب کے دودھ نہ پینے کی وجہ سے اُن کے خیر طلب عاملوں اور معالجوں کے متلاشی تھے۔ بالآخر حضرت کے کامل ہونے کی خبر حکیم صاحب کے کانوں تک پہنچی تب اُنہوں نے حضرت کے پاس کسی اپنے خیر طلب کو بھیجا اور تعویذ کی خواہش کی۔ حضرت نے فرمایا ''میرا ایک متوسل تمہاری حراست میں ہے، مَیں اُس کی وجہ سے پریشان ہوں، جب تک وہ نہ چھوٹ جاوے مَیں تعویذ وغیرہ کچھ نہیں لکھ سکتا''۔ محمود خان صاحب یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ رفتہ رفتہ یہ

خبر بیگمات تک پہنچی۔ ہادی علی خاں صاحب کی حالت بہت زبوں ہو رہی تھی، اُن کی والدہ حکیم صاحب سے بضد ہوئیں کہ "اِن مارہرہ کے صاحبزادے سے جس طرح ممکن ہو تعویذ منگا دو، مَیں نے اُن کے بزرگوں کی بہت کرامتیں اور تعریفیں سنی ہیں اور سنتی ہوں کہ اُن کا تعویذ کبھی خطا نہیں کرتا"۔ حکیم صاحب نے ہر چند چاہا کہ حضرت تعویذ لکھ دیں مگر حضرت وہی فرماتے رہے۔ اُدھر ہادی علی خاں صاحب کی حالت ایسی خراب ہوئی کہ گھڑی گھنٹوں کے مہمان نظر آتے تھے۔ مجبور ہو کر حکیم محمود خان صاحب نے فرد فارغ خطی دستخطی اپنی موسومہ نواب محمد خان صاحب، نواب محمد خان صاحب کی خدمت میں بھیج دی اور اپنی نگرانی اُن پر سے اُٹھالی۔ اُسی وقت حضرت قدس سرہٗ نے ایک تعویذ اور تین فتیلے تحریر کر دیے، جن کے اثر سے فوراً ہادی علی خاں صاحب دودھ پینے لگے اور صحت کلی ہوگئی کہ خدا کے فضل و کرم سے اِس وقت تک زندہ و تندرست موجود ہیں۔ سرکار مارہرہ سے نہایت عقیدت رکھتے ہیں، اکثر اعراس کے موقعوں پر حاضر آستانہ بھی ہوا کرتے ہیں اور وعظ بھی کہتے ہیں۔

**[وصال، مزارِ مبارک اور اولادِ امجاد]**

وصال ظاہری حضرت قدس سرہٗ کا پنجم شعبان ۱۲۸۶ھ [۱۸۶۹ء] کو بمقام مارہرہ ہوا۔ حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کے پائیں کی صحنچی میں دفن ہوئے۔ سید نور الحسن و سید نور المصطفیٰ دو صاحبزادے تھے۔ دونوں کا انتقال ہوگیا، اولاد موجود ہے، وہ اولاد حضرت کے سجادہ کی وارث ہے۔ حضرت حافظ حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی احمدی مارہروی مدظلہ العالی حضرت کے نواسے ہیں اور حضرت کے مرید اور خلیفہ بھی ہیں۔ اُنہوں نے حضرت شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ اپنے نانا کے سلسلۂ بیعت کو اچھا فروغ دیا ہے۔ اطراف و جوانب میں حضرت حاجی حافظ سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین آستانہ برکاتیہ کے اکثر مرید ہیں جن کو اسی سلسلے میں بیعت ہے۔

متولّی کی دعا:

خدا آباد رکھے تا قیامت اِس گھرانے کو　　　رہیں سادات مارہرہ اور ان کا سلسلہ جاری

☆☆☆

## تبرکاتِ مارہرہ

مارہرہ میں بہت سے تبرکات حضور رسول مقبول ﷺ اور بزرگان دین کے ہیں۔ اُن میں سے جو مشترکہ حضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ کی کل اولاد کے ہیں وہ مسجد برکاتیہ مارہرہ میں ایک الماری کے اندر مقفل رہتے ہیں اور اُن کی زیارت بڑی سرکار کے بعض بعض اعراس کے موقعوں پر کرائی جاتی ہے۔ حضرت ستھرے صاحب قدس سرہٗ کی اولاد کے چھ قفل اس الماری میں پڑے ہوئے ہیں، جن میں ایک قفل حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب مدظلہ کا، دوسرا سید شاہ حامد حسن صاحب مدظلہ کا، تیسرا سید آل نبی صاحب مدظلہ کا، چوتھا سید نور احمد صاحب مدظلہ کا ہے۔ بقیہ دو قفل حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب مدظلہ العالی کے ہیں، اُن کے دو قفل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ ایک قفل اُن کے والد بزرگوار کا اور دوسرا اُن کے چچا سید محمد جعفر صاحب مرحوم کا ہے، اُن کے جانشین یہی حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب ہی ہیں۔

### [نواب روح اللہ خان میرٹھی کے پیش کردہ تبرکات]

اب ان تبرکات کی مفصل کیفیت ملاحظہ فرمایئے جو' کاشف الاستار شریف' میں درج ہے:

ایک موئے شریف حضرت سرور عالم ﷺ

ایک موئے شریف حضرت امام حسن علیہ السلام

ایک موئے شریف حضرت امام حسین علیہ السلام

یہ ہر سہ تبرکات نواب خیر اندیش خاں میرٹھی کے ایک عزیز نواب روح اللہ خاں صاحب نے تمام متروکہ پدری کو چھوڑ کر (جو لاکھوں روپے کا تھا) اپنے اعزہ سے حاصل کیے تھے اور اپنے پیر و مرشد حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ کو نذر گزرانے تھے۔ قبل پہنچنے ان تبرکات کے حضور رسول مقبول ﷺ نے حضرت پیر برکات صاحب قدس سرہٗ سے عالم واقعہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ" مَیں نے تجھ کو اپنی چند یادگاریں عنایت کیں"۔ اس کے بعد نواب روح اللہ خاں صاحب میرٹھی مارہرہ پہنچے اور یہ تبرکات حضرت کو نذر دیے اور خود حضرت کے کفش برداروں میں داخل ہوئے۔ قبر نواب روح اللہ خاں صاحب کی درگاہ برکاتیہ کے صحن میں آستانہ عالیہ کی اندرونی چوکھٹ کے قریب ہے۔

یہ تبرکات نواب خیر اندیش خان میرٹھی کے پاس اس طرح آئے تھے کہ جب تک اُن کے

والد نواب محبت خان صاحب کے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی ایک با کمال درویش نے اُن کو ایک درود بتایا تھا، نواب محبت خاں صاحب اُس کو پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن مشرف بہ رویت جمال جہاں آرائے نبوی ﷺ ہوئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک فرزند صالح، صاحبِ اقبال عطا کیا''۔ اِس رویا کے بعد نواب خیر اندیش خاں صاحب پیدا ہوئے اور اپنی لیاقت ذاتی سے عالمگیر اورنگ زیب کے عہد میں مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے، وہ بھی ہمیشہ اس درود کا وِرد رکھتے تھے۔

ایک بار وہ بھی مشرف بہ زیارت نبوی ہوئے، اُس وقت حضرت نبی برحق ﷺ نے ایک درویش کی صورت ان کو دکھائی اور ارشاد ہوا کہ ''اِن درویش کی معرفت میری چند یادگاریں تجھ کو پہنچی ہیں''۔ نواب صاحب نے اِس خواب سے بیدار ہو کر بہت خوشی کی اور مستحقین کو بہت کچھ دیا دلایا اور اُسی وقت سے دربانوں کو حکم دے دیا کہ ہم کسی حال میں ہوں کوئی فقیر آوے تو اُس کو فوراً ہمارے پاس پہنچانا۔

ایک دن نواب محل سرا میں تھے، ایک فقیر کے آنے کی خبر اُن کو پہنچائی گئی۔ نواب موصوف نے فوراً پردہ کرا کر اُن کو محل سرا میں بلا لیا، دیکھا تو وہی صورت تھی جو حضرت نبی برحق ﷺ نے اُن کو خواب میں دکھائی تھی۔ اُن درویش کی مادری زبان عربی تھی اور تھوڑی فارسی بھی جانتے تھے، اُنھوں نے نواب موصوف سے کہا ''مَیں روم میں تھا، مجھ کو حضرت ﷺ کا حکم ہوا کہ مَیں یہ موہائے متبرکہ آپ کو پہنچا دوں، سو یہ امانت لیجیے''، یہ کہہ کر وہ تینوں تبرکات نواب صاحب کو دیے۔ نواب صاحب نے اس عطیے کو آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور اپنے اہل و عیال کو اُن کی زیارت کرانے میں مصروف ہو گئے اور خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ ''درویش صاحب کو دیوان خانے میں قیام کراؤ، مَیں ابھی باہر آتا ہوں''۔ چنانچہ خواجہ سراؤں نے درویش صاحب کو دیوان خانے میں لے جا کر ایک مکلّف جگہ پر بٹھا دیا اور آپ اِدھر اُدھر دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں جب نواب ممدوح باہر تشریف لائے، درویش صاحب کو نہ پایا، دربانوں سے پوچھا اور تلاش بھی کیا لیکن کچھ پتہ نہ چلا کہ کون تھے اور کہاں کو گئے۔ سند ان تبرکات کی اُسی الماری میں ہے۔

بعد وصال حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ کے جب اُن کے نورِ نگاہ حضرت میر شاہ آل

محمد اور حضرت سیدنا شاہ نجات اللہ قدس سرہما سجادہ نشین ہوئے تو حسب تصفیہ باہمی ان تبرکات کی بابت یہ طے ہوا کہ یہ تبرکات حضرت سید شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ کے پاس اور اُن کے گھر میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں، لیکن ان کی زیارت حضرت سیدنا شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہٗ اور اُن کی اولاد کرایا کرے۔ چنانچہ اس وقت تک یہی معمول ہے۔

**[حاجی جعفر بلالی عربی کے پیش کردہ تبرکات]**

(۱) ایک موئے شریف حضرت رسول مقبول ﷺ

(۲) ایک نقش قدم شریف حضرت رسول مقبول ﷺ

(۳) ایک نعلین مبارک حضرت رسول مقبول ﷺ

یہ ہر سہ تبرکات حاجی جعفر بن حاجی جمال الدین صاحب بلالی عربی مارہرہ لائے اور حضرت سیدنا شاہ حمزہ صاحب قادری قدس سرہٗ کو اُن کی زیارت کرائی۔ اُس وقت حضرت قدس سرہٗ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میری کل جائداد حاجی صاحب لے لیں اور یہ تبرکات مجھ کو دے دیں، ہر چند اس خیال کو دبانا چاہا نہ دبا۔ بالآخر اپنا خیال حاجی صاحب کے گوش گزار کرایا، لیکن اُنہوں نے سخت انکار کیا اور رنجیدہ ہوکر مارہرہ سے چلے گئے۔ حضرت شاہ صاحب کو بھی ان تبرکات کے نہ ملنے کا سخت ملال ہوا۔

اُسی رات کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ عالم واقعہ میں مشرف بہ زیارت نبوی ہوئے اور ارشاد ہوا کہ ''صاحب زادے! رنجیدہ کیوں ہوتے ہو؟ ہم کو تمہاری خاطر ہر طرح منظور ہے، تم کو تمہاری خواہش کے موافق مَیں نے وہ تینوں تبرکات دے دیے''۔ حضرت اس واقعے سے بہت خوش ہوئے اور ان آثار کی آمد آمد کے منتظر تھے۔ اس عرصے میں حاجی جعفر صاحب بلالی گریہ و زاری کرتے ہوئے تشریف لائے اور یہ تینوں تبرکات آ کر شاہ صاحب قدس سرہٗ کے سر پر رکھ دیے اور فرمایا کہ رات مجھے حضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ''یہ تینوں تبرکات فوراً میرے فرزند سید شاہ حمزہ مارہروی کو دے دے''، سو یہ امانت لیجیے۔ یہ کہہ کر واپس جانا چاہا حضرت نے قیام کو کہا اور کچھ تواضع بھی کرنا چاہی، لیکن حاجی صاحب نے کسی طرح قبول نہ کیا اور واپس چلے گئے۔

سند ان تبرکات کی جو حاجی صاحب کے پاس تھے وہ بھی دے گئے، وہ سند بھی تبرکات کی

الماری میں ہے۔اب رہا یہ واقعہ کہ حضرت بلال کو یہ تبرکات کس طرح پہنچے تھے اس کے واقعات بہت طویل ہیں۔صرف اسی قدر سن لیجیے کہ تبرکات نہایت مستند ہیں اور جیسے مستند تبرکات مارہرہ کے ہیں ایسی سند کے تبرکات کہیں ہندوستان میں نہیں ہیں۔ بڑی قسمت والے ہیں وہ لوگ جنہوں نے ان کو سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا ہے۔

## غزل حضرت وحشت مجیدی بدایونی

پھینک دوں ہو جو مرے تاج سکندر سر پر
لاؤں نقش قدم پاک اُٹھاکر سر پر

جبۂ پاک جو ہاتھوں پہ چلے لے کے ملک
غل مچانے لگے جبریل کہ سر پر سر پر

ہے بجا عرش معلیٰ کو جو رشک آتا ہے
کہ اُٹھائے ہے زمیں روضۂ انور سر پر

گر پڑیں خاک پہ ہم راہِ مدینہ میں اگر
لے چلے مور ہمارا تن لاغر سر پر

بزم میں دلو کے خورشید نظر آنے لگا
فتح مکہ میں رکھا شہ نے جو مغفر سر پر

سر جھکے تیرے قدم پر تو سبکدوشی ہو
بار عصیاں ہے مرے شافعِ محشر سر پر

قبر میں جسم ہے اور روح مدینے میں مری
غل مچاتا ہے عبث فتنۂ محشر سر پر

کیا پڑھوں نامۂ اعمال سنانا ہے مجھے
نعت حضرت کا لیے پھرتا ہوں دفتر سر پر

نذر لایا شب معراج میں یہ پیر فلک
طشت مہتاب میں انجم کے تھے گوہر سر پر

اے خیال قد حضرت تو کہاں جاتا ہے
آ قدم تیرے مرے دیدۂ تر پر سر پر

زائر روضۂ حضرت ہوں قدم لے میرے
کیوں چڑھا آتا ہے اے ماہ منور سر پر

سایۂ قامت بالا نظر آئے کیونکر
کہ رہا اُمت عاصی کے برابر سر پر

چرخ اطلس کو مرے جامۂ تن پر ہے رشک
خاک صحرائے مدینہ کی ہے چادر سر پر

طرفہ تر ہے رخ گل رنگ پہ خط مشکیں
طرہ آتے ہیں نظر موئے معنبر سر پر

شان محبوبی دکھاتے ہیں شب اسرا میں
رخ پر نور پہ خط موئے معنبر سر پر

بحر خوبی سے عیاں ہوتی تھی اک موج شمیم
ایسا لہراتے تھے وہ موئے معنبر سر پر

جن کی خوشبو سے معطر ہے تصور میں مشام
کیسے بل کھاتے ہیں وہ موئے معنبر سر پر

شافع حشر کا سایہ وہاں ہم پر ہوگا
آئے گا مہر قیامت جو چمک کر سر پر

مغفرت حشر کے دن پاؤں پڑے گی آکر
رکھیں گے تاج شفاعت جو پیمبر سر پر

بار عصیاں سے سبکدوش ہوا وہ عاصی　　نقش پا رکھ لیا جس نے ترا سرور سر پر
نعت پڑھنے کو جو مداح قدم رکھتا ہے　　لیتے ہیں آ کے ملک پایۂ منبر سر پر
صاف ٹل جائیں گی گیسوئے نبی کے صدقے　　لاکھ لائے گا بلائیں جو مقدر سر پر
تاج شاہی نہیں درکار فقیروں کو ترے　　نقش پا تیرا ہو جس پر وہ ہو پتھر سر پر
کوہِ صحرائے مدینہ مَیں وہ دیوانہ ہوں　　کبھی پتھر پہ ہے سر اور کبھی پتھر سر پر

دھوپ کی حشر کے دن ہوگی جو وحشتؔ تکلیف
سایۂ ظل خدا ہوگا مقرر سر پر

**ایک موئے شریف حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ:**

یہ موئے مبارک نہایت مستند سادات زیدی کا آبائی ہے اور حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت سید محمد حسن عرف سید محمد روشن صاحب بلگرامی کی بی بی صاحبہ تک پہنچا۔ یہ بی بی صاحبہ حضرت اچھے صاحب وستھرے صاحب کی حقیقی نانی تھیں۔ جب ان ہر دو حضرات قدس سرہما کو اُن کے حقیقی ماموں نواب سید نور الحسن خاں صاحب بہادر نے اپنی جاگیر قصبہ کوانٹ ضلع آرہ میں بلوایا اور متاع دنیوی ہاتھی اور بہت سے گھوڑے ان کو دیے، اس وقت اِن حضرات کی حقیقی نانی صاحبہ نے یہ موئے مبارک حضرت مرتضوی کا یہ کہہ کر ان کو دیا تھا کہ ''تمہارے ماموں نے تو تم کو بہت کچھ دیا، مَیں بھی یہ ایک یادگار تم کو دیتی ہوں جو مجھے میرے آبا واجداد سے سلسلہ بہ سلسلہ پہنچا ہے''۔ چنانچہ اس وقت تک مشترکہ تبرکات میں محفوظ ہے۔

**ایک خرقۂ مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ:**

یہ خرقہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ کے پاس تھا اور اُن سے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز تک پہنچا۔ پھر اُنہوں نے حضرت خواجہ اجمیر کو عنایت فرمایا اور اُن سے واسطہ بواسطہ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدایونی تک آیا اور اُن سے حضرت شاہ مینا لکھنوی قدس سرہٗ تک پہنچا اور وہاں سے بتوسل مرشدانِ سلسلہ آبائے میر عبد الواحد بلگرامی کو ملا اور اُن سے حضرت سیدنا شاہ محمد عبد الجلیل وحضرت صاحب البرکات مارہروی کے پاس ہوتا ہوا حضرت اچھے میاں صاحب وحضرت ستھرے میاں صاحب قدس سرہما تک پہنچ گیا کہ آج تک اُنہیں کی اولاد کے پاس تبرکات مشترکہ میں موجود ہے اور سجادہ نشینی کے

دن جو خرقہ پوشی کی رسم ہوتی ہے تو منجملہ دیگر خرقوں کے یہ خرقہ بھی پہنایا جاتا ہے اور یہی خرقہ سب سے اوپر ہوتا ہے، لیکن چونکہ تیرہ سو برس کی عمر کا ہے اس لیے اب تبرکاً صرف کاندھوں پر ڈال دیا جاتا ہے۔

**ایک مہرہ سنگ جس سے ریشم نکلتا ہے:**

یہ پتھر حضرت مرتضوی کی ایک کرامت کا نمونہ ہے۔ کسی میدان میں حضرت کو گھوڑا باندھنے کی ضرورت پیش آئی تھی، ڈوری موجود نہ تھی تب حضرت مرتضوی نے ایک پتھر سے ریشم کھینچ کر اُس سے اپنے گھوڑے کو باندھ دیا تھا۔ یہ مہرہ سنگ اُسی پتھر کا جزو ہے اور اُس کرامت کا اثر اس وقت تک اُس میں موجود ہے۔ یعنی اُس مہرہ سنگ سے جو نہایت مختصر ہے اِس وقت تک ریشم کھنچتا ہے۔ یہ مہرہ سنگ بھی اِس خاندان کا موروثی اور قدیمی نہایت مستند ہے اور حضرت زید شہید قدس سرہٗ سے اِس وقت تک نسلاً بعد نسلٍ اِس گھرانے میں چلا آتا ہے۔ اسناد اس مہرہ سنگ کے تبرکات میں موجود ہیں۔

**[موئے مبارک حضرت غوث الاعظم]**

ایک موئے اقدس حضرت قطب الاقطاب محبوب سبحانی سیدنا شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز:

یہ موئے مبارک بھی نہایت مستند ہے۔ حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے زمانے میں اِس خاندان میں پہنچا ہے۔ جس دن یہ موئے مبارک حضرت اچھے صاحب قدس سرہٗ کو ملا آپ نے اُس دن نہایت خوشی فرمائی اور خدا کی جناب میں سجدۂ شکر کر کے فرمایا کہ ”آج ہمارے گھر میں اسلاف کرام اور مرشدانِ عظام کے تمام تبرکات کی تکمیل ہوگئی“۔ اب رہی یہ بات کہ یہ موئے شریف حضرت اچھے صاحب کو کس نے عطا فرمایا اور کیوں کر آیا؟ اس کی نسبت کچھ نہیں بتایا جا سکتا کیوں کہ جو سند اس مقدس موئے مبارک کی تبرکات میں ہے وہ دیکھنے کو نہ مل سکی۔

**[دربارِ غوثیہ کا تبرک معرفت حضرت بوعلی شاہ قلندر]**

پانچ دانے منجملہ اُن سات مونگوں کے جو دربارِ غوثیہ سے معرفت حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہٗ حضرت صاحب البرکات مارہروی قدس سرہٗ کو عنایت ہوئے تھے اور منجملہ ان سات دانوں کے ایک دانہ حضرت حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری کے پاس ہے اور ایک دانہ غالباً حضرت سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب قادری کے پاس ہے، لیکن آخر الذکر دانے کی

نسبت ہم کو صحیح طور پر معلوم نہیں ہے۔ ان دانوں کا مفصل تذکرہ حضرت صاحب البرکات کے حالات میں آچکا ہے۔

یہ وہ تبرکات ہیں جن کی زیارت اعراس کے موقعوں پر ہوا کرتی ہے۔ اِن کے علاوہ بعض اور بھی یادگاریں مثل ملبوسات وغیرہ اس مشترکہ الماری میں محفوظ ہیں جن کی نسبت مجھے صحیح طور پر تحقیق نہ ہو سکا کہ وہ کیا کیا ہیں اور نہ اُن کی زیارت بدقسمتی سے اِس وقت تک مجھے نصیب ہوئی ہے۔

☆☆☆

## اعراس کی مختصر کیفیت

بزرگانِ مارہرہ مقدسہ کے آستانہ وخانقاہ ومسجد کے لیے ایک معقول حقیت وقف ہے جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اُن مواضعات کی تحصیل کی نسبت یہ انتظام ہے کہ وہ منقسمہ طور پر علیحدہ علیحدہ متولیان کے قبضے میں ہیں اور ہر ایک متولی کے ذمہ ایک رقم معین ہے کہ وہ اس قدر درگاہ کے اخراجات میں دی جاوے۔

سنا ہے کہ حضرت سید شاہ مہدی حسن مدظلہ درگاہ معلیٰ کو دوسو اٹھارہ روپے سالانہ دینے کے ذمہ دار ہیں اور حضرت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب مدظلہ بھی اِسی قدر روپے سالانہ درگاہ میں دینے کے ذمہ دار ہیں اور اسی طرح حضرت سید شاہ محمد حامد حسن صاحب مدظلہ اور اُن کے بنی اعمام کو قیاس کر لیجیے۔ یہ رقم درگاہ کے اخراجات کے لیے مقرر ہے اور کمیٹی درگاہ جو ۱۸۵۳ء [۷۰-۱۲۶۹ھ] سے قائم ہے اُس کے ممبر صاحبان اِس رقم کے وصول کرنے اور اُس کو درگاہ کے اخراجات ضروری میں جو بہ اتفاق رائے باہمی مثل اعراس مندرجہ ذیل جن کا کرنا کمیٹی کے ذمہ مقرر ہے اور تنخواہ ملازمین درگاہ وخدام ومعلمین مدرسہ برکاتیہ ومرمت وشکست وریخت وغیرہ میں صرف کرانے کے ذمہ دار ہیں۔

اور یہ حضرات جو علیحدہ علیحدہ ایک معین رقم سالانہ مذکورۂ بالا آستانۂ برکاتیہ کو دینے کے ذمہ دار ہیں سنتا ہوں کہ اس امر کے مستحق بھی ہیں کہ کمیٹی سے اسی اسی [۸۰] روپے سالانہ اپنے اپنے ذمگی کے اعراس کے لیے پایا کریں اور اُس سے اپنی اپنی ذمگی اعراس کیا کریں۔

اِن اعراس کی نسبت مَیں جو کچھ بیان کروں گا وہ بعد کو بیان کروں گا پہلے اُن مقدس بزرگان کے نامِ نامی ظاہر کرتا ہوں جن کے اعراس غالباً کمیٹی کے ذمہ داری میں ہیں۔ ملاحظہ ہو:

حضرت سیدنا شاہ محمد عبدالجلیل صاحب قدس سرہٗ
حضرت سید شاہ اویس صاحب قدس سرہٗ
حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ
حضرت میر شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ
حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قادری قدس سرہٗ
حضرت سید شاہ حقانی صاحب قدس سرہٗ

حضرت سید شاہ محمد شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ
حضرت سیدنا شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ

بڑی سرکار کے اس قدر اعراس کمیٹی کی ذمہ داری میں سنتا ہوں اور اُن کا کرنا نہ کرنا کمیٹی کے ممبروں کے اختیار میں کہا جاتا ہے۔

موجودہ زمانے میں اس کمیٹی کے ممبر حضرت سید شاہ محمد حامد حسن صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار کلاں اور حضرت سید شاہ محمد علی احسن قادری برکاتی نجاتی سجادہ نشین سرکار خرد مارہرہ اور چودھری قدرت الٰہی صاحب رئیس مارہرہ ہیں اور سنتا ہوں کہ ممبران صاحبان کے علاوہ کوئی صاحب مارہرہ کے باشندے طوطا رام نامی کمیٹی کی طرف سے درگاہ کے روپے کے لیے تحویل دار بھی مقرر ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ یہ مقررہ رقم کمیٹی کو وصول ہوتی بھی ہے یا نہیں اور ہوتی ہے تو کس قدر؟ سالانہ اور وہ کس کس طریقے پر کن کن اخراجات میں صرف کی جاتی ہے؟ اس کی نسبت مَیں کچھ نہیں جانتا۔ کمیٹی جانے اور اس کے ممبر صاحبان۔ صرف اعراس ذمگی کمیٹی کی نسبت اتنا معلوم ہے کہ ہر سال محرم الحرام کی پندرھویں سولھویں کو حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ کا عرس کمیٹی کی طرف سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر اعراس کی نسبت نہ معلوم، ہوتے ہیں یا نہیں لیکن اُمید قوی ہے کہ کم از کم فاتحہ تو ضرور ہی کرا دی جاتی ہوگی، خواہ کمیٹی کراتی ہو یا اولاد۔

اب اُن اعراس کی کیفیت ملاحظہ ہو جو ہر متولی درگاہ اور سجادہ نشین علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں:

حضرت سید شاہ محمد مہدی حسن صاحب مدظلہ درگاہ سے صرف اسی [۸۰] روپے بغرض اخراجات اعراس ذمگی اپنے کے پانے کے مستحق ہیں۔ وہ بھی نہ معلوم وصول ہوتے ہیں یا نہیں اور حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ذمہ تین عرس ایک حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کا، دوسرا حضرت سید شاہ ظہور حسین صاحب قدس سرہٗ کا، تیسرا حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ کا ہیں۔

اول الذکر دو عرس سالانہ معمولی طریقے پر کیے جاتے ہیں، لیکن آخر الذکر عرس ہر سال رجب کے مہینے میں نویں تاریخ سے تیرہ تاریخ تک جس عظیم الشان پیمانے پر ہوتا ہے اُس کی مثال کسی آستانے پر نہیں پائی جاتی۔ زیادہ کون کہے، مہمان داری کا انتظام جیسا اس آستانے پر

ہے ہندوستان میں کسی درگاہ، کسی خانقاہ پرنہیں دیکھا۔ جس قدر مہمان آتے ہیں سجادہ نشین صاحب کی جانب سے اُن کی مدارات خاطرخواہ کی جاتی ہے اور ابتدائے عرس سے آخر عرس تک برابر کھانا وغیرہ مع جملہ سامان ضروری دیا جاتا ہے اور کھانا بھی نہایت نفیس پلاؤ، زردہ، قورمہ، شیرمال، فیرنی وغیرہ وغیرہ۔

اب سوال کیا جاوے گا کہ آخر مہمان کس قدر ہوتے ہیں؟ اُس کے جواب میں مَیں صرف اس قدر عرض کروں گا کہ صحیح تعداد تو نہیں بتائی جا سکتی صرف اس قدر سن لیجئے کہ ۱۳۲۵ھ [۰۸-۱۹۰۷ء] سے اس عرس کی ابتدا ہے اور ۱۳۲۶ھ [۰۹-۱۹۰۸ء] سے روہیل کھنڈ کمایوں ریلوے نے مارہرہ جانے والوں کی کثرت پر غور کر کے اس عرس کے لیے کنسیشن ٹکٹ جاری کیا ہے۔ ہر سال یہ رعایتی ٹکٹ اس عرس کے لیے جاری ہو جاتے ہیں۔ ابتداءً اِس عرس کی مہمان داری کا انتظام مارہرہ اور بدایوں کے حضرات کے ہاتھ میں تھا۔ اس انتظام کے زمانے تک ہر سال بعض بعض مہمانوں کو کچھ نہ کچھ شکایت رہتی تھی، اب دو تین برس سے جب سے اس عرس کے منتظم اور مہتمم مولوی شاہد علی خاں صاحب رئیس بریلی (ہمشیرزادہ اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی) مقرر ہوئے ہیں ہم نے تو کسی کی زبان سے رتی بھر بھی شکایت نہ سنی۔ حقیقت یہ ہے کہ خان صاحب موصوف تمام مہمانوں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں اور اسی کے ساتھ آر کے آر کے افیسران بھی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی مہربانی اور توجہ سے رعایتی ٹکٹ جاری ہوتا ہے اور مہمانوں کو آنے جانے میں آرام و آسائش ملتی ہے۔

الغرض حضرت میاں صاحب موصوف کا یہ عرس نہایت وسیع پیمانے پر ہوتا ہے۔ موجودہ سجادہ نشین حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب مدظلہ تین چار ہزار روپے سالانہ اس ایک عرس میں صرف کرتے ہیں۔ خدا اُن کی ہمت کو زیادہ کرے اور حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ کے عرس کو دن بدن ترقی عطا فرمائے۔

## غزل مصنفہ عیش بدایونی

| | |
|---|---|
| خدا کا خاص منظورِ نظر ہے احمد نوری | رسول اللہ کا لختِ جگر ہے احمد نوری |
| نہیں ہے جس کا وہ اُس کا نہیں ہے کوئی دنیا میں | اُدھر ساری خدائی ہے جدھر ہے احمد نوری |
| قمر ہے مہر ہے اختر ہے شمع طور ہے کیا ہے | جہاں جس وقت دیکھو جلوہ گر ہے احمد نوری |

اُٹھیں گے قبر سے یہ غل مچاتے روزِ محشر ہم کہاں ہے احمد نوری کدھر ہے احمد نوری
بنا دے بات بگڑی میٹ دے تقدیر کا لکھا نہیں ہے کوئی اور ایسا مگر ہے احمد نوری
نہ بگڑے گا کوئی کام اب مراد دنیا و عقبیٰ میں اِدھر مہدی میاں ہیں اور اُدھر ہے احمد نوری
جدا ہے عام انسانوں سے اُس کا ظاہر و باطن ملک سیرت ہے صورت میں بشر ہے احمد نوری
جہاں سے خضر نے راہِ ہدایت بارہا پائی وہ تیرا آستاں وہ تیرا گھر ہے احمد نوری
زمانہ لاکھ دشمن ہو مرا کچھ کر نہیں سکتا ترے ہوتے ہوئے کیا مجھ کو ڈر ہے احمد نوری
رہیں دلشاد دائم حضرت مہدی میاں صاحب اُنہیں کے دم سے قائم تیرا گھر ہے احمد نوری
مہوس کیمیا سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں جس شئے کو مگر وہ تیری خاک رہ گزر ہے احمد نوری
یہ سچ ہے وہ گھرانا کیوں نہ ہو نامی زمانے میں جہاں موجود تجھ سا نامور ہے احمد نوری

مرید قادری ہوں عیشؔ مَیں آل رسولی ہوں
مجھے کیا خوف میرا راہبر ہے احمد نوری

حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری مدظلہ کے ذمے بھی تین عرس ہیں۔ ایک اُن کے والد کا، دوسرا اُن کے چچا سید محمد جعفر صاحب کا، تیسرا اُن کے جد امجد حضرت سیدنا شاہ اولاد رسول صاحب قدس سرہٗ کا۔ ان اعراس میں حضرت شاہ صاحب موصوف مدظلہ اپنے والدِ ماجد سید شاہ محمد صادق صاحب قدس سرہٗ کا عرس (جو ہر سال ۲۴؍شوال کو ہوتا ہے) نہایت دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب مدظلہ ایک عرس ہر سال محرم کی سترویں کو اپنے بڑے دادا حضرت صاحب البرکات قدس سرہ کا بھی کیا کرتے ہیں وہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ یہ عرس کمیٹی کے عرس سے علیحدہ ہے۔

ان حضرات کے علاوہ بقیہ سجادہ نشینان صاحبان یعنی حضرت سید شاہ حامد حسن صاحب مدظلہ و سید نور احمد صاحب مدظلہ و سید آل نبی صاحب مدظلہ بھی اپنے اپنے بزرگوں کی نیاز کرتے ہیں۔ خدا اُن کے ارادوں میں وسعت عطا فرمائے۔

☆☆☆

# شجرہ ہائے سلاسل منظومہ

سلاسل بیعتی میں شاید ایسا سلسلہ مشکل سے ملے جس کی اجازت خاندان مارہرہ میں نہ ہو۔ پس تمام سلاسل خاندانی کے شجروں کے جمع کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اِس موقعے پر میں چند مروجہ شجر ہائے سلاسل آبائی وخلفائی درج کروں گا۔

## [شجرۂ قادریہ منظوم]

شجرہ منظوم قادریہ خلفائی از سلسلہ اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ۔ مصنفہ عزیزی سبطین احمد خلف مولوی رضا احمد صاحب وکیل آل رسولی۔

دین میں دنیا میں یارب مصطفیٰ[1] کا ساتھ ہو — بوالحسن مولا علی[2] مشکل کشا کا ساتھ ہو
ہر مصیبت میں معاون ہوں مرے مولا حسین[3] — بے کسی میں حضرت زین[4] العبا کا ساتھ ہو
بہر باقر[5] بہر جعفر[6] بہر موسیٰ[7] و رضا[8] — میرا معروف[9] و سری[10] باخدا کا ساتھ ہو
میرے شافع ہوں جنید[11] و شبلی[12] والا صفات — روز محشر عبدواحد[13] پارسا کا ساتھ ہو
بہر حضرت بوالفرح[14] و بوالحسن[15] بہر سعید[16] — دو جہاں میں غوث[17] محبوب خدا کا ساتھ ہو
ساتھ ہو رزاق[18] و صالح[19] کا محی الدین[20] کا — حضرت سید علی[21] مقتدا کا ساتھ ہو
واسطے موسیٰ[22] کے دیدار الٰہی ہو نصیب — حشر میں بہر حسن[23] آل عبا کا ساتھ ہو
احمد جیلاں[24] کا مولانا بہاء الدین[25] کا — سید ابراہیم[26] جانِ فاطمہ کا ساتھ ہو
از پے شیخ بھکاری[27] و ز پے قاضی جیا[28] — وقت جاں کندن جمال[29] اولیا کا ساتھ ہو
ہو محمد[30] اور احمد[31] کا کرم مجھ پر مدام — بہر فضل اللہ[32] بوالبرکات[33] شا کا ساتھ ہو
از پے آل محمد[34] بہر حمزہ[35] ہر گھڑی — آل احمد شمس[36] دیں شمس الضحیٰ کا ساتھ ہو
ہاتھ میں ہو روزِ محشر دامنِ آل رسول[37] — احمد نوری[38] حبیب کبریا کا ساتھ ہو
استجب ہذا الدعا یا قاضی حاجات خلق — وقت مشکل میرا اور ان اولیا کا ساتھ ہو

یا الٰہ العالمین صدقے میں اِن اخیار کے
شر سے مَیں ایمن رہوں خیرالورا کا ساتھ ہو

☆☆☆

## [تواریخ وصال ومدفن]

فہرست نمبروار جس سے بزرگان سلسلۂ قادریہ خلفائی میں سے ہر ایک کی جائے مزار اور تاریخ وصال کا پتہ چلتا ہے۔

| نامِ نامی کا نمبر | تاریخ وسال وصال | جائے مزار |
|---|---|---|
| ۱ | ۱۲ر ربیع الاول | مدینہ منورہ |
| ۲ | ۱۹ر یا ۲۱ر رمضان ۴۰ھ [۶۶۱ء] | نجف اشرف |
| ۳ | ۱۰ر محرم ۶۱ھ روز جمعہ [۶۸۰ء] | کربلائے معلیٰ |
| ۴ | ۱۸ر محرم ۹۴ھ [۷۱۲ء] | مدینہ منورہ |
| ۵ | ۷ر ذی الحجہ ۱۱۴ھ [۷۳۳ء] | جنت البقیع مدینہ |
| ۶ | ۱۵ر رجب ۱۴۸ھ [۷۶۵ء] دوشنبہ | جنت البقیع |
| ۷ | ۷ر رجب ۱۸۳ھ [۷۹۹ء] جمعہ | بغداد |
| ۸ | ۲۱ر رمضان ۲۰۸ھ [۸۲۴ء] | مشہد |
| ۹ | ۲ر محرم ۲۰۰ھ [۸۱۵ء] | بغداد |
| ۱۰ | ۳ر رمضان ۲۵۳ھ [۸۶۷ء] سہ شنبہ | بغداد |
| ۱۱ | ۲۶ یا ۲۷ر رمضان ۲۹۷ یا ۲۹۸ھ [۹۱۰-۱۱ء] | بغداد |
| ۱۲ | ۱۰ر یا ۲۷ر ذی الحجہ ۳۳۴ یا ۳۴۲ھ [۹۴۶-۹۵۴ء] شب جمعہ | بغداد |
| ۱۳ | ۲۸ر جمادی الاخری ۴۳۵ھ [۱۰۴۴ء] | بغداد |
| ۱۴ | ۳ر شعبان ۴۴۷ھ [۱۰۵۵ء] | معلوم نہیں |
| ۱۵ | یکم محرم ۴۸۶ھ [۱۰۹۳ء] | معلوم نہیں |
| ۱۶ | ۷ر شعبان ۵۱۳ھ [۱۱۱۹ء] | قمران یا بغداد |
| ۱۷ | ۹ر ربیع الثانی ۵۶۱ھ [۱۱۶۶ء] | بغداد |
| ۱۸ | ۶ر شوال ۵۹۵ھ [۱۱۹۹ء] | بغداد |
| ۱۹ | ۲۷ر رجب سال معلوم نہیں | معلوم نہیں |

| ۲۰ | ۲۲؍ربیع الاول سال معلوم نہیں | معلوم نہیں |
|---|---|---|
| ۲۱ | ۲۳؍شوال سال معلوم نہیں | معلوم نہیں |
| ۲۲ | ۲۳؍شوال سال معلوم نہیں | معلوم نہیں |
| ۲۳ | ۲۶؍صفر سال معلوم نہیں | معلوم نہیں |
| ۲۴ | ۱۹؍محرم سال معلوم نہیں | معلوم نہیں |
| ۲۵ | ۳۰؍ذی الحجہ ۹۲۱ھ [۱۵۱۶ء] | حیدرآباد دکن |
| ۲۶ | ۵؍ربیع الثانی | دہلی درگاہ محبوب الٰہی |
| ۲۷ | ۱۷؍ذیقعدہ | معلوم نہیں |
| ۲۸ | ۲۲؍رجب | نیوتنی |
| ۲۹ | ۲۹؍رمضان | کوڑا جہان آباد |
| ۳۰ | ۲۶؍شعبان ۱۰۳۱ھ [۱۶۲۲ء] | کالپی ضلع جالون |
| ۳۱ | ۱۹؍صفر ۱۰۸۴ھ [۱۶۷۳ء] | کالپی |
| ۳۲ | ۱۴؍ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ [۱۷۰۰ء] | کالپی |
| ۳۳ | ۱۰؍محرم ۱۱۴۲ھ [۱۷۲۹ء] | مارہرہ |
| ۳۴ | ۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ [۱۷۵۱ء] | مارہرہ |
| ۳۵ | ۱۴؍محرم ۱۱۹۸ھ [۱۷۸۳ء] | مارہرہ |
| ۳۶ | ۱۷؍ربیع الاول ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء] | مارہرہ |
| ۳۷ | ۱۸؍ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ [۱۸۷۹ء] | مارہرہ |
| ۳۸ | ۹؍رجب ۱۳۲۴ھ [۱۹۰۶ء] | مارہرہ |

☆

## مناجات دافع طاعون مصنفہ متوّلی بدایونی

جس میں بزرگان سلسلۂ قادریہ خلفائے مارہرہ کے وسیلے سے خدا کی جناب میں دعا کی گئی ہے اور جس میں مارہرہ کے دوسجادوں کے شجرے علیحدہ علیحدہ دکھائے گئے ہیں۔ اِس مناجات میں جو شجرہ ہے اُس کا مصرعہ آخر اگر ابتدا سے انتہا تک علیحدہ کر دیا جائے اور ہر ایک مصرعہ اول کو

دوسرے شعر کے مصرعہ اول سے ملا لیا جائے تو ایک عام شجرہ ہو جاتا ہے اور پھر اُس کو دعائے طاعون کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا۔

دور طاعون یا خدا ہو جائے　　یہ کرم بہر مصطفیٰ ہو جائے

اُن کے اصحاب و آل کا صدقہ　　جلد کافور یہ بلا ہو جائے

ہوں جو بیمار ان دنوں یا رب　　جام صحت اُنہیں عطا ہو جائے

اُن غریبوں کا تو بنے جو طبیب　　آن کی آن میں شفا ہو جائے

ہیں جو بیمار مبتلائے وبا　　نام تیرا اُنہیں دوا ہو جائے

اے خدا جلد دور ہو طاعون　　یہ وبائے ہوا ہوا ہو جائے

دل ناشاد کو تو کردے شاد　　ہم پہ فضل و کرم ترا ہو جائے

پئے پیرانِ سلسلہ مقبول　　متولّی کی یہ دعا ہو جائے

یا خدا بہرِ احمد مختار　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

یا خدا بہرِ حیدر کرار　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

یا الٰہی پئے امام حسین　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

بہرِ سجاد قبلۂ کونین　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

اے خدا بہر حضرت باقر　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

اے خدا بہر حضرت جعفر　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

اے خدا بہر کاظمِ موسیٰ　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

یا الٰہی پئے امام رضا　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

بہر معروف خوش لقب کرخی　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

یا الٰہی پئے سری سقطی　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

بہر حضرت جنید یا اللہ　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

بہر بوبکر شبلی ذی جاہ　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

اے خدا بہر عبد واحد شاہ　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

بہر سید ابوالفرح ذی جاہ　　دال فے عین یہ وبا ہو جائے

بہر سید ابوالحسن عالی — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر شاہ سعید مخزومی — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر پیرانِ پیر بغدادی — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر رزاق مرشد و ہادی — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر بو صالح اے خدائے کریم — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر بونصر محو ذات علیم — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر سید علی محبّ خدا — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
اے خدا بہر سید موسیٰ — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر سید حسن محبّ صمد — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
اے خدا بہر سید احمد — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر حضرت بہائے دین رحیم — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
اے خدا بہر سید ابراہیم — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر حضرت نظام دیں قاری — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر حضرت ضیائے دیں قاضی — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر شاہ جمال محو صمد — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہر سید محمد و احمد — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
فضل سے تیرے بہر فضل اللہ — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
اے خدا بہر برکت اللہ شاہ — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
پئے آل محمد اے رحماں — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
پئے حمزہ میاں و اچھے میاں — دال فے عین یہ وبا ہو جائے

حضرت اچھے صاحب مارہروی قدس سرہٗ سے اس شجرے کی چند شاخیں ہوگئی ہیں۔ منجملہ اُن کے دو مشہور شاخیں علیحدہ علیحدہ دکھائی جاتی ہیں۔ پڑھنے والے کو اختیار ہے جس شاخ کو چاہے اس شجرے سے ملائے۔

## پہلی شاخ

یا الٰہی برائے آل رسول — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
متوَلّی کی یہ دعا ہو قبول — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
اے خدا بہر احمد نوری — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
کر دے تو آرزو میری پوری — دال فے عین یہ وبا ہو جائے

## مارہرہ کی دوسری شاخ جو بدایوں میں ہے

بہر شاہِ مجید یا اللہ — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
بہرِ فضل رسول عالی جاہ — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
قادری قطب دین کا صدقہ — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
اُن کے مسند نشین کا صدقہ — دال فے عین یہ وبا ہو جائے

خواہ کوئی شاخ اِس شجرے سے ملائی جائے آخر میں یہ اشعار ضرور داخل کیے جائیں گے:

اِن بزرگان سلسلہ کا طفیل — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
جملہ پیرانِ سلسلہ کا طفیل — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
مجھ کو اِس نظم کی یہ داد ملے — دال فے عین یہ وبا ہو جائے
متوَلّی کی ہر مراد ملے — دال فے عین یہ وبا ہو جائے

## شجرۂ چشتیہ خلفائی

### مصنفہ حضرت ذاکر بدایونی

یا الٰہی بہر حضرت مصطفیٰ — بہر شیر حق علی مرتضیٰ
بہر قطب دیں حسن بصری لقب — بہر آں شیخ حبیب خاص رب
کہ عجم را داد رونق از وجود — فضل باطن از در ظاہر کشود
بہر حضرت خواجۂ عبد الٰلہ — صاحب ارشاد عالی بارگاہ
بہر شیخ دیں فضیل محترم — بہر ابراہیم ادہم ذوالکرم
بہر آں خواجہ حذیفہ مرعشی — شد ازاں سر حقیقت منجلی
بہر حضرت خواجہ بصری ہبیر — بہر ممشاد علو عرش سیر

بہر حضرت بو محمد باکمال		بہر بواسحاق شامی اہل حال
بہر بو احمد رئیس العارفیں		بہر خواجہ ناصر دین متیں
بہر حضرت خواجہ مودود لطیف		بہر حضرت خواجہ حاجی شریف
بہر عثماں پیشوائے خاص و عام		بہر شاہ دیں معین الدین نام
بہر خواجہ قطب دین سنجری		غوث عالم مرشد جن و پری
بہر زہد حضرت شیخ فرید		مثل او در زہد و تقوی کس ندید
بہر آں سید نظام الدین نام		بود محبوب الٰہی لا کلام
بہر شیخ دیں نصیر الدیں ولی		بود بے شک او چراغ دہلوی
بہر صدر الدین حبیب خاص رب		بہر فتح اللہ بدایونی لقب
بہر عیسیٰ و بہاء الدین پیر		وز پئے سالار مقبول قدیر
بہر شیخ دیں بہاء الدیں دگر		بہر مخدوم جہان خوش سیر
بہر آں شیخ جمال اولیا		گشت ازوے دین احمد را ضیا
بہر آں سید محمد ذوالکرم		بہر سید احمد عالی ہمم
بہر فضل اللہ عالی دستگاہ		بہر سید شاہ برکات الٰہ
بہر آں آل محمد خوش صفات		مثل خود کا ندر جہاں ہمسر نداشت
بہر حمزہ کاشف سر خدا		بہر سید آل احمد رہنما
بہر حضرت سید آل رسول		کن دعائے ذاکر احقر قبول
بہر حضرت احمد نوری جناب		نورچشم مصطفیٰ و بو تراب
بہر پابندان جملہ سلسلہ		دولت دارین کن مارا عطا

## شجرۂ نقشبندیہ خلفائی

خدایا بحق رسول خدا		جناب محمد شفیع الورا
بحق جناب علی بو تراب		بہ شاہ شہیدان و زین العبا
بہ باقر بہ جعفر اِمامانِ دیں		کہ بودند نور نظر مصطفیٰ
بہ طیفور بسطامی با یزید		بہ خرقانی بوالحسن پیشوا

بہ بو قاسم و بو علی فارمد | بہ یوسف ملقب حبیب خدا
بہ آں عبد خالق کہ درعجدواں | بہ صد جاہ ہستند جلوہ نما
بہ عارف بہ محمود خواجہ علی | بہ بابا سماسی امام الہدا
بہ آں قطب عالم امیر کلال | کہ جاں داد درعشق رب العلا
بہ خواجہ بہاء الحق نقشبند | ضیا بخش بزم ہمہ اولیا
بہ یعقوب چرخی کہ درعلم دیں | وحید زماں بود آں مقتدا
بہ احرار خواجہ عبید اللہ | بہ عبدالحق عاشق کبریا
بہ یحییٰ و عبداللہ عالی لقب | بہ شاہ علی سید بوالعلا
بہ سید محمد شہ کالپی | بہ احمد لقب سید دوسرا
بہ فضل اللہ و برکت اللہ شاہ | بہ آل محمد شہ اتقیا
بہ حمزہ و نیز آل احمد ولی | بہ آل رسول شہ اصفیا
بہ پیر طریقت شہ بوالحسین | نگہ دار ما را زِ راہِ خطا

## شجرۂ سہروردیہ خلفائی

یا رب برائے رتبہ علیائے مصطفیٰ | یا رب برائے دید بہ آں شیر کبریا
یارب برائے خواجہ حسن بصری وحبیب | یا رب برائے خواجہ داؤدخوش نصیب
یارب برائے خواجہ معروف کرخوی | یارب بحق خواجہ سری سقطی ولی
بہر جنید خواجہ بغداد نامور | یارب برائے خواجہ ممشاد دین ور
یا رب بحق عمویہ و شیخ وجہ دیں | بہر نجیب دیں شہنشاہ عابدیں
یارب برائے شاہ مشائخ شہاب دیں | محبوب حق حبیب شہنشاہ مرسلیں
بہر بہائے ملۃ والدین مصطفیٰ | یا رب بہ رکن دین محمد شہ ہدا
یا رب بحق شیخ زمن سید جلال | یارب برائے خواجہ دیں راجوئے قتال
یارب برائے شیخ مشائخ علاء الدیں | یا رب بحق شیخ مشائخ بہائے دیں
یارب بہ شیخ اڈھن دوز بہرقطب دیں | بہر قیام دیں شہنشاہ عابدیں
یا رب برائے شیخ جمال اولیا لقب | سید محمد و شہ احمد حبیب رب

یا رب برائے فضل اللہ برکت اللہ | یارب برائے آل محمد امامِ راہ
یارب برائے حمزہ و بوالفضل شمس دیں | مشہور آل احمد و اچھے بکاملیں
یا رب برائے سید آل رسول نام | یا رب برائے احمد نوری ذوالاحترام
یارب برائے جملہ بزرگان اتقیا | ما را زِ قید رنج و غم و فکر کن رہا

## شجرۂ مداریہ خلفائی

مرشد جن و بشر حضرت محمد مصطفیٰ | بعدۂ خیبر کشا یعنی علی مرتضیٰ
بعدۂ حضرت امین الدیں امام اہل دیں | بعدۂ شیخ المشائخ عبد اول رہنما
بعدۂ شیخ المشائخ شیخ عبداللہ نام | بعدۂ شیخ بدیع الدیں مدار حق رسا
بعدۂ سید مبارک بعدۂ سید جلال | بعدازاں قطب المشائخ قطب دین باصفا
بعدۂ شیخ قیام الدین قطب روزگار | بعد ازاں مقبول حق شیخ جمال اولیا
بعد ازاں سید محمد سید احمد را گزیں | شاہ فضل اللہ را بعدش بخواں صبح ومسا
بعد ازاں قطب زمانہ شاہ برکات اللہ | بعد ازاں آل محمد خاصۂ رب العلا
بعدۂ شیخ المشائخ شاہ حمزہ قادری | بعد ازاں غوث دو عالم آل احمد رہنما
بعدۂ مقبول خالق سید آل رسول | پیر و مرشد ابن حیدر عاشق ذات خدا
بعدۂ پیر طریقت احمد نوری جناب | نور چشم آل احمد شمع بزم اولیا

بہر ایں ارواح پاکاں یا الٰہ العالمیں
کن عطا دیدار خود را عفو کن جرم و خطا

## شجرۂ چشتیہ آبائی منظوم

اے خداوند دو عالم مصطفیٰ[1] کے واسطے | اور شیر حق علی مرتضیٰ[2] کے واسطے
واسطہ خواجہ حسن بصری[3] کے اے رب رحیم | اور خواجہ عبد واحد[4] رہنما کے واسطے
اور بہر حضرت خواجہ فضیل[5] خوش سیر | اور ابراہیم[6] ادہم بادشا کے واسطے
واسطے حضرت حذیفہ[7] مرعشی کے اے خدا | اور ہبیرہ[8] صاحب حلم وحیا کے واسطے
واسطے ممشاد[9] اور خواجہ ابو اسحاق[10] کے | اور ابو احمد حبیب[11] کبریا کے واسطے
از پئے خواجہ محمد[12] وز پئے یوسف[13] ولی | خواجۂ مودود[14] چشتی اتقیا کے واسطے

واسطے حاجی شریف[15] زندنی کے اے خدا
اور عثماں[16] منبع جود و سخا کے واسطے

واسطے خواجہ معین[17] الدیں ولی ہند کے
اور قطب[18] الدین ذوالمجد وعلا کے واسطے

واسطے حضرت فرید[19] الدین کے اے کردگار
اور بدایونی نظام[20] اولیا کے واسطے

واسطے شیخ نصیر[21] الدین عالی جاہ کے
اور مخدوم[22] جہاں کے اتقا کے واسطے

راجوئے قتّال[23] اور سارنگ[24] عالی جاہ کے
شاہ مینا[25] کاشف سر خدا کے واسطے

بہر شیخ سعد بڈھن[26] اور پئے شاہِ صفی[27]
اور حسین[28] و عبد واحد[29] رہنما کے واسطے

واسطے عبدالجلیل[30] بلگرامی کے خدا
اور اویس[31] پیر و مرشد رہنما کے واسطے

بہر شاہ برکت[32] اللہ قطب دیں خاص خدا
اور شہ آل محمد[33] کی دعا کے واسطے

اے خدا حمزہ[34] و سید آل احمد[35] کے لیے
اور شہ آل رسول[36] باخدا کے واسطے

بہر سید احمد نوری[37] جناب بوالحسین
ملتجی ہوں تجھ سے مَیں عفو خطا کے واسطے

[تواریخ وصال اور مدفن]

فہرست نمبر وار جس سے بزرگان سلسلہ چشتیہ آبائی کی جائے مزار اور تاریخ وصال کا پتہ چلے گا:

| نام نامی کا نمبر | تاریخ سال وصال | جائے مزار |
|---|---|---|
| ۱ | ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ [۶۳۲ء] | مدینہ منورہ |
| ۲ | ۲۱ رمضان ۴۰ھ [۶۶۱ء] | نجف اشرف |
| ۳ | یکم رجب ۱۱۰ھ [۷۲۸ء] | بصرہ |
| ۴ | ۲۷ صفر ۱۷۷ھ [۷۹۳ء] | بصرہ |
| ۵ | ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ [۸۰۳ء] | مکہ شریف |
| ۶ | ۲۶ جمادی الاول ۱۶۲ھ [۷۷۹ء] | ملک شام نزد مزار لوط علیہ السلام |
| ۷ | ۴ شوال ۲۷۲ھ [۸۸۶ء] | بصرہ |
| ۸ | ۷ شوال ۲۸۷ھ [۹۰۰ء] | بصرہ |
| ۹ | ۴ محرم ۲۹۹ھ [۹۱۱ء] | عکہ در شام |
| ۱۰ | ۱۴ ربیع الثانی ۳۴۰ھ [۹۵۱ء] | عکہ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۱ | یکم جمادی الاخریٰ ۳۵۵ھ [۹۶۶ء] | چشت درشام |
| ۱۲ | یکم رجب ۴۲۱ھ [۱۰۳۰ء] | چشت عروشاخلان |
| ۱۳ | ۳؍رجب ۴۵۵ھ [۱۰۶۳ء] | چشت |
| ۱۴ | یکم رجب ۵۲۷ھ [۱۱۳۳ء] | چشت |
| ۱۵ | ۱۰؍رجب ۶۰۲ھ [۱۲۰۶ء] | زندانہ در بخارا |
| ۱۶ | ۵؍شوال ۶۲۳ھ [۱۲۲۶ء] | مکہ معظّمہ |
| ۱۷ | ۶؍رجب ۶۳۲ھ [۱۲۳۵ء] | اجمیر شریف |
| ۱۸ | ۱۴؍ربیع الاول ۶۲۳ھ [۱۲۲۶ء] | دہلی کہنہ |
| ۱۹ | ۵؍محرم ۶۶۴ھ [۱۲۶۵ء] | پاک پٹن |
| ۲۰ | ۱۸؍ربیع الثانی ۷۴۵ھ [۱۳۴۴ء] | دہلی بستی نظام الدین |
| ۲۱ | ۱۸؍رمضان ۷۵۷ھ [۱۳۵۶ء] | دہلی |
| ۲۲ | ۱۰؍ذی الحجہ ۷۸۵ھ [۱۳۸۴ء] | اوچھ قریب ملتان |
| ۲۳ | ۱۶؍جمادی الثانی ۷۲۷ھ [۱۳۲۷ء] | اوچھ |
| ۲۴ | ۱۶؍شوال ۸۴۷ھ [۱۴۴۴ء] | قصبہ مجھگواں |
| ۲۵ | ۲۳؍صفر ۸۴۰ھ [۱۴۳۶ء] | لکھنؤ |
| ۲۶ | ۱۵؍ربیع الاول ۹۳۲ھ [۱۵۲۵ء] | خیرآباد |
| ۲۷ | ۱۷؍محرم ۹۴۵ھ [۱۵۳۸ء] | صفی پور اُناؤ |
| ۲۸ | ۹۷۶ھ [۱۵۶۸-۶۹ء] | سکندرآباد قریب بلندشہر |
| ۲۹ | ۳؍رمضان ۱۰۱۷ھ [۱۶۰۸ء] | بلگرام |
| ۳۰ | ۸؍صفر ۱۰۵۷ھ [۱۶۴۷ء] | مارہرہ درگاہ کلاں |
| ۳۱ | ۲۰؍رجب ۱۰۹۷ھ [۱۶۸۶ء] | بلگرام بے نشان محلّہ سلہڑہ کے ایک مکان میں |
| ۳۲ | ۱۰؍محرم ۱۱۴۲ھ [۱۷۲۹ء] | مارہرہ درگاہ برکاتیہ |
| ۳۳ | ۱۵؍رمضان ۱۱۶۴ھ [۱۷۵۱ء] | مارہرہ |
| ۳۴ | ۱۴؍محرم ۱۱۹۸ھ [۱۷۸۳ء] | مارہرہ |

| ۳۵ | ۱۷؍ربیع الاول ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء] | مارہرہ پہلوئے حضرت صاحب البرکات |
|---|---|---|
| ۳۶ | ۱۷؍ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ [۱۸۷۹ء] | مارہرہ |
| ۳۷ | ۹؍رجب ۱۳۲۴ھ [۱۹۰۶ء] | مارہرہ |

☆

## شجرۂ قادریہ آبائی

جس میں مارہرہ کے چند سجادوں کی شاخیں علیحدہ علیحدہ دکھائی گئی ہیں:

سرورِ عالم محمد مصطفیٰ — شیر حق یعنی علی مرتضیٰ
شیخ دیں خواجہ حسن بصری لقب — خواجہ عجمی حبیب خاص رب
حضرت داؤد طائی با صفا — خواجۂ معروف کرخی رہنما
حضرت خواجہ سری نامور — اور بغدادی جنید مشتہر
شیخ عبداللہ خفیف باوقار — شیخ بوالعباس شاہ نامدار
قطب دیں عالی نسب عالی وقار — شیخ ممشاد علو دین دار
شیخ اسود احمد عالی مقام — اورمحی الدین غوث خاص و عام
شیخ سعد الدین فتوحی باکمال — اورکمال الدیں صاحب اہل حال
اور حضرت شیخ صالح ترمذی — اور حضرت شیخ مجذوب ولی
شیخ نورالدیں ولی صاحب کمال — اور مخدوم جہاں سید جلال
شیخ راجو شیخ سارنگ ولی — بو محمد شاہ مینا لکھنوی
شیخ بڈھن سعد اور شاہ صفی — حضرت شیخ حسین منجلی
سید عبدالواحد وحدت گزیں — سید عبدالجلیل نیک دیں
پس اُویس و شاہ برکات اللہ — سید آل محمد دیں پناہ
شاہ حمزہ کاشف سر خفی — حضرت اچھے/ستھرے میاں مارہروی

حضرت اچھے صاحب وحضرت ستھرے صاحب ہر دو صاحبان جانشین اور صاحبزادے حضرت سید شاہ حمزہ صاحب کے ہیں۔ان دونوں حضرات سے کئی کئی شاخیں اس شجرے کی ہوگئی ہیں،اُن میں سے چند شاخوں کے سلسلے نظم کیے جاتے ہیں جس شاخ کو چاہو اس شجرے سے ملالو۔

## پہلی شاخ

پیر و مرشد حضرت آل رسول      لخت قلب مصطفیٰ جان بتول

حضرت شاہ آل رسول صاحب کی دو شاخیں علیحدہ علیحدہ دکھائی جاتی ہیں اور سید شاہ آل رسول صاحب کے سلسلے سے مل سکتی ہیں۔

لخت قلب مصطفیٰ چھٹو میاں      نورچشم مرتضٰی چھٹو میاں
ہادیِ کل رہنمائے خاص و عام      سید مہدی حسن عالی مقام
ہیں یہ اپنے پیر و مرشد سب کے سب      ان کے باعث بخش دے ہم سب کو رب

## حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کی دوسری شاخ

نور چشم بادشاہ مشرقین      احمد نوری جناب بوالحسین
ہادیِ کل رہنمائے خاص و عام      سید مہدی حسن عالی مقام
ہیں یہ اپنے پیر و مرشد سب کے سب      ان کے باعث بخش دے ہم سب کو رب

## حضرت اچھے میاں و ستھرے میاں صاحب کی دوسری شاخ

خاصۂ رب سید اولاد رسول      رہنمائے ہر ظلوم و ہر جہول
لخت قلب مصطفیٰ صادق میاں      نور عین مرتضٰی صادق میاں
ابن صادق شاہِ اسماعیل نام      سید عالی نسب والا مقام
واجب التعظیم ہیں یہ سب کے سب      اِن کے باعث بخش دے ہم سب کو رب

## حضرت اچھے میاں و ستھرے میاں صاحب قدس سرہما کی تیسری شاخ

خاصۂ یزداں غلام محی دیں      نورچشم عارفین و کاملیں
زیب سجادہ ہیں جو حاجی میاں      شاہ اسماعیل فخر خانداں
واجب التعظیم ہیں یہ سب کے سب      اِن کا صدقہ بخش دے ہم سب کو رب

## شجرۂ سہروردیہ آبائی

ہیں نخستیں پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ      بعد اُن کے ہیں علی مرتضی شیر خدا
بعدہٗ ہیں خواجۂ عالی حسن بصری فقیر      بعد اُن کے ہیں حبیب عجمی روشن ضمیر
بعدہٗ ہیں خواجۂ مودود طائی باوقار      بعدہٗ ہیں حضرت معروف کرخی نامدار

بعد اُن کے ہیں سری واقف سر اللہ
بعد اُن کے ہیں جنید محترم عالی پناہ

بعدۂ ممشاد ہیں زیب زمینِ دینور
بعد اُن کے خواجہ احمد اسودی ہیں نامور

پس ازاں عمویہ ہیں من بعد خواجہ وجہ الدیں
بعدۂ حضرت حفض سلطان جملہ عارفیں

بعد ازاں حضرت ضیاء الدین عالی بارگاہ
بعدۂ حضرت شہاب الدین مقبولِ الٰہ

پس بہاء الحق والدیں عاشق ذات خدا
پس ہیں صدرالدین صاحب نائب ذات خدا

پس ہیں رکن الدین پس سید جلال باوقار
بعدۂ قتال پس سارنگ شاہ روزگار

بعد اُس کے شاہ مینا بو محمد خوش لقب
بعد ازاں ہیں سعد بڈھن عاشق محبوب رب

بعدۂ شاہ صفی عالی نسب والا صفات
بعدۂ شاہ حسین مقتدائے کائنات

بعد ازاں ہیں عبدواحد بعد ازاں عبدالجلیل
پس ازاں سید اویس رہنما بے قال و قیل

پس شہ برکات پس آل محمد دستگیر
پس ازاں ہیں شاہ حمزہ مرشد روشن ضمیر

پس ازاں ہیں پیشوائے عارفان و کاملاں
آل احمد شمس دیں اچھے میاں قطب زماں

پس ہیں حضرت پیر و مرشد سید آل رسول
مقتدائے جن و انساں رہنمائے ہر جہول

پس ہیں حضرت احمد نوری جناب بوالحسین
حضرت مہدی ہیں پس چھٹو میاں کے نور عین

ہیں ہمارے پیر و مرشد سب کے سب یہ رہنما
فضل کر اِن سب کے باعث ہم پہ اے رب العلا

☆☆☆

## [فہرست سجادہ نشینان]

فہرست سجادہ نشینانِ سلسلۂ حضرت سید محمد طیب صاحب خلف حضرت سید شاہ محمد عبدالواحد صاحب بلگرامی قدس سرہٗ العزیز:

**(۱)** حضرت سید شاہ محمد طیب صاحب قدس سرہٗ

**وصال:** ۵؍ربیع الاول ۱۰۶۶ھ [۱۶۵۶ء]

**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ

**مختصر حالات:** ستون دین افتاد تاریخ وفات ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگردِ رشید تھے اور اپنے والد کے علاوہ ان سے بھی مثال خلافت حاصل کی تھی۔ چبوترہ حضرت میر عبدالواحد صاحب قدس سرہٗ سے جانب غرب علیحدہ حظیرہ میں متصل مکان سکونتی کے مزار ہے۔

**(۲)** حضرت میر عبدالواحد ثانی قدس سرہٗ عرف میرانچھو خلف نمبر۱

**وصال:** ۷؍ربیع الاول ۱۱۰۰ھ [۱۶۸۸ء]

**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ

**مختصر حالات:** حضرت طیب صاحب کی جانب شرق اُسی حظیرے میں آسودہ ہیں۔

**(۳)** حضرت سید محمد عبدالہادی خلف نمبر۲

**وصال:** ۳۰؍ربیع الاول ۱۱۳۳ھ [۱۷۲۱ء]

**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ

**مختصر حالات:** بڑے عالم فاضل صاحب کمال تھے۔

**(۴)** حضرت سید شاہ نعمت اللہ بن سید محمد زاہد برادرزادہ نمبر۳

**وصال:** ۵؍رمضان المبارک ۱۱۴۰ھ [۱۷۲۸ء]

**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ

**مختصر حالات:** ملاقطب الدین شہید سہالوی کے شاگرد تھے۔ میر غلام علی آزاد نے تاریخ وصال صاحب نعمت ارم گردید لکھی ہے۔ سید محمد طیب صاحب کے حظیرے کے باہر جانب یمین آسودہ ہیں۔

**(۵)** سید شاہ طیب مخاطب بہ میر روشن ضمیر خلف نمبر۴

**وصال:** ۷؍رجب ۱۱۵۲ھ [۱۷۳۹ء] چہار شنبہ

**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ
**مختصر حالات:** متصل دیوار شرقی حریم سید محمد طیب صاحب قدس سرہٗ آسودۂ خاک ہیں۔
**(۶)** سید شاہ دین محمد خلف نمبر ۵
**وصال:** ۱۶؍رمضان ۱۱۶۷ھ [۱۷۵۴ء] روز دوشنبہ
**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ
**مختصر حالات:** مزار سید محمد عبدالواحد کلاں قدس سرہٗ کے صف پائیں میں ہے۔
**(۷)** حضرت حافظ شاہ سبحان برادر اصغر نمبر ۶
**وصال:** ۲۰؍محرم ۱۲۱۶ھ [۱۸۰۱ء]
**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ
**مختصر حالات:** سبحان الذی اسریٰ بعبدہ تاریخ وصال ہے۔ مزار حضرت میر صاحب قدس سرہٗ کے چبوترہ صف پائیں میں ہے۔
**(۸)** حضرت سید محمد بن سید محمد زاہد قدس سرہٗ
**وصال:** ۹؍جمادی الآخر ۱۲۳۳ھ [۱۸۱۸ء]
**جائے مزار:** بلگرام محلّہ سلہڑہ خانقاہ واحدیہ
**مختصر حالات:** مزار خانقاہ موصوفہ میں حضرت شاہ دین محمد صاحب کے پہلو میں ہے۔
**(۹)** حضرت شاہ سید محمد عارف خویش نمبر ۸ قدس سرہٗ
**وصال:** ۱۷؍رمضان ۱۲۵۶ھ [۱۸۴۰ء]
**جائے مزار:** کوہانہ ضلع شاہ آباد آرہ ملک مشرقی
**(۱۰)** سید محمد عبدالواحد ثالث عارف خلف نمبر ۹ قدس سرہٗ
**وصال:** ۲۲؍شعبان ۱۲۸۷ھ [۱۸۷۰ء] شب پنج شنبہ
**جائے مزار:** دلموٴ ضلع رائے بریلی
**مختصر حالات:** بر مکان مولوی عبدالاحد صاحب دلموئی خلیفہ حضرت شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی بعد نماز عشا انتقال فرمایا۔ مزار باغ پختہ مولوی صاحب موصوف میں قریب مزارات شہدا ہے۔

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی نے آپ کی تاریخ وفات کا یہ قطعہ لکھا ہے:

شاہ عبدالواحد عارف حق آگہ حق پرست ؎ کز جبینش بود پیدا سر بسر آثارِ حق
ظاہرش انساں ولیکن داشت اوصاف ملک ؎ باطنش چوں قدسیاں معمور از انوارِ حق
چشم او از سرمۂ عین الیقیں روشن مدام ؎ سینۂ پر نور اُو گنجینۂ اسرارِ حق
از مہ شعبان شب بست و دوم در دلموٗ ؎ شد رواں از دارِ فانی جانب دربارِ حق
رفت چوں واحد بگوار شؔد بہ تاریخ وصال ؎ عارف حق شد بسوئے حق پئے دیدارِ حق

اس کے علاوہ شیخ عنایت حسین بلگرامی نے تاریخ وصال حضرت شاہ صاحب موصوف کی لکھی ہے۔سبحان الذی أسریٰ بعبدہ لیلاً

**(۱۱)** حضرت سید شاہ محمد زاہد صاحب مدظلہ العالی خلف نمبر۱۰

**مختصر حالات:** یہ حضرت ۱۲۸۷ھ [۷۱-۱۸۷۰ء] میں مسند نشین خانقاہ واحدیہ ہوئے، اِس وقت تک رونق افزائے سجادۂ واحدیہ ہیں، خدا اُن کو قائم رکھے۔

## فہرست سجادۂ نشینان سرکار خرد مارہرہ مقدسہ

| نمبر | اسمائے گرامی | کب سے کب تک مسند نشین رہے | تاریخ وصال | جائے مزار |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | حضرت سید شاہ نجات اللہ صاحب خلف اصغر حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قادری قدس سرہٗ | از۱۱۴۲ھ تا۱۱۹۰ھ [از۳۰-۱۷۲۹ء تا۷۷-۱۷۷۶ء] | یکم شوال ۱۱۹۰ھ [۱۷۷۶ء] | درگاہ مارہرہ ہم پہلوئے برادر صاحب بجانب شرق |
| ۲ | سید شاہ امام عرف شاہ گدا صاحب خلف اکبر حضرت صاحب النجات نمبر۱ قدس سرہٗ | از۱۱۹۰ھ تا۱۲۰۵ھ [از۷۷-۱۱۷۶ء تا۹۱-۱۷۹۰] | ۱۴/محرم ۱۲۰۵ھ [۱۷۹۰ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۳ | سید شاہ مقبول عالم عرف سوندھا صاحب خلف اصغر نمبر۱ | از۱۱۹۰ھ تا۱۲۱۳ھ [از۷۷-۱۷۷۶ء تا۹۹-۱۷۹۸ء] | ۱۷/رمضان ۱۲۱۳ھ [۱۷۹۹ء] | درگاہ مارہرہ |

| ۴ | سید شاہ برکات بخش عرف شاہ بھکاری صاحب خلف نمبر۲ | از ۱۲۰۵ھ تا ۱۲۵۳ھ [از ۹۱-۱۷۹۰ء تا ۳۸-۱۸۳۷ء] | ۱۸ر رجب ۱۲۵۳ھ [۱۸۳۷ء] | درگاہ مارہرہ |
|---|---|---|---|---|
| ۵ | سید شاہ مخدوم عالم خلف نمبر۳ | از ۱۲۱۳ھ تا ۱۲۱۷ھ [از ۹۹-۱۷۹۸ء تا ۰۳-۱۸۰۲ء] | ۱۲۱۷ھ [۰۳-۱۸۰۲ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۶ | سید شاہ امیر صاحب خلف نمبر۴ | از ۱۲۵۳ھ تا ۱۲۹۰ھ [از ۳۸-۱۸۳۷ء تا ۷۴-۱۸۷۳ء] | ۴ر ربیع الآخر ۱۲۹۰ھ [۱۸۷۳ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۷ | سید سلطان عالم صاحب خلف اکبر نمبر۵ | از ۱۲۱۷ھ تا ۱۲۵۳ھ [از ۰۳-۱۸۰۲ء تا ۳۸-۱۸۳۷ء] | شعبان ۱۲۵۳ھ [۱۸۳۷ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۸ | سید صاحبِ عالم صاحب خلف اصغر نمبر۵ | از ۱۲۵۳ھ تا ۱۲۸۸ھ [از ۳۸-۱۸۳۷ء تا ۷۲-۱۸۷۱ء] | ۲ر محرم ۱۲۸۸ھ [۱۸۷۱ء] | درگاہ مارہرہ ہم پہلوئے حضرت صاحب البرکات بجانب مغرب |
| ۹ | سید شاہ محمد حسن صاحب خلف نمبر۶ | از ۱۲۹۰ھ تا ۱۳۰۴ھ [از ۷۴-۱۸۷۳ء تا ۸۷-۱۸۸۶ء] | ۱۳۰۴ھ [۸۷-۱۸۸۶ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۱۰ | شاہ سید عالم صاحب خلف اکبر نمبر۸ | از ۱۲۸۸ھ تا ۱۳۰۲ھ [از ۷۲-۱۸۷۱ء تا ۸۵-۱۸۸۴ء] | ۲ر محرم ۱۳۰۲ھ [۱۸۸۴ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۱۱ | سید شاہ مقبول عالم صاحب خلف اصغر نمبر۸ | از ۱۲۸۸ھ تا ۱۳۰۳ھ [از ۷۲-۱۸۷۱ء تا ۸۶-۱۸۸۵ء] | ۱۰ر محرم ۱۳۰۳ھ [۱۸۸۵ء] | درگاہ مارہرہ |

| ۱۲ | سید شاہ مجتبیٰ حسن صاحب خلف نمبر ۹ | از ۱۳۰۴ھ تا ۱۳۱۱ھ [از ۸۷-۱۸۸۶ء تا ۹۴-۱۸۹۳ء] | ۱۶/ربیع الاول ۱۳۱۱ھ [۱۸۹۳ء] | بمبئی بمقام چھوٹا سوناپور |
|---|---|---|---|---|
| ۱۳ | سید شاہ خورشید عالم صاحب خلف نمبر ۱۰ | از ۱۳۰۲ھ تا ۱۳۰۸ھ [از ۸۵-۱۸۸۴ء تا ۹۱-۱۸۹۰ء] | ۱۸/جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ [۱۸۹۱ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۱۴ | حضرت سید شاہ علی احسن شاہ میاں ممبر درگاہ خلف نمبر ۱۲ | ابتدا ۱۳۱۱ھ سے | زندہ | |
| ۱۵ | سید شاہ جان عالم خلف نمبر ۱۳ | از ۱۳۰۸ھ | زندہ | |
| ۱۶ | سید مخدوم عالم صاحب خلف نمبر ۱۱ | از ۱۳۰۳ھ | زندہ | |

## [بعض حضرات کی تواریخ وصال اور مدفن]

اب ایک فہرست اُن بعض حضرات کی تاریخ وصال اور جائے مزار کی دی جاتی ہے جن کے اسما اس کتاب میں آئے ہیں لیکن تاریخ وصال یا جائے مزار نہیں بتائی گئی ہے۔

| نمبر | نام نامی | سال اور تاریخ وصال | جائے مزار |
|---|---|---|---|
| ۱ | حضرت سید شاہ آل حسین سچے میاں صاحب | ۵/جمادی الاول ۱۲۳۵ھ [۱۸۲۰ء] | آرہ ضلع کوانٹ |
| ۲ | سید شاہ ابوالحسن میر صاحب میاں | ۹/رجب ۱۳۱۱ھ [۱۸۹۴ء] | درگاہ مارہرہ |
| ۳ | سید محمد عسکری صاحب | ۱۳/ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ [۱۹۰۸ء] | درگاہ برکاتیہ |
| ۴ | سید محمد باقر صاحب | ۶/جمادی الاول ۱۳۱۶ھ [۱۸۹۸ء] | درگاہ برکاتیہ |

| ۵ | سید محمد صادق صاحب | ۲۴ر شوال ۱۳۲۶ھ<br>[۱۹۰۸ء] | سیتاپور، اپنے باغ میں |
|---|---|---|---|
| ۶ | سید محمد جعفر صاحب | ۲۳ر شعبان ۱۳۰۹ھ<br>[۱۸۹۲ء] | سیتاپور |
| ۷ | سید نور الحسن صاحب | ۱۲ر ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ<br>[۱۸۷۹ء] | درگاہ برکاتیہ کے کمرۂ جنوبی میں<br>جناب احمد نوری میاں صاحب<br>کے جانب غرب مزار واقع ہے |
| ۸ | سید نور المصطفیٰ صاحب | ۲۹ر ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ<br>[۱۸۵۷ء] | مزار لکھنؤ احاطہ فقیر محمد خان گویا |
| ۹ | سید حسین حمزہ صاحب | ۲۱ر ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ<br>[۱۸۸۲ء] | سیتاپور |

## مدحِ مہدی

### مصنفہ طفیل احمد متوؔلی بدایونی

جانتے ہیں سب تمہیں جن و بشر مہدؔی میاں
احمدِ نوری کے ہو نورِ نظر مہدؔی میاں

ہے وہی صورت وہی سیرت تمہاری ہو بہو
تم 'میاں صاحب' ہو گویا سر بسر مہدؔی میاں

آپ کے نانا نبی دادا علی دادی بتول
آپ ہیں برجِ ولایت کے قمر مہدؔی میاں

واہ وا نامِ خدا پایا ہے کیا جاہ و حشم
یہ خدا رکھے تمہارا کر و فر مہدؔی میاں

اک نظر میں آپ کا سینہ منور کردیا
ہے یہ سب نوری تجلی کا اثر مہدؔی میاں

فیض حضرت احمدِ نوری سے اے بندہ نواز
آپ پر وا ہو گیا عرفاں کا در مہدی میاں

آپ بے شک احمدِ نوری کے ہیں نورِ نگاہ
پھر وہی کہتا ہوں مَیں بارِ دِگر مہدؔی میاں

جد امجد ہیں تمہارے حضرت آلِ رسول
آپ ہیں واللہ نامی نامور مہدؔی میاں

آل احمد سا ملا ہے جد اعلیٰ آپ کو
آپ کا عالی ہمیشہ سے ہے گھر مہدؔی میاں

نور چشم شاہ حمزہ آپ کو کہتے ہیں سب
تم پہ ہے آلِ محمد کی نظر مہدؔی میاں

برکت اللہ شاہ سے ارثاً ولایت ہے ملی
فضل فضل اللہ کا ہے آپ پر مہدؔی میاں

جملہ پیرانِ سلاسل سے تمہیں پہنچا ہے فیض
مرحبا پایا ہے کیسا عز و فر مہدؔی میاں

بندہ پرور اب دعا پر ہے مرا ختم کلام
کہیے آمیں بہر شاہِ بحر و بر مہدؔی میاں

آپ جو آمین فرماویں تو مجھ کو ہے یقیں
مدعا میرے ابھی سب آئیں بر مہدؔی میاں

کیجیے میری سفارش اپنے دادا جان سے
وہ دلا دیں مجھ کو حق سے مال و زر مہدؔی میاں

یا الٰہی رات دن بابِ ہدایت وا رہے
زیبِ سجادہ رہیں شام و سحر مہدؔی میاں

شر اعدا سے مجھے محفوظ رکھنا یا خدا
ہر مصیبت میں رہیں میری سپر مہدی میاں

بھولیں ان کو دیکھ کر ہم صدمۂ مرشد طفیل
ہوں ہمارے راحتِ قلب و جگر مہدؔی میاں

☆☆☆

## مناجات طفیل مصنفہ طفیل احمد متولّی بدایونی

اثر فلک سے اُتر آ ذرا خدا کے لیے
کہ ہم نے ہاتھ اُٹھائے ہیں اب دعا کے لیے

دعا میری یہ تجھ سے ہے پئے مہدی میاں یارب / رہیں وہ خیریت سے اور اُن کا خانداں یارب
الٰہی گلشنِ سادات مارہرہ پھلے پھولے / نہ آنے پائے باغ آل احمد پر خزاں یارب
گل و بوٹے رہیں شاداب نخلستان زیدی کے / مہکتا اُن کی خوشبو سے رہے یہ گلستاں یارب
مرے ممدوح سید کے مراتب روز افزوں ہوں / دعا کرتا ہے مہدی کا یہ تجھ سے مدح خواں یارب
ملے جنت میں قصرِ پُر تکلف میر صاحب کو / جوار جد امجد میں رہیں چھٹو میاں یا رب
طریقت میں جنہیں سادات مارہرہ سے بیعت ہے / رہیں اچھے بھلے وہ سب پئے اچھے میاں یارب
رہیں خوش یا الٰہی صاحب سجادۂ عالی / رہے آباد سجادہ نشینی کا مکاں یا رب
رہے مسجود آدم یہ زمین آسماں رفعت / زمانے میں رہیں جب تک زمین و آسماں یارب
منور ہو ترے انوار سے درگاہ مارہرہ / رہے نوری ضیائے نور سے یہ آستاں یارب
ارم میں گود میں کھیلے ہمیشہ اچھے ستھروں کے / مرے مخدوم کا لخت جگر آرام جاں یارب
شہنشاہِ عرب کا ہو کرم حضار مجلس پر / معیں اُن کے ہوں ہر دم خواجۂ ہندوستاں یارب
شریک عرس ہیں جو جو ہوئے خوش اعتقادی سے / در مقصود سے بھر دے تو اُن کی جھولیاں یارب
خدایا تجھ سے مَیں اپنے لیے مانگوں تو کیا مانگوں / کہ ہے بندے کی حالت سر بسر تجھ پر عیاں یارب
یہ خواہش ہے کہ مَیں دنیا و عقبیٰ میں رہوں شاداں / قیامت کو عطا ہووے مجھے قصرِ جناں یارب
مزا ہو وقت مردن آل احمد ہوں جو بالیں پر / تمنا ہے اُنہیں قدموں پہ نکلے میری جاں یارب
پس مردن زمیں درگاہ کی ہو اور مرا لاشہ / اسی مٹی میں مل کے خاک ہوں یہ استخواں یارب
برائے دستگیری بھیج دینا آل احمد کو / اُٹھے مرقد سے جس دم یہ ضعیف و ناتواں یارب
بروز حشر اُٹھوں غوث اعظم کے غلاموں میں / شفاعت میری فرمائیں شفیع عاصیاں یارب
طفیل آل احمد اور طفیل احمد نوری / طفیلؔ احمد نوری کو رکھنا شاد ماں یا رب

☆☆☆

**بسلسلۂ جشن دو صد سالہ حضور شمس مارہرہ**

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف کی

## ایک اہم پیش کش

شمس مارہرہ ابوالفضل آل احمد **حضور اچھے میاں** مارہروی قدس سرہٗ کی

**مکمل ، مفصل اور قدیم ترین سوانح عمری**

# تنبیہ المخلوق

(سنہ تالیف ۱۲۷۴ھ)

از

جناب مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی (متوفی: ۱۳۳۴ھ)

(مرید وخلیفہ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ)

ترتیب وتحقیق

مولانا اسید الحق قادری بدایونی

۱۶۲/برس پرانی یہ کتاب اب تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی، اس کے قلمی نسخے کا عکس کتب خانۂ قادریہ بدایوں شریف میں محفوظ ہے۔ تاج الفحول اکیڈمی پہلی بار اس کی اشاعت کا اہتمام کررہی ہے۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں نسب نامہ اور تمام سلاسل قدیمہ وجدیدہ کے شجرے نثر ونظم میں نقل کیے گئے ہیں، نیز حضور شمس مارہرہ کے معمولات شب و روز کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں ۶۱/واقعات کرامات وکمالات کا ذکر ہے۔ تیسرے باب میں ۵۹ تصرفات اور اہم واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔

ان شاءاللہ بہت جلد منظر عام پر آرہی ہے

☆☆☆

## مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

| | | |
|---|---|---|
| ۱ | **احقاق حق** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۲ | **عقیدۂ شفاعت** (اردو، ہندی، گجراتی) | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۳ | **اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۴ | **اکمال فی بحث شد الرحال** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۵ | **فصل الخطاب** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۶ | **حرز معظم** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۷ | **مولود منظوم مع انتخاب نعت ومناقب** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۸ | **شوارق صمدیه ترجمه بوارق محمدیه** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۹ | **تبکیت النجدی** | سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی |
| ۱۰ | **شمس الایمان** | مولانا محی الدین قادری بدایونی |
| ۱۱ | **تحقیق التراویح** | نورالعارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی |
| ۱۲ | **الکلام السدید** | تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی |
| ۱۳ | **رد روافض** | تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی |
| ۱۴ | **سنت مصافحه** | تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی |
| ۱۵ | **احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام** | تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی |
| ۱۶ | **تبعید الشیاطین** | حافظ بخاری مولانا شاہ عبدالصمد سہسوانی |
| ۱۷ | **مردے سنتے ہیں؟** | مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی |
| ۱۸ | **مضامین شهید** | مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی |
| ۱۹ | **ملت اسلامیه کا ماضی حال مستقبل** | مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی |
| ۲۰ | **عرس کی شرعی حیثیت** | مولانا عبدالماجد قادری بدایونی |
| ۲۱ | **فلاح دارین** (اردو، ہندی، انگلش) | مولانا عبدالماجد قادری بدایونی |
| ۲۲ | **نگارشات محب احمد** | علامہ محبّ احمد قادری بدایونی |
| ۲۳ | **عظمت غوث اعظم** | علامہ محبّ احمد قادری بدایونی |
| ۲۴ | **شارحة الصدور** | مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی |
| ۲۵ | **تذکرۂ نوری** (حصہ اول ودوم) | مولانا قاضی غلام شبر قادری بدایونی |

| | |
|---|---|
| ۲۶ **احکام قبور** | مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی |
| ۲۷ **اکمل التاریخ** (حصہ اول و دوم) | مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی |
| ۲۸ **خطبات صدارت** | عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی |
| ۲۹ **مثنوی غوثیہ** | عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی |
| ۳۰ **عقائد اہل سنت** (اردو، ہندی) | مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی |
| ۳۱ **دعوت عمل** (اردو، انگلش، ہندی، مراٹھی، گجراتی) | مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی |
| ۳۲ **فلسفہ عبادات اسلامی** | مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی |
| ۳۳ **مختصر سیرت خیر البشر** | مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی |
| ۳۴ **احوال و مقامات** | مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی |
| ۳۵ **خمیازۂ حیات** (مجموعۂ کلام) | مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی |
| ۳۶ **باقیات ہادی** | مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی |
| ۳۷ **مدینے میں** (مجموعۂ کلام) | حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی |
| ۳۸ **احادیث قدسیہ** (اردو، انگلش، گجراتی) | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۳۹ **تذکرۂ ماجد** | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۰ **خامہ تلاشی** (تنقیدی مضامین) | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۱ **تحقیق و تفہیم** (تحقیقی مضامین) | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۲ **عربی محاورات** مع ترجمہ و تعبیرات | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۳ **اسلام : ایک تعارف** (ہندی، انگلش، مراٹھی) | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۴ خیرآبادی سلسلہ علم و فضل کے احوال و آثار **خیرآبادیات** | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۵ **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر** | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۶ **مفتی لطف بدایونی**: شخصیت اور شاعری | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۷ **حدیث افتراق امت** تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں | مولانا اسیدالحق قادری بدایونی |
| ۴۸ **طوالع الانوار** (تذکرۂ فضل رسول) | مولانا انوارالحق عثمانی بدایونی |
| ۴۹ **اسلام میں محبت الٰہی کا تصور** | مولانا دلشاد احمد قادری |
| ۵۰ **تذکرۂ خانوادۂ قادریہ** | مولانا عبدالعلیم قادری مجیدی |